

میران لایح فی حسیں الدیلم

تصنیف شمع افروز کاشانه تحقیق + قزوح بخش سواد ویدہ تدقیق + قدوة سادات
 عظام + زبدۂ شہادت کرام یعنی محمد رابا بست لال بدر آسمان فضل و کمال
 جناب مولانا سید محمد الدین احمد رحمہ فیضہ ما طلع اشرف من لیل الدلال الکریم شیخ
 شریف کی جو جو مصلحتیں و حکمتیں مقدسہ فرج حیوانات میں پوشیدہ تھیں
 اور بعض کو رسوا و دل کی چشم ظاہر میں بوجہ رنگ شکوٹ و ہام شکل
 قبیح نظر آتی تھیں ان کے جوہر حقیقت کو بصیرت سیان آئینہ کی طرح چمکایا + احکام
 نقلیہ کو دلائل عقلیہ سے مدلل فرمایا + سچ پوچھیے تو اُس پر شریعہ کو براہین حکمیہ سے
 مطابق کرنا آسان نہیں نہایت مشکل کام ہے + نکات اس کو کہتے ہیں اور نتیجہ
 کمال استعداد و علم عقول سکنا نام ہے + بساطت سہرا ذوق سلیم راہی ارفع
 شیخ محمد یعقوب بن محمد طریح اہتمام سے راجی غفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان میر
 و تربیت یافتہ خدمت اور علم و معطی بن خاں غفور کے نہایت خوشگوار غرض و شوق

طبع نظامی افسر کا پوربند چھاپا

اعلام عام رسالہ عجائب المسما

بالبرهان اللامح في تحقيق امر الربائح

مختصر و منتخب ہے کہ یہ کتاب لاجواب جواب میں ہر اور انشخاص کے کہ بوجہ
رکھنے مذہب عقلی محض کے یا اور کسی مذہب خاص کے فوج حیوانات کو
ظلم صریح اور ناجائز سمجھتے ہیں اور مجوزین فوج حیوانات سے
واسطے اثبات جواز و استحسان فوج حیوانات کے ایسے اولیٰ عقلیہ
برامین قطعیہ طلب کرتے ہیں کہ جن میں مقدمات نقلیہ کا اصلاً دخل و
ساس ہی نہ ہو ہر حد بحث اس سلسلہ خاصہ کی نہ ہو اور اہل اسلام میں بھی
اکثر ہوا کی ہو لیکن اول تو دراصل نفس سلسلہ فوج و اکمل حکم میں مخالفت
اور بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع نہیں بلکہ جو کچھ
مخالفت و بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع ہوئی وہ ہم
مخالفت و بحث و کلام متنی تھے صرف ایک اختلاف خاص فوج تقریر
علاوہ اسکے جوابات اہل اسلام تو ہنود کے مقابلے میں صرف ایک
الزامی ہی طور پر مرجع و شتر ہیں رہا طریق استدلال عقلی محض اس طریق
انیت پر اثبات جواز و استحسان فوج حیوانات ایک دو دلیل کے ساتھ

بھی کسی کتاب یا رسالہ میں کتر نظر آیا ہو معنی میں رد اعتراضات نہونہ
 نے طریق استدلال عقلی محض کی طرک بسبب عدم ضرورت کے نمایہ
 کین اتفاقی ہی قرض و اعتنا فرمایا جو اور کوئی خاص کتاب تو اس باب
 میں متضمن ایسے اولہ قویہ اور براہین قطعیہ کے کبھی کسی وقت میں
 تصنیف ہی نہیں ہوئی اور شاید تصنیف ہوئی ہو لیکن کوئی ایسی
 تصنیف شائع تو ہرگز ہونے نہیں پائی بلکہ کسی کے دیکھنے اور سننے میں
 بھی شاید کبھی نہیں آئی پس یہ کتاب لا جواب اس باب خاص میں
 اگر حقیقت پوچھیے تو بالکل عجیب و جدید بحر مثل اور مولفات زمان
 حال کے کچھ تالیفات نہیں بلکہ تصنیف ہو اور تصنیف بھی نہایت یکساں
 و جدید اگرچہ غذا کے گوشت تو سوا اہل اسلام کے اور اکثر فرقہ اور
 اقوام بھی برابر کھاتے ہیں کیا یہود کیا نصاریٰ جملہ اہل کتاب اس
 غذای پختل و ذایاب کو بلا خوف و مبالغات جان حیوان ہر شے روز
 نوش جان فرماتے ہیں لیکن اگر دلیل و توجیہ تجویز و استحسان قیل و
 حیوان کی پوچھیے تو لاکھ میں ایک بھی اس سے واقفیت نہیں رکھتا
 معتزین فوج کے جواب میں موا اس بات کے کہ ہمارے مذہب میں
 فوج کر کے کھانا ان حیوانات کا جائز ہے اور کچھ دلیل اسکے جواز و استحسان
 کی ایک آدمی بھی کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا پس جس قدر ارباب
 مذہب مجتہدین فوج کر کے گوشت کھاتے انواع حیوانات باتباع ہر مذہب ہی
 و اعتقاد سے خواہش نفسانی مات دن چکھتے تھے لیکن وجود و

دلائل عقلیہ جواز و استحسان فیج حیوان سے کچھ اصلاح خبری نہیں رکھتے
 تھے اول سب حضرات کو شردہ ہو کہ جو عجز و سکوت معترضین فیج کے
 جواب میں اونکو ہوتا تھا اب اس کتاب لاجواب کے سبب سے
 وہ عجز و سکوت بالکل دفع ہو گیا اور جو تخطیہ اور الزام منکرین کی طرف سے
 عقل و حواس اکثرنا واقفوں کے کھوتا تھا اس رسالہ نایاب کے بہت
 سے وہ تخطیہ اور الزام سترتا سرخ ہو گیا اگرچہ حضرت مصنف نے غایت
 اہل اسلام ہی کی طرف سے یہ جواب باصواب معترضین کو دیا ہے لیکن
 اگر بغور ملاحظہ کیجئے تو کامی ارباب مذاہب مختلفہ مجوزین فیج کو جو کہ اسلام
 واقفیت دلائل جواز و استحسان قیل نفس حیوان سے نہیں رکھتے تھے
 اس صلا سے ہدایت عام اور فیض تام سے ممنون احسان بے پایاں
 اپنے کا کیا اتحق مزید تائید اس تصنیف لطیف کی جملہ اہل مذاہب مجوزین
 فیج کے واسطے عام حرجی الواقع کل اہل مذاہب مجوزین فیج کے غلبہ و نصرت
 کے لیے یہ رسالہ ایک برہان قوی اور حجت تام حرجی چاہیے کہ
 سوا اہل اسلام کے باقی تمام حضرات مجوزین فیج بھی قطع نظر تعصب ہی
 سے فوکار استفادہ دلائل قویہ اور براہین قطعیہ اس کتاب لاجواب کا
 اپنے ہم والا نہم پر واجب و لازم جانیں اور گو تعصب مذہبی اس
 استفادہ سے اونکو کتنا ہی مانع بھی ہو لیکن ایسے امراہم اور فائدہ تم
 میں منع تعصب کو ہرگز نہ مانیں اور بلاشبک و شبہہ جو حضرات فوق
 مجوزین فیج سے مطالعہ اس کتاب لاجواب کا فرمائینگے تو اس نسخہ نایاب

کے سبب سے بھٹ خاص جواز و استحسان و عدم جواز و استحسان
 فیج حیوان میں بہت کچھ فوائد عجیب پائینگے اور منافع غریب ٹھکانے
 استناد و اون فوائد عجیب اور منافع غریب کا مستفیدان یا قتل و نظر
 کو غایت درجہ ممنون و شکر گزار مصنف والا تبار بنائے گا سوا اہانت
 و جزا کے اللہ خدا چاہے اور کچھ زبان الفصاحت بیان حضرات ممدوح
 نہ ایگنا غلام کلام یہ کہ اس گوہر کیٹا اور درجے بہا کی قدر شناسی میں غافل
 نفس ذات قدر شناس ہی سرتاسر تصور سمجھنا چاہیے ورنہ
 خود تو یہ گوہر کیٹا اور درجے بہا احتیاج کسی قدر دانی
 کی بھی نہیں رکھتا بقول سعدی

ما جبت مشاطہ نیست و می آرام را

والسلام علی

من اتبع الہدی

*

ما يشاء الله لا قوة الا بالله

بنفصل خداوند انام مستوفی بنسب خاص و عام در جواز زوج حیوانات بدلائل عقلیه و شرح معنی

The image is a circular emblem with a complex, multi-layered design. At the center is a circular medallion containing the Persian/Arabic text "کتابخانه ملی ایران" (National Library of Iran) in a stylized calligraphic font. This central medallion is surrounded by a wide, ornate border. The border is filled with intricate floral and geometric patterns, including stylized flowers, leaves, and interlocking lines. Within the border, there are several lines of text in Persian/Arabic script, which appear to be the title and author information of the book. The overall style is characteristic of traditional Islamic art and book design.

راجہ غفران محمد عبدالرحمن بن محمد رشید خان معنور و تبریک شہادت اور عظیم مصلحت خان و
ہمایا نام

مصنع نظام ونگار کا بیوم مطبوعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صد ہزار شکر اوس خدای ہمتہ کی جناب ستطاب میں سزاوارین جسے انسان
 ضعیف البنیان کو اپنے کارخانہ قدرت سے شرف وجود جملہ مخلوقات میں
 پرہیزت کیا اور مقتضای اعطای منسوب خلافت عظمیٰ سائر موجودات جہان
 پر قضا و اختیار حکم و تصرف کامل کا اوسکو دیا اوسے عاجز بے سروسامان
 کے مسافع و مصلح ذاتی کے واسطے تمام جہادات و نباتات و حیوانات کو
 خالق فرمایا اوسے کمزور ضعیف البنیان کو تمام جہان پر قابض و حکمران
 کر دکھایا سبحان اللہ کیسا قادر مطلق اور پاک برحق کہ جسکی قدرت حکم اور
 حکم قدرت سے ایک حیوان دوسرے حیوان کے واسطے خدا سے اعلیٰ
 مقدر ہوا ایک ذی روح فانی موجد کا رزق دوسرے ذی روح فانی موجد سے
 اوسکے کارخانہ قدرت میں مشعر ہوا انسان اگرچہ سراپا عقل و ادراک ہے
 لیکن بعد مرنے کے اوسکا جسم بھی زمین کے کیڑوں یا دریا کے جانوروں

کی گویا ایک مقررہ خوراک ہو وہ کیا قدرت کے نیرنگ ہیں اور کیسے کیسے
 اوس رزاق بے منت کے رزق رسائی سکے ٹوٹنا ہیں جسم لطیف
 اشرف مخلوقات کو تو مٹر کر پینڈ خاک یا دودھ سے زمین کی خوراک قرار پانا
 اوس کے حکم محکم سے عین اقتضای شرف و کمال ہو اور اجسام بعض حیوانا
 کو بعد ترکیب ذبیح القیمہ طیب حضرت اشرف المخلوقات بنانا اوسکی حکمت حکم
 آکل و کلول دونوں کے حق میں کمال تقاضای مرحمت و انصاف ہو خاک
 جانوروں کو حرکت آنی فیج کے سبب سے شدت تکلیف مرض الموت سے
 کیسا اوسکا لطیف عام ہو انسان پاک سرشت کو باوجود آسان ہونے موت
 فیج کے شدت موت مرض کے ساتھ مخصوص بابتلا و کمال و کمال و کمال
 تشریف و اکرام ہو آورد و کمال نازل ہوا و پراوس جی اُچی کے جسے
 شرف فیج کے اظہار کے واسطے اپنے تئیں از روی کمال اقتضای مطلب
 بختاب مستطاب ابن الذبیحین فی سبیل اللہ فرمایا اور امر فیج کو با اتباع
 اپنے حبیب خلیل سیدنا ابراہیم خلیل کے واسطے منافع عام اہل اسلام کے
 جائز اور مرض ٹھہرایا اور بھی اوپر آل اظہار اور اصحاب کبار اوس ہی عز
 کے جو کہ قربان اور فدا ہونے والے تھے راہ خدا میں نفوس اموات آگ سے
 اما بعد افتقر بارگاہ صدیقہ حقیر سید محمد الدین احمد ابن مہر و شہر
 مولوی سید عبدالدین احمد الکنوی مولانا و سید پوری مولانا خدایت عالمیہ
 صاحبان عقل و دکانیں بعد انکسار عرضہ گزار ہو کہ اصل باعث تحریر اس
 رسالہ عجاہ اسمی بہرہ بان لاسخ فی تحقیق امر الدباسخ کا خاکسار

فہم ہمیشہ ہمارے ہوا کہ اتفاقاً ایک روز ایک کرم فرما نے فقیر خانہ عظیم کا شانہ پر
 رونق افروز ہو کر یوں ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک اہل شناسی معزز بابو صاحب
 ہو کہ مذہب برہما سماج رکھتے ہیں اور اکثر فنون و کمالات میں او کو دیکھتا
 کامل حاصل کر چکی روز سو کہ حسب عادت ہم او کی ملاقات کیسے سے کرتے تھے
 ناگهان ہمارے اور ان کے درمیان میں کچھ تذکرہ نہ مذہب اویان مختلف
 کا آگیا ہر چند وہ سوا مذہب برہما سماج کے اور کسی مذہب کے قابل نہیں
 ہیں لیکن عند الکمالہ اوس روز ایسا معلوم ہوا کہ جب مذہب دیگر سے مذہب
 اہل اسلام کو وہ نہایت پسند کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بعض مسائل و
 احکام میں تو خاصہ دم توصیف مذہب اہل اسلام ہی بھرتے ہیں اور
 قرآن حالی و متالی سے تو ایسا خیال میں آتا ہے کہ بالکل یقینی پایا جاتا ہے کہ اگر
 بعض مسائل دین متین جو کہ فہم خاص او کی سے دور و ستور ہیں اس میں
 متین میں داخل نہوتے یا آئکہ کوئی شخص سمجھانے والا اس قسم مسائل کا
 او کو مل جاتا اور غیچہ او کے دل تیر منزل کا اہل از نسیم قنہیم سے کہل جاتا تو یقیناً
 بلکہ یقیناً وہ مذہب اسلام کو فی النور قول ہی کر لیتے اور دینے اور دے دے
 کیا ہے کہ میں کسی ایسے مسلمان ذی علم و لیاقت سے آپ کی ملاقات کرادوں گا
 کہ جس کے سبب سے گشتی آپ کی وقت و اشکال کی فہم میں اسلام میں بخوبی تمام
 کھل جائیگی اور جو کہ دشمن کو آپ کے دامن خاطر خاطر پڑے گی ہر شے آب زلال
 استدلال سے بوجہ اہل و طرز حسن و حلیہ لگی پس بموجب اوس اپنے
 وعدے کے میں تمہارے ساتھ بابو صاحب کی ملاقات کرانا چاہتا ہوں

جس وقت یہ سب تقریر اپنے کرمفرما کی مینے سنی تو اول مینے اور ج سے
 یہ پوچھا کہ فرمائیے کون سے ایسے مسائل و احکام دین اسلام ہیں جن میں
 آپ کے دوست بابو صاحب کو شک و تردد واقع ہو اس میرے استفسار
 کے جواب میں اوخون نے یہ فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ سواد عام کے اور کسی
 امر میں بھی اونکو شک و تردد واقع نہیں ہو ایک مسئلہ ثبوت ضرورت نبوت
 دوم مسئلہ صلت فرج حیوانات اگر یہ دونوں مسئلے اونکو بدلائل عقلیہ سمجھائیے
 جائیں تو غالباً وہ اس دین متین کو بلا حجت و تکرار اختیار ہی کر لین پھر ہی
 حکم میں احکام دین اسلام سے اونکو شک و تردد کسی طرح کا اصلاً باقی نہ رہے
 یہ بات شکریہ مینے اونے پوچھا کہ آیا بابو صاحب زبان اردو یا فارسی بخوبی
 سمجھتے ہیں یا نہیں اوخون نے فرمایا کہ سوا زبان بنگالی یا انگریزی کے تو وہ
 کوئی زبان بھی نہیں سمجھتے تب اونکی خدمت میں مینے عرض کیا کہ اس
 صورت میں میں اونکے سمجھانے سے معذور و مجبور ہوں کس واسطے کہ
 نہ اونکو زبان اردو یا فارسی خواہ عربی میں مداخلت ہو نہ مجھکو زبان بنگالی
 یا انگریزی سے واقفیت یہ جواب واقعی تو مینے اپنے کرمفرما کو اس وقت
 دیدیا لیکن بعد اونکے تشریف لیجانے کے میں اپنے دل میں بہت کچھ
 غور و فکر اس مقدمے میں تادیر کرتا رہا اور پس از غور و فکر بسیار یہ بات
 دل میں ٹھہرائی کہ دلائل اثبات ضرورت نبوت کے مباحث تو اکثر کتابت
 وغیرہ میں موجود ہیں بلکہ بعض رسائل خاص بھی اس باب میں دستیاب
 ہو سکتے ہیں جنکے ملاحظے سے تعلیم و تفہیم ہر مستفسر صاحب عقل سلیم کے

بخوبی تمام تر متصور ہر لیکن مسئلہ رخصت و اباحت فوج حیوانات اس کے
 دلائل عقلی کا کوئی رسالہ مشہور البتہ نظر نہیں گذرا جس کے ذریعے سے کسی معتز
 کو جواب باصواب دیا جائے یا کسی شاک متروک کا تشفی و اطمینان خاطر کرایا
 اور ہر چند کہ ہدایت تو منکرین کی بدون حکم و ارادہ الٰہی کے کسی سے بھی
 نہیں ہو سکتی لیکن نیت خیر اور قصد ثواب سے جو کام کیا جائے یا کرا جائے
 کبھی ضائع نہیں ہوتا پس اگر بیان وجوہ و دلائل عقلی اور حل اعتراضات فوج
 میں ایک رسالہ مختصر لکھا جائے تو خالی اجر و ثواب سے کسی طرح نہیں محروم
 شاید کہ خداوند موفق حقیقی اس رسالے کے سبب سے باوجود صاحب کو
 راہ ہدایت پر لائے یا آئندہ اور کوئی شخص ہی بعون عنایت خداوندی
 توفیق ہدایت پائے پس حصول اس اصل مول کا بھی افتخار بہیال خداوند
 مجید سے کچھ بعید معلوم نہیں ہوتا ہر گاہ یہ سب بات اس فقیر سر پاقتسیر کی
 خاطر فاتر میں بخوبی منتقش ہو گئی تو اسی وقت خاکسار ذرہ ہمتدار نے در سے
 تحریر اس رسالہ عمار کے دست و قلم کو متوجہ کیا اور توفیق طریق رہنمائی کے
 خداوند ہادی بحق مبین مطلق سے چاہئے ہوا الموفق بالصواب عندہ عالم الکتاب

آغاز کلام بہ تمہید بعض مقدمات ضروری الاعلام
 قبل ذکر دلائل جواز و استحسان امر فوج اور رد اعتراض معتزین کے بیان
 بعض مقدمات ضروری کا کیا جاتا ہے حضرت ستمان والا شان کو اول اون
 مقدمات کا سن لینا چاہیے مقدمہ اول جاننا چاہیے کہ مباشرت
 بفعل فوج و اکل لحم ہمیشہ اٹھا دین اسلام سے تحریم داخل اصول دارکان

دین متین بلکہ خصوصیات خاصہ دین متین سے بھی نہیں ہر پہانک کہ اگر
 کوئی مسلمان تمام عمر بھی مباشران دونوں افعال کا نہ تو عدم اشتغال
 و اشتغال افعال مذکور کے سبب وہ شخص ملت اسلام سے کسی طرح خارج
 نہیں ہو سکتا بلکہ یہ عدم اشتغال و اشتغال ان دونوں افعال کا اس کے کمال
 اتقا اور دینداری میں بھی کسی طرح خارج نہیں ہو سکتا پر عدم رک ایسے اکایم
 سے جو کہ حقیقت دین اسلام سے درحقیقت ایک شے علیحدہ ہے اور حقیقت
 خاصہ بھی دین اسلام کے ساتھ نہیں رکھتا نفس حقیقت
 دین اسلام کو مقدوح و مستحسن جاننا کسی طرح اقتضائے عقل و
 انصاف نہیں ہے تو تقاضائے عقل و انصاف تو یہ ہے کہ دریافت حقیقت
 و استحسان دین اسلام کے واسطے اول اس کے اصول و ارکان کی طرف
 نظر کریں پھر تمام فروع و لوازم و خصوصیات خاصہ کو بشیتم عقل و انصاف
 دیکھیں رہے وہ امور کہ حقیقت دین اسلام سے تو خارج ہیں اور شرائط
 یا خصوصیات خاصہ دین اسلام میں داخل نہیں ایسے امور کے سبب
 دین اسلام کو مقدوح اور مضر سمجھنا عقل سے بھی بعید ہے اور انصاف سے
 بھی خلاف بلکہ کمال تقاضائے عقل و انصاف تو درحقیقت مقتضی اس بات
 کا ہے کہ ہر گاہ تمام اصول دین متین بادلہ قاطعہ و حجج ساطعہ ثابت و مستحق
 ہو جائیں تو خود اگر فروع و خصوصیات خاصہ دین متین میں بھی سمجھنا کسی
 ایک خبری خاص کا شکل و دشوار یا الباطل خلاف عقل و اعتبار ہو تو ایک
 فرع خبری خاص کے فہم میں نہ آنے سے یا الباطل خلاف عقل و اعتبار

پائے جانے سے اوس دین محقق و مدلل کو جبکہ اولہ اصول تمام مسلم
 و مقبول ہو چکے ہوں مقدمہ جاننا اور مورد ملین و تسبیح گردانا ہرگز نہیں
 چاہیے کیونکہ اصل اعتبار اصول کا ہرگز فرعی کا علاوہ اسکے اگر کسی دین یا
 آئین کے تمام احکام مقبول و مقبول ہوں اور احیانا اوس دین و آئین
 میں ایک دو حکم ایسے بھی پائے جائیں جبکہ سمجھ میں آنا دشوار ہو یا
 لفظ ہر خلاف عقل و اعتبار ہو تو اون بعض شاذ احکام کے سمجھ میں نہ آئے
 سے یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار پائے جانے سے وہ دین و آئین قطع نظر
 از اعتبار اولہ اصول بھی نامقبول اور غیر معقول تو نزدیک عقلا کے نہیں
 ہو سکتا خیال کرو کہ اگر کسی عالم گمانہ یا شاعر و ستا و زمانہ کو کوئی کتاب
 لا جواب یا دیوان بلاغت عنوان ایسا تصنیف کیا ہو جسکے تمام مضامین
 لطافت قرین اور اشعار آبدار نہایت مقبول اور سنا و اراپندار باب
 عقل ہوں لیکن احیانا بعض مضمون او کتب نایاب کے یا دو چار شعرا
 اوس دیوان لا جواب کے فہم عقل ظاہر سے دور و ستور بھی واقع ہوئے
 ہوں کیا دستور عقلا یہ ہو کہ اون بعض مضامین کتاب نایاب اور چند اشعار
 دیوان لا جواب کو عدم درک کے سبب سے نامقبول اور غیر معقول گمان
 کریں یہ جاسے کہ اون بعض مضامین و ابیات کے سبب سے تمام کتاب
 اور دیوان لا جواب کو نامین اور مطرود و ناپسند جانیں پس اگر مسئلہ درج
 جملہ احکام مخصوصہ دین اسلام سے بھی فرض کیا جاسے اور وجہ اسکی اظہار
 کے فہم قاصر میں نہ آئے تو بھی عدم فہم کے سبب سے اس خبری خاص

کونا مقبول یا اسکے باعث سے اور تمام احکام مسلمہ دین متین کونا مسلم
 اور غیر معقول جاننا کسی طرح سزاوار عقل و عمت بار نہیں ہر
 مقدرہ دوم قبل بحث دلائل جواز و عدم جواز فرج کے جاننا
 اس بات کا بھی ضرور ہر کہ منکرین جواز فرج کو سخت نامناسب اور فعل
 مذموم سمجھتے ہیں یہ سمجھنا انکا صرف باقتضا سے رقت جنسیت اور قیاس
 کرنے جانوں حملہ حیوانات کے اور جان غریز اپنے کے ہوا کرتا ہے معنی
 سخت نامناسب اور مذموم سمجھنا فعل فرج کا چار وجہوں سے خالی نہیں ہو
 وجہ اول مثلاً کسی مصنوع الہی کا وجہ دوم جائز رکھنا صدرہ حرمان
 متنع بقیہ حیات کا کسی جاندار پر وجہ سوم تجویز نفس محرومی جاندار متنع بقیہ
 حیات ستار سے وجہ چہارم ایصال تکلیف اش فرج کا جاندار غیر نظر
 پر ہر گاہ یہ چاروں وجہین نامناسب ہونے امر فرج کے بیان کی گئیں تو ب
 اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہر کہ آیا یہ چاروں وجہ نامناسب ہونے
 کے قتل نفس انسانی اور نفس حیوانی دونوں میں برابر تصور ہیں یا کیا پس
 اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے بیان ان چاروں وجہ کا علیحدہ
 علیحدہ سنا چاہیے اما وجہ اول پس مخفی نہ ہے کہ مثلاً کسی مصنوع الہی
 کا اس سبب کونا جائز ہی نہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کو اس کے سنانے
 سے کچھ ضرر نقصان لغو یا فائدہ نہ پہنچتا ہو یا اس کے خزانہ مخلوقات میں
 کسی ایک چیز یا بہت سی چیزوں کے معدوم ہونے سے کمی اور خسارہ کی
 صورت پیدا ہوتی ہو یا یہ کہ جس طرح آدمی کسی چیز کی صنعت میں کمال و

اور مشیت اور شائے میں اسی طرح خداوند تعالیٰ کو بھی اور اسکے بنانے
 میں وقت اور مشیت ہوئی تھی لہذا مٹا دینے اور منسوخ سے تسبیح اور
 وقت اور مشیت کی لازم آتی ہو یا اصل حقیقی کو اور جاندار کا بار و گردید
 کرنا ممکن نہیں یا ساتھ امکان کے مشیت طلب ہو ان صورتوں میں سے
 تو کوئی صورت بھی اس جگہ کیسے مقرر نہیں ہو سکتی یا ان قدر قباح
 اس مٹانے میں عقلاً البتہ ہر لازم آتی ہو کہ خداوند عالم نے ہر گاہ کسی
 چیز کو اپنی مشیت اور کمال صنعت اور قدرت سے بنایا اور خالق فرمایا تو
 انسان کو اور منسوخ قدرت کا مٹا دینا کب نہ اور ہر جاوہ عقل و ادب سے
 توبہ امر بالضرورہ معلوم ہوتا ہو کیونکہ اور خالق حقیقی نے تو ایک چیز کو
 اپنی مشیت و قدرت سے بنایا اور سراسر کوئی مخلوق جو اس کو مٹا دے تو یہ
 مٹانا اس کا خلاف مرغیات حضرت خالق کائنات ضرور ہو گا علاوہ اسکے
 جو جو حکمتیں اور مصلحتیں اسکے پیدا کرنے میں رکھی گئی ہیں اور حکمتوں اور
 مصلحتوں کا مٹانا بھی ضرور ہی لازم آئے گا پس جبکہ اصل منشاء اس جہ کی
 قباح کا معلوم ہوا تو جو جتنا چاہیے کہ اگرچہ ہمیں کوئی شک و شبہ نہیں کہ
 جملہ اشیا اس عالم کی حکم و مشیت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہیں اور جو
 کسی شے کا حکم و مشیت سے خالی نہیں پیدا کیا گیا لیکن جس طرح پیدا
 ہونا ہر شے کا حکم و مشیت سے ہو اور خالی حکمت و مصلحت سے نہیں ہوتا
 اسی طرح ہلک ہونا بھی ہر شے کا اسی خداوند حقیقی کے حکم و مشیت سے
 ہو اور خالی حکمت اور مصلحت سے بھی ہرگز نہیں ہوتا اور اگر ہلک ان

تمام مخلوقات کا خالی حکمت اور صلاحیت سے کہا جائے تو قول محقق فعل حکیم
 لایجاد عن حکمتہ کا البطل ضرور لازم آئے علامہ اسکے یہ بات بھی اپنی جگہ پر
 تحقیق تماشہ مقرر ہو چکی ہے کہ خداوند عالم نے جملہ اشیا کو اس جہان میں واسطے
 منافع اور مصالح ذاتی نوع انسان ہی کے خلق کیا ہے اور محبت سبب ہونے
 انسان کے طرف ان جملہ اشیا کے حکم عقلی اور اختیار قدرتی دخل و تصرف
 جملہ اشیا کا انسان کو دیا ہے پس اس صورت میں جس طرح نوع انسان کو اپنے
 منافع ذاتی کے واسطے پیدا ہونے تمام انواع مخلوقات کی طرف احتیاج ہے
 اس طرح ان سب انواع کی ہلاکت و انعدام کی طرف بھی ضروری احتیاج ہے
 بلکہ پیدا ہونے اکثر انواع سے سترہاٹ منع دم ہو جانا اور نجات صرف و انتفاع
 ذاتی انسان کی واسطے ہی عین مقصود ہے جو بھی عدم حقیقت اور نجات حاصل سبب ہو
 ہے دیکھو اوس صانع بیچون نے کیسی کیسی اشیا عجیب و غریب نباتات و معدنیات و حیوانات
 میں خلق فرمائی ہیں کیا کیا صنعتیں اوس خلاق پیشہ و نمونے ان سب اشیا
 خلق کی واسطے ظہور میں آئی ہیں اور بالآخر تمام عجائبات قدرت کی خوبی صنعت کا
 ہال و مرتبہ کمان حکم تحقیق جتنی ہی ہے کہ حضرت انسان ان سب اشیا کو اپنے دخل
 و تصرف میں لے گا اور قسم قسم کے منافع ذاتی ہر ایک نوع کے دخل و تصرف سے پائے
 اور فوائد و فائزات اٹھائے پس اگر مانا جملہ اشیا ہی مصنوع قدرت کا مطلقاً
 خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ہوتا تو دخل و تصرف انسان کا نباتات
 و معدنیات میں بھی کب جائز ٹھہرتا کیونکہ ان سب تصرفات میں قطع اور بڑے
 اور تبدیل و تغیر اور بالآخر محو و معدوم کر دینا ہر ایک شے یا اکثر اشیا کا تو ضروری

لازم ہوتا ہے بلکہ تصرف تمام نام اسی منتقل اور محو و معدوم کر دینے کا رکھنا ہے
 اور بدون اس تصرف تمام کے انسان کی ضرورتیں یکساں انجام کسی طرح پر متصور
 نہیں ہو سکتا رہا یہ کہنا کہ ایسا تصرف جو کہ محو اور معدوم کر دینے کا سبب ہو
 نباتات و معدنیات وغیرہ میں جائز حیوانات میں جائز نہیں اسکا جواب
 یہ ہے کہ نفس نسبت مصنوعیت کے سبب سے تو ایسا تفاوت ہو ہی نہیں سکتا
 کیونکہ جس طرح نباتات و معدنیات مخلوق و مصنوع اور اس صانع حقیقی کے
 ہیں اسی طرح حیوانات بھی مخلوق و مصنوع ہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ
 ایک نوع کا خلق کرنا خداوند صانع حقیقی پر آسان اور دوسرے نوع کا
 خلق دشوار و گراں بار ہو پس مصنوع و مقدر ہونے کی نسبت سے تو جملہ
 انواع مخلوقات ایک ہی مرتبہ میں برابر متصور ہیں ہاں اگر اس سبب سے
 یہ تفاوت قرار دیا جائے کہ نباتات و معدنیات کے تصرف میں کچھ کی سطح
 ایذا و کو نہیں ہوتی اور حیوان ذی روح کے تصرف میں متا ذی ہونا
 اور اسکا ضرور ہونا اس وجہ سے تفاوت ہونا ان دونوں تصرفات میں
 در صورت عدم قول باثبات جس نباتات جیسا کہ مذہب بعض حکما کا ہے
 البتہ مسلم لیکن آل عدم تجویز تصرف جملہ میں کا اس تقدیر پر عدم جواز تفسیر و تصرف
 مصنوع کی طرف راجع ہوا بلکہ صرف متا ذی ذی روح کے سبب سے یہ تصرف
 ناجائز ٹھہرا پس در حقیقت آل عدم جواز کا اس صورت میں راجع ہوا طرف
 وجہ راجع کے وجہ اربعہ مذکورہ بالا سے نہ طرف اول یعنی عدم جواز ہر مہم بنیا
 مصنوع کے اور بیان وجہ راجع کا آگے چلکے معلوم ہو گا علاوہ اسکے

آگے چلکے یہ بات بھی تبصریح و توضیح تمام معلوم ہو جائیگی کہ ضرورت اور
 مصلحت کی نظر سے تو خود بعض افراد انسانی کا معدوم و مہدم کرنا بھی
 جائز بلکہ واجب ہو جایا کرتا ہے پس ہر گاہ عدم جواز ہدم بنیان مصنوع کی نظر
 سے خود نفس شرف انسانی کا مٹانا بھی مطلقاً ناجائز نہیں ٹھہرا تو ہدم نفوس
 حیوانیہ کا عدم جواز اس وجہ سے کب مطلقاً سنراوار قبول ارباب عقول ہوگا
 بلکہ جن وجوہ و ضرورات کے سبب سے ہدم وجود انسان عقلاً جائز ہے
 ہدم وجود حیوان تو اذن مراتب سے کمتر مرتبہ پر بھی عقلاً مجوز ہو سکے گا
 اما وجہ دوم یعنی جائز رکھنا صدئہ حرمان متع بقیہ حیات کا کسی جائز
 پر یہ وجہ تو عقلاً فرج حیوانات میں کیسے طرح پر متصور ہی نہیں کیونکہ ایسا
 صدئہ اور تاسف عقلاً مخصوص ہے ساقطہ اس جاندار کے کہ مدرک ہو
 حیوانات غیر مدرک کو حقوق ایسے صدے اور تاسف کا کب ہو سکتا ہے
 الحق صدئہ عقلی جو کہ عظم و اشد انتقام صدات سے ہے اور اس قسم صدئہ اشد
 تو حیوانات بالکل مامون و مہمون ہے پیدا کیے گئے ہیں رہا صدئہ
 اس صدئہ قسم غیر اشد سے جس قدر حصہ حیوانات بحکم عقل و نظر مقرر ثابت
 ہوا ہے حقیقت اس کی آگے چل کر بخوبی واضح کی جائے گی +
 اما وجہ سوم یعنی تجویز نفس محرومی جاندار متع بقیہ حیات مستغاث سے
 بیان اس کا یہ ہے کہ قطع کرنا سلسلہ انقطاع کسی متع کا مطلقاً تو محذور اور
 خلاف عقل و شعور ہی نہیں والا چاہیے تھا کہ تصرف نباتات و اشجار بھی عقلاً
 ناجائز ہوتا کہ واسطے کہ تمتعات نشو و نما اور تغذیہ و تنمییہ کے فوائدات

واشجار کے واسطے بھی بالبدیہ ثابت ہیں مانتھاسکے منقطع کرنا سلسلہ
 تمتع نباتات واشجار کا اور محروم رکھنا اونکو اس تمتع سے کسی عاقل کے
 نزدیک محذور اور خلاف عقل و شعور نہیں ہے اور وجہ اسکی سوا اسکے اور
 کچھ معلوم نہیں ہوتی کہ چونکہ نباتات میں قوت ادراک علیٰ انہیہا الصح
 پائی نہیں جاتی لہذا قطع کرنا اسکے سلسلہ تمتع کا کسی عاقل کے نزدیک
 دور و محذور اور خلاف انصاف نہیں سمجھا گیا پس معلوم ہوا کہ محذور و
 نامحذور ہونے قطع سلسلہ تمتع کا مدار اعتبار صرف اور پر ثبوت ادراک
 عدم ادراک اس تمتع کے ہوا کرتا ہے ہر گاہ یہ بات مقرر ہو چکی تو اب
 کیفیت درک حیوانات کو اور اسکے جملہ اقسام تمتعات کو دریافت کرنا پڑا
 تاکہ محذور یا نامحذور ہونا قطع سلسلہ تمتع حیوانات کا اس تحقیق سے بخوبی
 معلوم ہو جائے اور ہوتے در تفاوت درمیان سلسلہ تمتع حیوان اور
 سلسلہ تمتع انسان کے واقع ہے وہ قدر تفاوت بھی بوجہ حسن مفہوم ہوا
 مخفی نہ رہے کہ تمتع حیوانات کی دو قسمیں ہیں ایک تمتع نفس وجود و حیات
 دوسرے تمتع اوسکے اور لوازم استلذات کا لیکن قسم اول یعنی تمتع نفس وجود
 و حیات پس بیان اوسکا یہ ہے کہ درک و شناخت تو نفس وجود و حیات
 اپنے کی حیوانات کے واسطے ثابت لیکن یہ درک و شناخت حیوانات
 میں عقلی نہیں ہے صرف درک حسی ہے لہذا حیوانات کو اس درک سے یہ بات
 حاصل نہیں ہوتی کہ جس طرح انسان اپنے وجود و حیات کو پہچانتا ہے اور جملہ
 نعمای دیگر سے مقدم اور بالاتر سمجھ کر اوسکی جاننا ہے اور فرق و امتیاز

کرتا ہے درمیان مراتب وجود و عدم کے اسطرح حیوان بھی اپنے وجود
 و حیات کو پہچانتے اور جملہ مستلذات و نفعی دیگر سے اسی کو مقدم و معظّم
 جانے اور فرق کرے درمیان مراتب وجود و عدم کے اور اس فرق و امتیاز
 سے نعمت وجود کو غایت درجہ ایک شے عزیز اور نہایت عمدہ چیز خیال کئے
 معرض حیوانات کو نفس اور اک اپنے وجود کا اسطرح ہوا کرتا ہے جسطرح انسان کو بعض
 اوقات نفس معرفت اور شناخت کسی شے کی بڑن کاظ او سکی بھلائی یا برائی کے اور غور
 و فنام غروب ہونیکے حال ہوا نہاد بقدر قدرت منزلت اکل شے بڑے اور تمام مرغوبات و مستلذات
 کی حیوانات کو ہوتی ہے اور ان لذائذ زائدہ ہیں کیا دلی لذت کو یہ تمام حیوانات محبوب و مرغوب
 جانتے ہیں نفس نعمت وجود و حیات کی تو قدر منزلت او سقدر بھی انکو نہیں ہوتی
 بلکہ او سکی قدر و منزلت سے تو یہ اصلا واقفیت ہی نہیں رکھتے پس ہر گاہ
 حیوانات نے تمتع نفس وجود اپنے کی قدر و منزلت ہی نہ پہچانی تو زائل کرنا
 ایسی تمتع کا اونے جسکی قدر و منزلت کا درک ہو انکو عنایت نہیں ہوا ہے
 مثل زائل کرنے تمتع اشجار و نباتات کی کچھ بخدرا و خلا و عقل و شعور نہیں
 ٹھہرا ہا یہ کہنا کہ حیوانات بھی تو اپنی جان کو نہایت عزیز رکھتے ہیں کہ واسطے
 کہ جملہ موزیات اور مضرات سے اپنے تئیں بچانے میں ہر وقت بدل و جان
 کو شان ہا کرتے ہیں اور علی ہذا القیاس طلب منافع کے واسطے بھی کمال
 کوشش اور کوشش انکی ظاہر و باہر ہر جواب اسکا یہ ہے کہ بچانا حیوانات کا
 اپنے تئیں تمام آفات و موزیات سے کچھ باقتضای درک عقلی اور شناخت
 قدر وجود اپنے کی نہیں ہوتا بلکہ یہ امر ایک اقتضای فطری اور کیفیت طبعی

اضطرابی ہر خلاق مطلق اور حکیم رب حق نے یہ اقتضائینی مادہ خوف جان کے
 بچانے کا اصل فطرت ہر ذبیحات میں رکھ دیا ہر عقل و ادراک کی ایک سیڑھی
 کچھ ضرورت نہیں بلکہ مثل اقتضای قوت جذب مقناطیس و کھربا کی اس
 اقتضا کو بھی سمجھنا چاہیے خود نوع انسانی میں بھی اس اقتضا کے واسطے
 دخل عقل و ادراک کی ضرورت نہیں ہوتی چہ جائے حیوان اس سطح طلب نفع
 میں بھی کوشش کرنا حیوانات کا کچھ بسبب درک عقلی اور شناخت قدر و نسبت
 نفس وجود کے نہیں ہوتا بلکہ اس طلب کے واسطے بھی ایک اقتضائی خاص
 خلقت حیوانی میں رکھ دیا گیا ہر اور ہر ایک طلب کی خواہش اس میں اس طرح
 پیدا کی گئی ہے کہ بدون حاصل کرنے اپنے مطلوب کے کسی طبع صبر و قرار
 ہی اوسکو نہیں ہوتا اسکا حاصل ان مقضیات خاصہ کے غلبے کے سبب سے
 کوشش کرنا حیوانات کا جالب منافع اور دفع مضرات وجود میں کچھ ثبوت محبت
 و قدر والی نفس وجود پر دلیل نہیں ہے اور اسحق کہ بچا ننا قدرت وجود کا
 مستغرق ہوا کرتا ہے اور پر درک عقلی کے نہ اور درک حسی کے دیکھو جس وقت کوئی
 آدمی مرض جنون کے سبب لایعقل محض ہو جایا کرتا ہے اور اصلاً شائہ درک
 عقلی کا اوس میں باقی نہیں رہتا تو درک حسی کے ذریعے سے ادراک تو اپنے
 نفس وجود کا اوسکو ضرور ہوتا ہے لیکن قدر و نسبت وجود حیات کو وہ اس وقت
 اصلاً نہیں پہچانتا اور کسی شے ادنیٰ کے ہاں بھی اوسکو عزیز نہیں جانتا پس
 جانور و کی نسبت بھی شناخت قدر نفس وجود کو قریب قریب انہی کے سمجھنا چاہیے
 بیان تک بیان قسم اول متع حیوانات کا تھا لیکن متع قسم دوم میں بیان

اوسکا موقوف ہو اور تفصیل اقسام اور شرح مفصل اوسکے کے واضح ہو کہ تمتع و
 استلذاذ علاوہ نفس جو دیانت کے بھی دو تہین ہیں ایک تمتع اضطراری و
 تمتع غیر اضطراری تمتع اضطراری اوسکو کہتے ہیں کہ جب کسب و استحصال
 کسی ضرورت لاحقہ کے سبب سے بنا چاری لازم ہو اور باز رہنا اوسکی طلب
 و تحصیل سے کہیں طرح ممکن نہ ہو سکے اور تمتع غیر اضطراری کو بنجلاف اسکے یعنی
 صرف خواہش اختیاری و میلان غیر اضطراری سمجھنا چاہیے قسم ثانی اعلیٰ
 درجہ تمتع و استلذاذ ہوتا ہے کہ یہی قسم تمتع خاص کیا گیا ہے ساتھ اہل جنت کے
 یعنی جنت میں کسی لذت کے طلب کے واسطے بیخ و اضطراب لاحق نہ ہوگا پس
 کھانے کے اہل جنت اغذیہ لطیفہ اوسکی بدون لاحق ہونے تکلیف و اضطراب
 بھوک کے اور مباشرت کرینگے ساتھ اپنی ازواج کے بدون لاحق ہونے
 تکلیف و اضطراب شہوت نفسانی کے اور ساتھ عدم حقوق تکلیف و اضطراب
 غلبہ خواہش کے تلذذ نعمانی جنت کا اعلیٰ مدارج پر ہوگا یہاں اگر کوئی یہ
 اعتراض کرے کہ ہر گاہ غلبہ خواہش ہی نہوا تو فرہ اون استلذاذات کا کیا
 حاصل ہو سیکے گا سو اسطے کہ ہر ایک چیز کا فرہ صرف غلبہ خواہش ہی کے سبب سے
 ہوا کرتا ہے اور جب قدر غلبہ خواہش زیادہ ہوتا ہے اوسی قدر شئی مطلوب زیادہ تر
 مرغوب ہوتی ہے بدون پیاس کے اگر پانی پین تو کچھ بھی مزہ اوسکا حاصل
 نہیں ہوتا اور اگر حالت تشنگی میں پین تو غلبہ تشنگی جب قدر زیادہ تر ہوگا پانی کا
 مزہ بھی اوسقدر زیادہ تر ہوگا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ غلبہ اضطراب
 خواہش مولہ میں جو کوئی چیز نہایت مرغوب ہوا کرتی ہے تو یہ نہایت مرغوب

ہونا صرف دفع پنج و تحلیل خواہش مولہ کے سبب سے ہوتا ہے نہ نفس
 درد لذت و خوبی ستلذذ کی سبب سے پس اوس تلذذ اضطرابی کو اس طرح
 سمجھنا چاہیے جس طرح کسی شخص کے پیٹ میں بشدت درد اور پیچ لائق ہو جس کے
 سبب سے وہ شخص ٹرپنے لگے پس اوس وقت کوئی شے اوس کو زیادہ اس کے
 مرغوب نہیں ہوتی کہ کسی طرح وہ تحلیل درد اوس کے دفع ہو جائے ہر گاہ وہ
 شخص بیت الخلا جاتا ہے اور دفع ریح و فضلات سے اوس درد لائق میں تسکین
 پاتا ہے تو اوس تسکین کے وقت جیسی کچھ بہت اور کمال تلذذ کی کیفیت اوس کو
 حاصل ہوتی ہے اور اوس است و تلذذ کو خیال کرنا چاہیے کہ جملہ مستلذات و
 مرغوبات جان سے اوس وقت وہ کیفیت خاص اوس کو زیادہ تر پسند
 مرغوب ہوا کرتی ہے حال آنکہ وہ کیفیت الغدام درد کی فی نفسہ کوئی شے تلذذ
 کی نہیں ہوتی اور اگر کوئی شے تلذذ کی ہوتی تو چاہیے تھا کہ قبل بحقوق درد
 کے بھی باعث تلذذ ضرور ہوتی کس واسطے کہ حالت صحت میں قبل بحقوق درد
 کے بھی تو یہی حالت آسائش جو کہ بعد سکون درد کے حاصل ہوتی حاصل
 تھی اوس وقت تو ادنی لذت و مسرت بھی اوسکی اس شخص کو معلوم نہوتی
 اسی طرح وقت بحقوق درد کے کسی عضو ظاہری میں زور سے پکڑنا اور دبانا
 اوس عضو کا کس رباغت راحت و آسائش کا ہوتا ہے حال آنکہ بدون بحقوق
 درد کے اوس طرح زور سے پکڑنا اور دبانا اصلاً موجب راحت و آسائش کا
 نہیں ہوتا بلکہ موجب کسی قدر ایذا اور تحلیل کا ہوا کرتا ہے یا وقت غلبہ جار
 کے کھجانا بدن کا لذت اس کھجائے کی جیسی کچھ ہے پر ظاہر حال آنکہ کھجانا

فی نفسہ کوئی چیز تلمذ کی نہیں ہر بلکہ درحقیقت تو وہ ایک موزی اور مکلف شہر
 ہوا اگر بیرون خارش کے کسی محل بدن کو کھجلائیں تو بغایت مکلف و ناگوار ہو
 مگر صرف دفع تکلیف مولہ خارش کے سبب جقدر لذت اس امر غیر مرغوب
 کی ہوا کرتی ہر بیان اور کا نہیں ہو سکتا پس حالت غلبہ خواہش مولہ میں نہایت
 مرغوب معلوم ہونا کسی شہر کا صرف دفع رنج و تکلیف کے سبب ہوا کرتا ہر سبب
 نفس تلمذ و شہ مطلوب کے نفس تلمذ و شہ مطلوب تو غلبہ خواہش مولہ کے سبب
 مغلوب بلکہ مغلوب ہر ہو جایا کرتا ہر دیکھو شدت غلبہ جوع کے وقت کیسی ہی
 کوئی بفرہ اور نالائق شہ کھالیا جائے نہایت مرغوب معلوم ہوتی ہر اصلا بارانی
 یا بد فرنگی اور کسی ظاہر نہیں ہوتی اسحق جملہ مرغوبات جہان کا اصل ذائقہ اور
 مزہ حالت اختیار اور عدم حقوق اضطراری میں دریافت کرنا چاہیے والا غلبہ
 اضطرار خواہش تو درحقیقت مانع اور اک اصل ذائقہ کا ہوا کرتا ہر اور محصل کلام
 اس مقام میں یہ ہر کہ اگرچہ نفس خواہش تو تمتع غیر اضطراری میں بھی ضرور ہوتی ہر
 لیکن خواہش کچھ خواہش تمتع اضطراری کی طرح ایسی غالب نہیں ہوتی کہ باز رہنا
 اس سے کسی طرح ممکن نہ ہو سکے اور ساتھ عدم غلبہ خواہش مذکور کے بھی تلمذ
 تمتع غیر اضطراری کا اعلیٰ مدارج تلمذ ہوا کرتا ہر جس طرح تلمذ میوہ انبہ و میوہ
 کہ باوجود غالب اضطراری نہ ہونے خواہش میوہ مذکور کے تلمذ
 اور اسکا اعلیٰ مدارج تلمذ ہر پس اصل تلمذ اور بین اقسام تلمذ اس تلمذ تمتع
 غیر اضطراری ہی کو سمجھنا چاہیے کہ ادراک اسکے کمال خوبی اور مرغوبی کا کچھ
 بسبب دفع الم خواہش مولہ اضطراری کے نہیں ہوتا بلکہ اصل درک لذت شے

مطلوب مرغوب کے سبب سے ہوا کرتا ہر گاہ اصل ماہیت اور کیفیت
 تمتع اضطراری اور غیر اضطراری کی معلوم کی تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ
 چونکہ حصول تلذذ تمتع اضطراری کا صرف حدوث و انقضاء حالت احتیاج و اضطرار
 کے سبب سے ہوا کرتا ہر نہ بدون اسکے لہذا باز رکھنا کسی تمتع کا اس تلذذ
 سے دو طریق پر مقرر ہوا ایک یہ کہ حالت احتیاج اور اضطرار کی باقی رہے
 اور ساتھ باقی رہے اس احتیاج کے تمتع شے مطلوب و محتاج الیہ سے باز رہے
 جب طرح باز رکھنا کھیلانے سے باوجود موجود رہنے غلبہ خارش کے دوسرے
 یہ کہ اصل حالت احتیاج کی باقی نہ رہنے یا باقی نہ رکھنے کے ساتھ اس
 تمتع سے باز رکھیں جب طرح باز رکھنا کسی صاحب خارش کا کھیلانے سے ساتھ
 دفع ہونے یا دفع کرنے اصل مادہ خارش کے پس ظلم اور سیرجی اگر مستور ہوا
 تو صورت اول میں ہر نہ صورت ثانی میں کیونکہ ہر گاہ اصل منشاء اضطراری کا
 باقی نہ رہا تو باز رکھنا تمتع اضطراری سے ظلم اور سیرجی کب بٹھرا بعد سننے اس
 تمام تمہید کے مخفی نہ رہے کہ اغلب تمتعات اور اصل اصول تمتعات جملہ
 حیوانوں کے اضطراری ہیں نہ اختیاری کس واسطے کہ کھانا پینا لگنا موتنا
 یہی سب تمتعات اضطراری ہیں جنہیں تمام حیوانات شب و روز مشغول و
 شہک رہا کرتے ہیں پس ایسے تمتعات اضطراری سے باز رکھنا حیوانات کا
 اگر اس طرح ہو کہ ساتھ باقی رہنے کیفیت اضطرار کے ان تمتعات سے باز
 رکھیں اور ترسائیں جس طرح باز رکھنا کسی بھوکے پیاسے جانور کا تمتع اکل و
 شرب سے ساتھ موجود اور باقی رہنے کیفیت احتیاج و اضطرار کے

اس طرح کا محروم رکھنا متعطلوب سے البتہ نہایت معیوب ہے اور موجب ظلم اور سیرجی کے اسے تصور ہو سکتا ہے رہا باز رکھنا ایسے تمتعات اضطراری سے دوسرے طریق پر یعنی یہ کہ اصل مادہ اضطراری باقی نہ رہے جس طرح کہ ساتھ دفع ہونے یا دفع کرنے اصل خواہش و اضطرار جو عطلش کے تمتع اکل و شرب سے کسی جاندار کو باز رکھیں یہ باز رکھنا عقلاً ظلم اور سیرجی کسی طرح نہیں ہو سکتا اور اس قسم باز رکھنے میں کچھ کیسے حکما اصلاً رنج و آزار کسی جاندار کو نہیں پہنچتا یہ سب تو بیان جواز و عدم جواز قطع سلسلہ تمتع اضطراری کا تھا باقی رہا تمتع غیر اضطراری اگرچہ ایک قسم تمتع غیر اضطراری کی بھی حیوانات میں پائی تو جاتی ہے جس طرح کو دناؤ و کلیں کرنا چوپایوں کا یا خوشی کے ساتھ سبزہ زاروں میں اوڑتے ہوئے پھر ناظموں کا ایسے تمتعات تو حیوانات میں بھی غیر اضطراری اور قبیل تمتعات اختیاری سے ہوا کرتی ہیں لیکن اول تو خود اس قسم کی تمتعات ہی حیوانا میں نہایت کم ہیں علاوہ اسکے خواہش اکل و شرب وغیرہ مقتضیات اضطراری کا غلبہ حیوانات میں اس قدر زیادہ تر رکھا گیا ہے کہ جسکے روبرو تمتعات غیر اضطراری کا ناظران میں نہایت کم بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے اور با اینہم قسم تمتعات غیر اضطراری سے تو باز رکھنا حیوانات کا انسان کے واسطے بضرورت اپنے فوائد اور منافع ذاتی کے بالفاق حلاً عقلاً جائز ہی ٹھہر چکا ہے چنانچہ باز رکھنا جانوروں کا اور بہ سبب قید و بند کے محروم رکھنا ان کو کو دینے اور کلیں کرنے سے اور باز رکھنا ان کے بچے ہائے شیرخوار کا قرب و مجاورت مادر سے واسطے بچاؤ کے یہ سب کام ہما بحث و حکام

مقبول ملکہ معمول جلد عکسای امام کے ہو چکے ہیں جس طرح حالت زندگی حیوان
میں باز رکھنا اور کما اس قسم تمتعات غیر اضطراری سے انسان کے واسطے
جائز قرار دیا گیا اسی طرح بیچ کرنے کے ساتھ بھی باز رکھنا اور کما اس قسم تمتعات
سے بلاشبہ جائز ہی ٹھہرا بلکہ حالت زندگی میں تو ان کو اس قسم تمتع سے
باز رکھنا بہ نسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہے کیونکہ اس حالت میں
جیتے ہی ترسانا حیوانات کا اس قسم استلذات سے ہوا کرتا ہے بخلاف اس صورت
دوم کے کہ جیتے ہی ترسانا اور کما لازم نہیں آتا اس حاصل پر جوہ مسخرہ مذکور قیاس
کرنا سلسلہ تمتعات حیوانی کا اوپر سلسلہ تمتعات انسانی کے کسی طرح مندرجہ
قبول ارباب عقول نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے نوع انسان کو سوا ان تمتعات
فانی جہانی کے تمتعات باقی انسانی بھی نہ ہر ارون ثابت ہیں پر بسبب اسکے
کہ تمتعات عقلی و انسانی نوع انسانی کے اعلیٰ قسم تمتعات سے ہیں اور وہ
سب تمتعات ساتھ بقا سے نفس ناطقہ کے باقی دائمی ہوا کرتی ہیں نہ مثل
تمتعات جہانی کے فانی الی لہذا بسبب مامول ہونے حصول ایسے تمتعات
عمرہ اور باقی کے یا محتمل ہونے ظہور و صدور اون منافع تمام اور خواہ عام کے
بلکہ آثار و اطوار ہمیشہ کے واسطے یا بہت مدتوں کے لیے اس جہانی فانی
میں باقی رہ سکتے ہیں ہر ایک محظوظ بقا سے حیات اور حصول تمتعات انسانی
کا نہایت ہی عزیز اور کمال درجہ بیش بہا چیز ہے جو سجدہ کہ ہزار سال زندگی حیوان
پر ایک لمحہ حیات انسان ضعیف البنیان کا تفوق و ترجیح صریح رکھتا ہے +
ابا و جد چارم یعنی تخلیک نوع پس اب بیان اس کی حقیقت کا سننا چاہیے

یہ بات تو ظاہر ہے کہ کا رخانہ تقدیر خداوند قدیر میں ہزاروں اخصار جملہ کاروبار
 انسانی کا اور پخلق انواع حیوانات ہی کے مقدار اور مقرر رکھا گیا ہے اور نوع
 انسان ضعیف البنیان غایت درجہ عاجز پیدا کی گئی ہے اپنے کارہائے
 ضروریہ کے رد اور اجراء میں طرف انواع حیوانات کے علاوہ اسکے یہ امر
 بھی کسی طرح مخفی نہیں کہ ہر انتفاع اور کارروائی انسان کی حیوانات سے
 سو قوف ہو کرتی ہے اور پر تکلیف دہی اور سبب رسانی حیوانات کے کیونکہ یہ
 تکلیف دہی اور سبب رسانی حیوانات کے تو اسکا کوئی کام بھی سر انجام نہیں دیتا
 یعنی تا وقتیکہ انسان حیوانات کو مقید و محبوس نہ رکھے اور بلوں میں تمام تمام
 جوتے اور نر لوں میں سوار ہو کر تمام تمام دن مانگے اور دوڑانے کی تکلیف
 نہ دے اور منوں بار اپنا اور اپنے تمام حوائج و ضروریات کا ادب نہ لادے اور
 ان تمام مشقتوں سے شاقہ کے لینے میں تمام تمام وزر و ضرب بکارتا رہے
 اور اوقات ضرورت میں ہر جم ہو کر سبب رسانی تمام بار مار کر اوٹکونہ دوڑائے اور شدت
 بت تاب اور تعب و مشقت بید و حساب سے عرق عرق اوٹکونہ کر دیا کرے تو
 حصول مطلب اور اجراء کا راون سبب حیوانات سے نہ اسر محال و دشوار ہے
 لہذا اسی مصلحت اور ضرورت کی نظر سے حضرت حکیم مطلق اور صانع برحق نے
 اپنی حکمت بالغہ کے اقتضا سے ایسی تدبیر قدرتی کے ساتھ ان حیوانات کو
 خلق فرمایا ہے کہ تو اسے مدد کرے کہ تو ان حیوانات کی بہ نسبت انسان کے نہایت
 کٹر اور ضعیف احسن خلق فرمایا اور نبوض اسکے اوٹکی قوت طبعی اور مزاحی کو
 بہ نسبت انسان کے غایت درجہ قوی اور مضبوط بنایا تاکہ جس وقت انسان

دونکو اپنے منافع اور ضرورت کے واسطے تکلیف دہی اور بیچ سامانی کرنا چاہتا
 تو اول تو بیبب صنعت اور کندی قوت حارہ کے انکو حس و درک ہی اول
 شدائد و تکالیف کا چندان نہ دودم اگر تکالیف کا احساس بھی ہو تو بیبب قوت
 طبعی اور مزاجی کے حسب قدر احساس بیچ و تکلیف کا ہوا و سکو بخوبی اوٹھائیں اور
 شدائد و تکالیف لاحقہ کو چندان خیال میں نہ لائیں پہلی ہی حکمت باللہ حکیم
 کا سبب ہے کہ حیوانات کیسے کیسے شدائد و تکالیف پاتے ہیں اور کیا کیا زور و
 زاید تیاں انسانوں کی اوٹھاتے ہیں آدمی کیسا ہی مضبوط اور بجاکش کیون
 نہوا اگر عشر شیر بھی اودن شدائد و تکالیف کا پائے اور کئی از ہزار واندگی
 از بسیا ربھی اودن مشتقون میں سے اوٹھائے تو غالباً ایک ہی دور و
 میں اودن شدائد و تکالیف سے جانبر نہ ہو سکے اور بھلا یہ شدائد و تکالیف
 تو حیوانات پر صرف نوع انسان کے دور اور زبردستی کے سبب سے
 فکر کی گئیں قطع نظر ان شدائد و تکالیف کے بھی فی نفسہ جو کچھ سامان
 خلقی معیشت و زندگانی حیوانات کا مقرر ہے وہ خود بہ نسبت سامان معیشت
 نوع انسان کے اس قدر سخت تر اور درشت تر واقع ہوا ہے کہ اگر انسان
 اوس قسم سامان معیشت کے ساتھ زندگی کرنا چاہے تو کی طرح اوس
 ممکن ہی نہ ہو سکے جو جو وجوہ و اسباب کہ حیوانات کے واسطے سراسر
 موجب آسائش و آرام ہیں انسان کے حق میں وہی وجوہ و اسباب
 سراسر باعث تعب و ایلام ہیں دیکھیے اصل مدار سکونت و قرار حیوانات کا کچھ
 اودن تصور و ایوانات پر جو کہ خدمات حر و بر و وغیرہ آفات ارضی و سماوی

سے بچا سکیں نہیں رکھا گیا نہ پہننا لباس و افہام و شعور کا اور نہ واسطے
 مقرر ہوا پس اصل وضع خلقی او کی معیشت کی اکثر اس طرح پر مقرر ہے کہ جسم و بدن
 کے ساتھ بلا قصور و مکانات کے باسائش تمام بسر کرتے ہیں نہ شدت
 تمازت آفتاب چندان اونکو ستاتی ہے نہ تکلیف ایام برف و برف و اور صعوبت
 ہوائی سرد سے جان سخت او کی چندان برف و ضرر او ٹھنڈائی ہے انسان ضعیف اگر
 اس طرح پر بسر کرنا چاہے تو نہایت دشوار اور خارج اوسکے حیر اختیار سے ہے
 علیٰ ہذا القیاس قوای شانہ اور ذائقہ میں بھی حیوان اور انسان کے اتنا
 بعد و تفاوت رکھ دیا ہے اور اس درجہ فرق و امتیاز مقرر کیا ہے کہ انسان کو کسی
 نہایت متعفن جگہ پر ایک دم ٹھہرنا یا کسی نہایت تلخ اور بد مزہ چیز کا اندک چکھنا
 اور زبان پر رکھنا موجب اذیت جانی اور باعث تکلیف روحانی کا ہو اگر تاہم
 بخلاف جانوروں کے کہ اگر کیسی ہی بد بو اور متعفن جگہ پر گذرین یا ٹھہریں وہ
 تعفن و بد بو کی اصلا پر و ابھی اونکو نہیں ہوتی بلکہ اکثر بد بو دار چیزیں تو خود خوراک
 اصلی ان جانوروں کی مقرر ہوئی ہیں اسی طرح جو جراثیم و نباتات تلخ و بد مزہ
 خوراک مرغوب اور غذا سے مطلوب جانوروں کی واقع ہوئی ہیں انسان لطیف المزاج
 کو تو ذرا چکھنا اور زبان پر رکھنا بھی اونکا دشوار اور خارج از حیر اختیار ہے اور قوت
 لمس میں تو باہمین انسان اور حیوانات کے استقامت تفاوت شدید اور بولون بعید
 واقع ہوا ہے کہ جن جن خاوض کو حیوانات شل حلوسے بے دودھ کے کھاتے ہیں
 انسان ضعیف لطیف اگر ایک لقمہ بھی اونکا کھائے تو کمال سختی اور تیزی اور
 خشونت کے سبب سے حلق و دہان ہی اس بچا سے کا پھٹ جائے

اور یقین ہے کہ ایک ہی دو قسم میں خود ماندہ زندگی سے ہاتھ اٹھائے
 جانور جس نرے کے ساتھ خار ہاے خشک کو مثل طوطے ترکے کھائے ہیں
 انسان لطیف و ضعیف تو کچھ آناج کو بھی اس طرح بے تکلف محض زمین
 کھا سکتا اسحق اسل سبب ان تمام تفاوت اقیانوس شریک مابین انسان
 اور دیگر حیوانات کے یہی ہے کہ جانور دن کو خداوند علیم حکیم نے بہ نسبت نفع
 انسان کے نہایت قوی الطبع اور ضعیف اس خلق فرمایا ہے اور چونکہ خلقت
 جانوروں کی مثل انسان کے مرنی الطبع مقرر نہیں کی گئی اور قوت کہتاب
 صنائع وغیرہ کی بھی انکو نہیں دی گئی لہذا اگر خداوند علیم حکیم اس طرح قوی الطبع
 اور ضعیف اس انکو خلق فرماتا تو بس ہونا انکی زندگی کا جس طرح پر کہ مقرر
 ہے سخت اشکال بلکہ سرسری حال ہونا پائے حقیقت حکمت متقنی اسی بات کی
 تھی کہ کمال قوت تحمل شدائد و تکالیف کی حیوانات کو دیا جائے اور اسل
 خلقت اور انکے درک آلام و اذیات میں بہ نسبت انسان کے نہایت ضعیف ہے
 مقرر کیا جائے اسل غایت ضعیف اس اور قوی الطبع ہونا حیوانات کا
 تو درک و احساس جملہ انواع و اقسام میں بالبدانہ ثابت اور متحقق ہے پس
 ہر گاہ اور تمام اقسام شدائد و تکالیف کے اور اک میں مابین نوع انسان
 اور حیوانات کے بون بعید اور تفاوت شدید ثابت ہوا تو درک احساس
 تکلیف مزج میں بھی تفاوت شدید اور بون بعید ہونا ضروری مسلم ٹھہرا سوا
 کہ اسل مدار و انحصار تو قوت اور حدت احساس جملہ مضمرات و مولات کا
 حدت و قوت الہ حس پر رکھا گیا ہے نہ فقط نفس فی مروج یا ذی حس ہونے پر

کیونکہ نفس ذی روح ہونے کے واسطے تو خود لزوم و ثبوت نفس احساس کا
 بھی ضروری نہیں ہوا اور اگر ایسا ہوتا تو عارضہ تخلیقی سن میں باوجود ذی روح
 ہونے جسم کے ابطال احساس ہونا اور بھی بعض اعضا سے انسان اور
 حیوان کا باوجود ذی روح ہونے کے اصل خلقت میں غیر ذی حس پیدا ہونا
 کب ممکن تھا رہا نفس ذی حس ہونا اسکی واسطے بھی قوت وحدت ہمار
 کی کچھ خواہ مخواہ لازم نہیں ہوتی کسو اسلئے کہ باوجود ثبوت اس بات کے
 کہ حس لمس تمام جسم انسانی میں پھیلی ہوئی ہر مرتبہ احساس تمام اعضا کا برابر
 نہیں ہوتا ظاہر اعضا میں انانگشت سبابہ تا سائر اعضا میں دیگر مرتبہ رفق
 مرتبہ احساس ایک عضو کا دوسرے عضو سے ثابت و متحقق ہر علاوہ اس کے
 ہنگام حقوق الم شدت بخاریا تیخیر باوجود متبدا ہونے تمام بدن ستر پائے کے یا تمام
 اعلیٰ حصہ بدن کے صدرہ رنج و تکلیف میں جس قدر صدمہ اس رنج و تکلیف کا
 قلب و دماغ پر ہوا کرتا ہوا اور کسی عضو پر عیش و عشرت بھی اور کتنا نہیں ہوتا حال آنکہ
 قوت احساس میں تو بھی اعضا شریک ہوتے ہیں پس باوجود ذی حس ہونے
 اور اعضا کے مرتبہ درک و احساس قلب و دماغ اور درک و احساس دیگر سائر اعضا
 میں کس قدر بعد و تفاوت پیش معین ہر غرض کہ ہر ذی روح کے آلات حسیہ
 جو ایک مرتبہ خاص درک و احساس کی قوت خلقی کا ازروسے اقتضا سے مزاج
 نوعی یا شخصی کے عنایت ہوا ہر کم و بیش اس مرتبہ سے کسی راحت یا اذیت
 کا احساس بھی کوئی ذی روح ہرگز نہیں کر سکتا لہذا کمال درجہ تفاوت ہونا
 اذیت و رنج حیوان اور اذیت و رنج انسان کا بحسب تفاوت خلقی مرتبہ قوت

احساس ان دونوں کی اوس قبیل سے ہو کہ جبکا کوئی عاقل بھی انکار
 کر سکیگا غلامہ مقصود، اس تمام مقدمے کا یہ ہو کہ جن جن وجوہ کی نظر سے منکرین
 امر فوج کو قتل نفس انسان پر قیاس کیا ہو اور اس قیاس کے سبب سے نہایت
 اشنع اور قبیح قرار دیا ہو غلطی فہم منکرین کی قیاس مراتب مذکور میں بالضرورت
 اتحق جس قدر قبائح متعلق فیج حیوان میں تصور تھیں بیان ادن سب قبائح کا
 بشرح و بسط تمام کیا گیا اور جواب باصواب بھی ہر ایک قباحت کا بوجوہ موجب
 عقاید دیا گیا اوس سبب شرح و بیان سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ نفس
 تکلیف فیج کے اور کوئی قباحت تو درحقیقت اس جگہ معتبر ہی نہیں ہو سکتی
 رہی نفس تکلیف فوج ہونا تو اوس کا مسلم لیکن چونکہ نسبت تکلیف اشد قتل انسان
 کے جیسر اس قیاس اسکا کیا گیا تھا یہ تکلیف درحقیقت تکلیف خفیف و نہت
 واقع ہوئی جو نہ بار تکلیف قتل انسان کے اشد و ازید آگنا بنا سے قیاس میں کو
 یر اعتبار شاعت اس تکلیف کا بھی مقبول اور سزاوار سپندار باقول نہیں ہو
 اور محصل کلام اس مقام میں یہ ہو کہ مزاج انسانی اعدل امر جزا و روی خلقت
 کے واقع ہوا ہو یعنی جو مرتبہ اعتدال خلاق حقیقی نے مزاج انسان کو عنایت فرمایا
 وہ مرتبہ اعتدال اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز عنایت نہیں فرمایا
 بیان تک کہ اقرب امر جہل و اعتدال حقیقی کے مزاج انسان ہی واقع ہو
 چونکہ نفس نا طمۃ انسانی است و اکل تھا مزاج بھی مبد و فیاض سے
 واسطے تعلق اوس نفس کے موافق شان اور احتیاج اوس نفس کے عنایت
 ہوا یا یہ کیسے کہ جیسا مزاج اعدل تھا ویسا ہی نفس بھی اوس کے تعلق کیو

اکمل تجویز ہوا لہذا جو قوت اور صحت اور حدت اور اک حسی کے بسبب اعدل
 ہونے کے انسان کو حاصل ہو وہ قوت اور صحت اور حدت اور اک حسی کے
 اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی یعنی درک حسی
 انسان کا اور اک حسی جانداران دیگر سے ہرگز درجہ فائق تر واقع ہو اور قیاس
 ایک کے مرتبہ جس کا دوسرے کے مرتبہ جس پر کیسے معتبر نہیں ہو سکتا یہاں
 اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بعض جانوروں کو تو بعض خاص خاصہ غایت حاصل انسانی
 کے اس قدر زیادہ تر قوی عنایت کیے گئے ہیں کہ عشر عشر بھی اوس قوت
 کا خاصہ خاصہ انسانی میں بمقابلہ خاصہ خاصہ حیوانی کے پایا نہیں جاتا چنانچہ
 بعضے بطور حالت طیران میں غایت بلندی سے ایک اوسے اشتر کو زمین پر
 دیکھ کر اتر آتے ہیں انسان اگر اوس قدر بلندی سے اوس شے کا دیکھنا
 چاہے تو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتا چوٹی کی قوت شامہ کا یہ حال ہو کہ مٹھائی
 وغیرہ شے مرغوب اوسکی کہیں کہیں ہی حفظ و احتیاط کے ساتھ کیوں نہ رکھی ہو
 زور و قوت شتم سے درک اوسکا کر کے محل مطلوب پر اکثر پہنچ جایا کرتی ہو حالانکہ
 انسان کو اوس طریق پر ہرگز درک اوس شے کا نہیں ہو سکتا
 پس ان وجوہ سے یہ بات ظاہر ہو کہ کچھ فقط نوع انسان ہی کو کمال قوت درک
 حسی کی عنایت نہیں ہوتی بلکہ بعض انواع حیوانات تو نوع انسان سے بھی اس
 مرتبہ درک میں افضل اور اکمل واقع ہوتی ہیں اور اگر کمال قوت اور حدت درک
 حواس کی کمال اعتبار منہج نوعی ہی کے سبب سے تسلیم کیا جائے تو جو بعض
 جانور کہ غایت طاقت اپنی کسی خاصہ خاصہ میں حاصل رکھتے ہیں چاہے کہ یہ غایت

طاقت اور انکی خاصہ خاصہ کی بھی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب سے مسلم ہو
 اور اختصاص کمال اعتدال مزاج نوعی کا ساتھ انسان کے کوئی امر ہی نہ ٹھہرے
 جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ بعض قسم حیوانات کو جو کمال قوت کسی خاصہ خاصہ
 کی گویا بطور فضل خبری کے عنایت کی گئی ہے مگر صرف بسبب ضرورت خاصہ نوعیہ کے
 یہ صفت خاص اور سکو عنایت ہوئی ہے مگر کس واسطے کہ حکیم مطلق نے جس طریق و
 عنوان خاص پر جس جاندار کی خلقت نوعی بنائی ہے موانع ضرورت و احتیاج
 اور نوع خاص کے کوئی قوت اور صفت کارروائی ضروری خاص کی بھی ضرورت
 اور سکو عنایت فرمائی ہے مثلاً جس جانور کی خوراک نوعی دریا کے اندر کی
 پیرتی ہوئی پمچھی مقدار اور مقرر کردی گئی ہے اور اس جانور کو ایک چالاک اور قوت
 خاص طیران اور عروج و نزول کی اور بھی تیزی اور سرعت خاص قوت نظر کی
 اس طرح عنایت ہوئی ہے کہ اور کسی جاندار کو اس صفت خاص کا ایک شائبہ
 بھی عنایت نہیں ہوا ایسی طرح اور بعض بعض جانوروں کا بھی اختصاص ساتھ کسی
 صفت خاص کے باقتضای حکمت خداوند حکیم و فیاض مطلق صرف ضرورت
 نوعی خاص ہی کے سبب سے سمجھنا چاہیے پس یہ اختصاص خاص کسی نوع حیوان
 کا دلیل اس بات پر نہیں ہو سکتا کہ وہ حیوان خاص حدت و قوت جلد جو اس میں
 اور کمال اعتدال مزاج نوعی میں بیل و عدیل نوع انسان کا واقع ہوا ہے یا
 صفت کمال اعتدال بن انسان سے بھی زیادہ تر متفرق خالق کیا گیا ہے مگر سوائے
 کہ جو حدت اور قوت اور اکر حسی کی کمال اعتدال مزاج نوعی کے سبب سے
 ہوا کرتی ہے وہ حدت و قوت مخصوص ساتھ ایک خاصہ خاصہ کے ہرگز نہیں ہو سکتی

بلکہ نسبت مزاج نوعی کے سبب سے تو جگہ جو اس میں ادس حدت اور
 قوت کا ظہور ضرور چاہیے رہا صرف ایک خاصہ خاصہ میں قوت کا زیادہ ہونا
 اور اور تمام جو اس میں ضعف ہونا یہ نہیں ہوتا مگر مزاج نوعی یا شخصی کے ایک
 نوع اقتضائی خاص کے سبب سے یہاں تک کہ بعض افراد انسانی میں بھی اس قسم
 کی حدت اور قوت خاص ایک جس کے ساتھ ضعف اور تمام جو اس حالات
 کی خصوصیت مزاج شخصی ہی کے سبب سے ہو کر تھی ہر نہ سبب کمال اعتدال مزاج
 شخصی کے غرض کہ از یاد قوت کسی ایک خاصہ خاصہ کا دلیل اور کمال اعتدال مزاج
 کے نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے اول تو ہمارا کلام اس مقام پر حقیقت صرف اس
 جس میں ہر جس جس کے ساتھ درک المذبح متعلق ہو کر رہا ہے یعنی قوت لمس اور
 اس میں شبہ نہیں ہو کہ کمال حدت اور قوت جس لمس کی سبب کمال اعتدال
 مزاج نوعی کے مخصوص ساتھ نوع انسان ہی کے کی گئی ہے اور کسی نوع کو
 انواع حیوان سے اس قوت اجناس خاص میں انسان لطیف اسجد کے
 ساتھ مسامت اور مناسبت ہرگز معلوم نہیں ہوتی دوسرے ہمارا مقصود بحث
 اس جگہ خاص پر بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ حیوانات مخصوصہ ذبح سے ہر نہ اور تمام
 حیوانات سے اور ان حیوانات مخصوص بالذبح کا بہ نسبت انسان کے کمال
 ضعیف لمس اور قوی طبع ہونا ایک امر بدیہی ہو کہ جس میں کچھ بحث و کلام ہی نہیں
 ہو سکتا اب ہم سچ کہ مولف مخزن الادویہ کے ایک قول کو نقل کرنا باقتضائے
 موقع وقت مناسب سمجھتے ہیں مولف جہد روح نے بیان صنان یعنی گوشت خورین
 بموجب تحقیق بعض محققین اطباء اہل اسلام کے اسطرح پر ذکر کیا ہے اور کیفیت

خاتمی فروع کو سفند کو باین عبارت پیرائے شرح و بیان دیا ہے کہ نسبت بحیوانات کی
بسیار ملید و قابل تعلیم نیست و از کمال بلاوت بر سر فراج می آید و وحشت و اضطراب
نیکند و همین یک وجہ علت محکم آن و امثال آنست از حیوانات ضعیف النفس و الادراک
زیرا کہ حیوانات قوی ذکی بحس و ادراک عند الفرج حرج و الم بسیار میبند و نفس آنها را
تعلقی بیدن خود و نفس فرج میباید و لهذا اکثر حرام شده اند و شرع شریف تمام
ہو اقول صاحب مخزن کا اور اس بیان سے ایک اور خدشہ بھی مٹ گیا تشریح
ادسکی یہ کہ اس مقدمے میں وجہ دوم اور سوم کے بیان میں جو یہ بات کہی
گئی تھی کہ حیوانات کو عیب بدام و ادراک عقلی کے حریان بقیہ حیات کا غم نہیں ہو سکتا
اور تمتع نفس و وجود حیات کی بھی کچھ قدر و منزلت لیبب لا یقتل ہونے کے اونکے
تزدیک نہیں ہے ایک خدشہ اس جگہ اس طریق پر تصور تھا کہ بندر وغیرہ بعض
حیوانات کے ادراک میں بھی تو نہایت ذکاوت ثابت ہوتی ہے گو وہ ادراک اول
بعض حیوانات کا ادراک عقلی نہیں صرف مرتبہ فرست ہی مہی لیکن کمال ذکاوت
اون بعض حیوانات کے ادراک کے اس وجہ پر پائی جاتی ہے کہ ادراک عقلی میں
اداس ادراک میں کس فرق معلوم ہوتا ہے پس ساتھ مشاہدہ ایسے ادراک کے
کس طرح یہ بات مندرجہ تسلیم ہو سکتی ہے کہ حیوانات کو حریان تمتع بقیہ حیات کا غم
و الم ہی ثابت نہیں یا تمتع نفس و وجود حیات کی کچھ قدر و منزلت ہی اونکے نزدیک
نہیں ہے ہر سب خدشہ بیان مندرجہ بالا سے بخوبی مٹنے ہو گیا یعنی اگر بالفرض
ثبوت اس درجہ غایت ذکاوت کا بعض انواع میں قبول ہی کر لیا جا تو بھی
چارے مطالب خاص کے ثبوت کے واسطے کچھ اصلہ مضرت نہیں ہے کس واسطے

کہ ہمارا کلام تو خاص بھیر بکری وغیرہ جانوران ماکول اللحم کی عدم ذکاوت میں
 ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ بندر وغیرہ بعض انواع حیوانات کے جس ذکاوت کا
 ذکر کیا گیا ان جانوران ماکول اللحم میں تو اس ذکاوت کا کوئی اصلاً شاہد
 بھی ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ جانوران مخصوص بالذبح تو تمام انواع حیوانات
 میں ساتھ کمال بلاوت ہی کے گویا بالاختصاص خاص کیے گئے ہیں تمام ہوا
 ستورہ دوم بیان تک تو متہد مقدمات کی بھی اب بیان سے بیان وجوہ
 ودلائل ثبوت رخصت وضرورت ذبح حیوانات کا شروع کیا جاتا ہے اور یہ بیان
 مشتمل ہے اور پر چند مقاصد کے حضرات ستمان والا شان جملہ وجوہ ودلائل کو
 بغوش اعتناء اصغافراین مقصد اول مخفی اور مجرب ہے کہ مقررین جملہ
 ذبح کو خلاف مقتضای ترجمہ کہتے ہیں اور اس وجہ سے کارہ اور محترز اکل لحم سے
 رہتے ہیں ہمارے نزدیک یہ دعویٰ مقررینوں کا محض بی اصل اور صریح غیر صحیح
 ہے کہو سہلے کہ لحم نام ہے ایک کیفیت رقت قلبی کا کہ مقتضی تفضل و احسان کی ہے
 کسی دوسرے کے ہوا کرتی ہے اور عدم اختصاص اس صفت رقت
 قلبی کا ساتھ کسی قوم وشریق کے فرق واقوام سے بشاہدہ عینی
 ظاہر و باہر ہے بلکہ قطع نظر مشاہدہ عینی اور تجربہ حسی کے خود ہدایت
 عقل بھی حاکم اسی بات کی ہے کہ ہر گاہ یہ صفت رقت قلبی ایک صفت
 خلقی طبعی ہے نہ کسی ارادی مخصوص ہونا اس صفت حلقی طبعی کا ساتھ
 کسی شریق و مذہب خاص کے گو وہ فریق فرقہ آزاد و قیود و مذاہب ہی
 سے کیوں نہ ہو کسی طرح پر ممکن اور متصور نہیں ہو سکتا پس اس صورت

میں باوجود غیر مخصوص ہونے کے طہ و صفت مذکور کے مخصوص ہونا ظہور مقتضائے
 صفت مذکور کا یعنی مختلف اس صفت کا اپنے مقتضائے باہر طور کہ
 صفت مذکور بعض قوم یا افراد خاص میں مانع اس فوج سے ہوا اور اکثر میں نہ
 کوئی معنی ہی نہیں رکھتا اور کی طرح معقول و مقبول نہیں ہو سکتا الحق
 بعض قوم یا بعض اشخاص خاص کے خلاف مقتضائی طبع ہونے امر
 فوج سے خلاف مقتضائی نفس ترجم ہونا کا کس طرح ممکن ہو کس واسطے
 کہ فقط منکرین ہی کے گردہ خاص میں وجود ارباب ترجم دلی اور رقت
 قلبی کا انحصار و اقتضار تو نہ از روی تجربہ مشہور و عقلی روزگار ہو اور
 نہ حکم باریت عقلی کی طرح سزاوار قبول و اعتبار ہو بلکہ کثرت انواعی افراد
 جملہ اہل مذاہب مجوزین فوج کی فطر سے تو وجود ارباب رقت و رحمت دلی
 کا گردہ اقل قلیل منکرین میں عشرت شیر سے بھی کم بلکہ کالعدم تصور ہو جس
 اگر امر فوج خلاف مقتضائے نفس ترجم ہوتا تو بالاختصاص کسی فرق خاص
 کے جملہ ارباب ترجم کے مقتضائے خلاف ہونا اسکا ضرور تھا اور ہرگز
 خلاف ہونا اسکا جملہ ارباب ترجم کے مقتضائے ثابت نہوا تو دعویٰ اس
 خلاف مقتضائی نفس ترجم ہونے کا محض بے اصل اور صحیح غیر صحیح ٹھہر
 بیان اگر کوئی شخص مقرر عنوان میں سے یہ بات کہے کہ امر فوج نفس ترجم
 کے مقتضائے گو خلاف نہو لیکن کمال مقتضائی غلبہ ترجم سے تو یہ
 امر بلاشبہ خلاف ہو اور انحصار و اختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترجم کا
 عقلاً ناجائز نہیں ہو سکتا اسکا جواب ہم اس طرح پر دیتے ہیں کہ انحصار

واختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترجمہ کا ساتھ بعض افراد اور اشخاص خاص کے
 جائز بھی لیکن کسی مذہب و فریق خاص کے ساتھ تو یہ خاص بھی کی طرح جائز نہیں
 ہو سکتا علاوہ اسکے ہر گاہ امر فحش کو مٹنی صرف خلاف کمال ترجمہ قرار دیا اور
 خلاف نفس ترجمہ ہونا اسکا قبول نہیں کیا تو نہایت امضیت بلکہ اخف ہونا
 امر فحش کا تو خود بخوار ہے ہی قول سے ثابت ہو چکا معذرا ہم پوچھتے ہیں
 کہ ایک شخص یا چند اشخاص خاص اگر ادعا اختصاص کمال ترجمہ کا اپنے
 ساتھ اور بھی ادعا مسلوب ہونے اس صفت کا اور تمام افراد ذی رحم
 عالم سے ظاہر کرتے ہیں تو اس دعویٰ کے واسطے آیا کوئی دلیل بھی
 اونکے پاس ہے یا نہیں اگر یہ دعویٰ اور بخلا دلیل ہے تو ہم کب اوسکو
 مانیں گے اور کس طرح صحیح جانینگے اور اگر یہ دعویٰ مع الدلیل ہے تو
 ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ دلیل کوئی ہے یا نہیں خلاف مقتضای ترجمہ جاننا
 جانوروں کا دلیل اس دعویٰ کی ہے یا علاوہ اسکے اگر علاوہ اسکے کوئی
 دلیل ہے تو بیان کریں اور اگر صرف خلاف ترجمہ سمجھنا فحش جانوروں کا ہی
 دلیل ہے تو یہ دلیل تو اس جگہ کی طرح معقول و مقبول نہیں ہو سکتی کسوا
 کہ امر فحش کے خلاف مقتضای نفس ترجمہ یا کمال ترجمہ ہونے میں تو خود
 اس جگہ بحث و کلام ہی ہے پس اس جگہ فقط امر فحش کے خلاف ترجمہ سمجھنے
 کو کسی شخص کے نفس رحمہ کی یا کمال رحمہ کی کے ثبوت پر بلکہ اوس شخص
 خاص کی ذات واحد کے اندر اس صفت کے انحصار اور اقتصار پر دلیل
 لانا کب معقول و مقبول ارباب عقول ہو سکتا ہے علاوہ اسکے یہ بات بھی

پر ظاہر و باہر ہرگز کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص نے اگر منع اکل لحم سے کیا
 اور بیچ جانور کو خلاف ترجمہ قرار دیا تو ایسا انہما کی کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص
 کا کچھ خواہ مخواہ ترجمہ دلی ہی کے سبب سے بالیقین ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ
 عقلاً بعین وجہ و باعث اور بھی اسکے ہو سکتے ہیں جس طرح تنفس طبعی خلقی کسی
 شخص خاص کا اکل لحم سے یا عدم غریب و میلان طبعی خلقی طرف لحم کے تائب
 نامواقت فراہمی کے یا حقوق کسی مرض خاص کے متفسر ہونا لحم سے سبب
 وجہ بھی باعث تنفر و اجتناب کے ضرور ہو سکتے ہیں پس اگر کسی ایک شخص
 یا چند اشخاص خاص کو درحقیقت تو منجملہ ان وجوہ کے کسی ایک وجہ سے تنفر
 و اجتناب کلی اکل لحم سے لاحق ہو مگر لباہر وہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے
 کمال رحمہ دلی اور بے نفسی خطا پر کرنے کے واسطے اور اشخاص کو بھی
 اکل لحم سے منع کریں تو یہ منع کرنا اور نا بعینہ ایسا ہوگا جس طرح کوئی شخص
 عین در اصل تولدت مجامعت سے بی نصیب ہو لیکن لباہر وہ شخص اپنا
 اعتقاد لوگوں کے دلون میں بٹانے کے واسطے کمال تقدس جتائے
 اور اور تمام آدمیوں کو بھی از دواج اور تناکح سے مانع آئے پس تقدس
 ہونے ایسے ایسے احتمالات عقلی کے کسی شخص خاص کے ایسے دعوی
 بے دلیل پر کس طرح یقین کلی ثبوت رحمہ دلی کا ہو سکتا ہر بعد بننے اس
 دلیل جلیل کے اتنا اور بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اگرچہ خلاف متفقہ نامی ترجمہ
 نہونا امر بیچ کا اس دلیل سے بوضاحت و صراحت تمام ثابت ہوا لیکن ایک
 قہم اس جگہ البتہ باقی رہا یعنی ممکن ہرگز کہ منکرین اس مقام میں اس طرح پر

تو ہم کریں کہ اور تمام مذاہب و اقوام میں جو فعل فحش اور اکل لحم حیوانات
 مروج ہو اور جملہ ارباب ترجمہ اوں سب مذاہب و اقوام کے اسکو جائز کہتے
 ہیں یہ جائز کہنا اوں سبکا کچھ دلیل اور پر عدم مخالفت اقتصادی ترجمہ طبعی
 ہی کے نہیں ہو سکتا بلکہ اصل بوجہ اس جائز کہنے کے اور میں اول
 تبعیت مذاہب دوم کمال مروج ہو جانا اس عمل کا پس اول تو اتباع امر مذہبی
 کے سبب سے کچھ اصلاً چون و چرا اس باب خاص میں نہیں کر سکتے دوسرے
 بسبب کمال مروج ہو جانے اس عمل خاص کے سب اہل زمانہ گویا عادی
 اسکے ہو گئے ہیں اور جراثیمی اسکی اوکی آنکھوں سے بالکل چھپ گئی ہو کسوا
 کہ رواج کے سبب سے جو امور کہ معیوب ہیں وہ بھی معیوب معلوم نہیں ہوا
 کرتے ظاہراً اصل سبب جملہ ارباب ترجمہ کے اسباب میں چون و چرا کرنے کی
 یہی دوہین والاد حقیقت تو ترجمہ طبعی سے یہ عمل بالفرض خلاف معلوم ہوتا ہے
 کسواسطے کہ انہیں سب مذاہب اقوام میں ایسے ذمی ترجمہ اشخاص بھی ہوا
 کرتے ہیں کہ باوجود گوشت کھانے کے اپنے ہاتھ سے کسی جانور کے
 فحش کرنے کو نہایت خلاف ترجمہ سمجھتے ہیں بلکہ فحش ہونا جانور کا اپنی آنکھ سے
 بھی دیکھ نہیں سکتے حیوانی کو تو ستانا اہل ترجمہ برا جاتے ہیں یہ جامی فحش جانور
 دیگر علاوہ اسکے اکثر فرقہ امی اہل دل خود فرقی اسلام میں ایسے گزرے ہیں
 جنکے حالات و مقالات سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جاندار کو ادا نہ
 دینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اس قسم کے اکابر کے کلام سے
 بلکہ خود بعض کتب دینیہ اہل اسلام سے اختیار کرنا مدامت و انزام کل حکم

کا مذہب معلوم ہوتا ہے اور اختیار کرنا پیشہ فضاہی کا بھی نہایت مذہب سمجھا
 گیا ہے پس ان سب حالات و مقالات کے شننے سے ایسا مفہوم ہوتا ہے
 کہ امر بیخ خلاف مقتضای رحم تو ضرور ہے کیونکہ جملہ اہل رحم جس مذہب و
 ملت سے ہوں دل سے اس امر کو کر دے و ناگوار سمجھتے ہیں گو اتباع مذہبی
 یا کمال ترویج امر عادی کے سبب سے چون و چرا اس میں نکر سکیں مگر گاہ تقریر
 تو ہم معلوم ہوئی تو اب جواب با صواب بھی اسکا سننا چاہیے مٹھی نہ رہے
 کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے طبع انسان کو بہت سے اطوار و اقسام میں پیدا
 فرمایا ہے پس بعض تو اون میں اس قدر شدید القلب ہیں کہ آدمی کا بیگناہ قتل
 کر دے انسا بھی اون کے نزدیک کچھ بات نہیں اور بعض اس درجہ رقیق القلب ہیں
 کہ ایک چوٹی کے ستارے کو بھی آدمی کے قتل سے کم نہیں سمجھتے اور بعض
 آدمی بین بین واقع ہوئے ہیں اور بین بین کے واسطے بہت سے مراتب ہیں
 یعنی کسی میں رحم غالب ہے تو مغلوب اور کسی میں قہر غالب ہے تو مغلوب اور کسی میں
 درجہ مساوات ہے نہ یافت کرنے ان تمام مراتب افراط و تفریط و اعتدال
 طبع انسان کے اس بات کا تحقیق کرنا چاہیے کہ آیا عقل کے نزدیک ان سب
 اقسام میں کوئی قسم درحقیقت لائق توصیت و عروج ہے اور کوئی قسم سزاوار
 ذم و قبیح اور چونکہ دریافت کرنا ان مراتب کی خوبی و زشتی کا موقوف ہے اور
 دریافت حسن و قبح نفس مراتب قہر و رحم کے لہذا اول اس بات کو سمجھنا چاہیے
 کہ قہر و رحم اگرچہ درصفتیں ہیں متضاد اور بادی النظر اہل ظاہر میں صفت
 رحم مطلقاً محمود معلوم ہوتی ہے لیکن اگرچشم غور و تحقیق دیکھا جائے تو باوجود

متضاد ہونے ان دونوں صفتوں کے غیر محض یا شرمض ہونا کسی صفت کا بھی
ان دونوں میں سے ثابت نہیں ہر اور درحقیقت ہر ایک صفت ایسی ہے
اپنے اپنے موقع پر مدح اور قبح دونوں کے ساتھ متصف ہو سکتی ہے لہذا
جسطرح رحم کرنا موقع رحم پر نہایت مدوح ہے علیٰ ہذا القیاس قہر کرنا بھی موقع
قہر پر نہایت مدوح ہے خیال کرو کہ اگر کوئی شخص کسی ظالم خلق آزار پر رحم کرے
اور اعانت اوسکی چاہے یا مار خوشخوار اور عقرب جان آزار اور تمام
درندے جھاکار پر رحم کرے اور تائید اونیکی چاہے تو یہ رحم کسی ستمگار پر کد
کے ظلم سے کسید طرح کم نہیں ہوتا ہر گاہ یہ معلوم کیا جائے چاہے کہ جو آدمی
محض رقیق القلب ہیں اور صفت رقت و رحم نہایت درجہ اوپر غالب ہے
اور کسی موقع اور محل پر سوا لطف و رحم کے قہر و خشم کا ظہور ان سے امکان
ہی نہیں رکھتا اگرچہ یہ غلبہ اوغین غلبہ صفت جمالی ہے لیکن حکمت و اخلاق کی
نظر سے یہ غلبہ بسبب اسکے کہ حد اعتدال مناسب سے متجاوز ہے درحقیقت مدوح
ہے نہ مدوح کیونکہ حکمت و اخلاق کی رو سے تو ہر ایک صفت کا حد اعتدال
مناسب ہی رہنا مدوح ہوا کرتا ہے دیکھو کمال غلبہ رقت و رحمہ لی والے کا
تو یہ ہوتا ہے کہ کسی قصاص کی ضرورت سے بھی قتل نفس واقع نہو اور مار خوشخوار
اور عقرب جان آزار کو بھی کوئی نہ ستائے کسی آدمی کے پھوٹے کا چینرا اور
زخم کا گوشت کاٹنا اور سختی سے دبا دبا کر آلائش زخم صاف کرنا بھی اوسکی فطرت
و رحم میں نہایت شاق اور تکلیف والا لیاق ہو کرتا ہے یہاں تک کہ ان سب
امور کی اپنی آنکھ سے دیکھنے کی بھی اوسکو کسید طرح تاب نہیں ہوتی چہ جائے

کہ خود اپنے ہاتھ سے ان سب امور کو سرانجام دے سکے اور جو لوگ سہلے
 امور کو کہ درحقیقت رحم عبودیت مختص ہیں اپنے ہاتھ سے سرانجام دیا کرتے ہیں
 ان کو گون کو بھی یہ شخص اپنی نظر رقت و رحم میں نہایت درجہ میرحم اور خست
 سمجھا کرتا ہے لیکن ایسا غلبہ مغرط صفت رحمہ لی کا اوپر نظر حکمت و اخلاق میں
 کبھی کسی طرح موع و غیر موع میں نہیں ہو سکتا بلکہ سخت دلی رگزن و جراح و مارش
 وغیرہ اشخاص مانع ظلم و اذاک کی اس شخص کی رحمہ لی سے ہزار درجہ بہتر ہو جاتا
 معلوم کرنے اس تمام تہید کے سمجھنا چاہیے کہ ہر گاہ قہر و رحم دو حقیقتیں
 خلقی طبعی ہیں تو نہایت مغلوب القہر یا نہایت مغلوب الرحم اشخاص کا کسی ملت
 و قوم خاص کے ساتھ مختص ہونا تو ہر قوم میں ہو سکتا بلکہ ان دونوں صفتوں
 کے اشخاص ہر ایک ملت و قوم میں موجود ہوا کرتے ہیں پس جو لوگ قہر و
 و قوم میں نہایت درجہ رقت قلبی اور رحم دلی کے ساتھ موصوف و متصف
 ہیں شان تو ان کی وہی ہے جو کہ اس سے پہلے ذکر کی گئی یعنی عمل رگزن و
 جراح و مارش کو بھی بسبب کمال غلبہ رقت قلبی کے اپنی نظر سے نہیں دیکھ
 سکتے لہذا کب ممکن ہے کہ ایسے اشخاص عمل خبیث کو سخت دشوار و ناگوار شمار
 کریں اور اپنے ہاتھ سے بچ کرنا تو درکنار اور کسی شخص کے ہاتھ سے
 بھی بچ ہونا کسی جانور کا دیکھ سکیں بیشک مذہب اہل اسلام میں بلکہ تمام
 مذاہب و اقوام میں ایسے اشخاص بھی موجود تو ہوتے ہیں لیکن ایسے
 کمال مغلوبی غلبہ رقت رحمہ لی سے نظر حکمت و اخلاق میں کچھ مدوح نہیں
 بلکہ مدوح وہی مرتبہ اعتدال مناسب ہے کہ موع و محل کی نظر سے رحم و قہر دونوں

کے مابین واقع ہو پس جس طرح ایسے حضرات رحمہل کے عمل رکزن و جراح
 و مار و معتر بکش کے نہ پسند کرے اور نہ کیجیہ سکے اور سخت و شوار و ناگوار
 شمار کرنے سے یہ سب اعمال ممدوح مذموم و مقدر و نہیں ہو سکتے اور ظلم اور
 بیرحمی کے ساتھ متعنت نہیں کیے جا سکتے اسی طرح عمل فحیح بھی ایسے حضرات
 مغلوب التحرم کے نہ کیجیہ سکے اور و شوار و ناگوار شمار کرنے سے مقدر و
 نامدوح کب ہو سکتا ہو اور ظلم و بیرحمی کب شمار و اعتبار کیا جا سکتا ہو اور
 چونکہ وجود سوا پر ابود ایسے حضرات کا ہر قوم و ملت میں قلیل بلکہ اقل ہو اور
 اکثر عقول و آراء تمام اہل مذاہب کے خلاف اسکے واقع ہوئے ہیں یعنی
 مغلوب الرقت از روی خلقت اس طرح واقع نہیں ہوئے لہذا اعتبار
 اکثر اراکاء کا نہ اقل کا غرض کہ ترجمہ قلبی ان بعض حضرات کا بسبب اسکے کہ
 یہ صفت اونکی جدا اعتبار و نسبت سے خارج اور متجاوز واقع ہوئی ہو حکمت
 و اخلاق کی نظر میں کسی طرح معتبر نہیں ہو اور اگر ایسا مرتبہ کمال مغلوب الرقت
 ہو تو کیا عقلا ممدوح و معتبر ہوتا تو قتل و قصاص ظالمان خونریز کا اور مارتا
 و درندوں کا اور سانپوں اور بچھوؤں کا اور چیر بھاڑ کرنا خون کا اور ترسانا اور
 رولانا اطفال خورد سال کا اوقات علالت میں قید و بند شدت پر پھر سے یا
 زود و کوب کرنا اطفال کا ضرورت تعلیم و تادیب سے یہ تمام امور بموجب حکم و
 تجویز ایسے حضرات رحمہل کے ممنوع و مجزور ضرور قرار پاتے اور بے رحمی
 اور سخت دلی مصیبت چھانی اس حاصل کمال رحمہل ایسے مغلوب احوال آدمیوں
 کی عقلا کس طرح سزاوار اعتبار نہیں ہو رہا اکل تحم سے محترز رہنا بعض زیاد

کا وہ صرف ریاضت اور نفس کشی وغیرہ یا جمود و خمود نفس کے سبب سے
 ہوا کرتا ہے نہ بظلم اور ناجائز سمجھنے اکل لحم کے اور مذموم سمجھنا پیشہ قصابی
 کا دلیل اس بات کی نہیں ہے کہ بیچ جانور کا ظلم اور ناجائز ہونے کے سبب
 پیشہ قصابی مذموم سمجھا گیا ہو کس واسطے کہ بہت سے افعال اور امور دنیا
 میں ایسے ہیں کہ عقلاً اور شرعاً فی نفسہ مباح ہیں مگر بطور پیشہ کے اختیار
 کرنا اونکا مذموم و مکروہ سمجھا گیا ہے خلاصہ مدعا یہ کہ جو بزرگوار جس مذہب سے
 قوم کے کمال غلبہ رقت قلبی کے سبب سے مغلوب احوال میں بیچ جاتو
 اونکے نزدیک امر و شوار اور ناگوار تو ضرور ہوتا ہے لیکن ایسا غلبہ رقت و رحمتی
 ان حضرات کا نظر حکمت اخلاق میں کیسیطرح ممدوح ہے نہ سزاوار اعتبار بلکہ
 جس طرح قہر مفرط عقلاً مذموم و مقدموح ہے اسی طرح رحم مفرط بھی در حقیقت
 مذموم و ناممدوح ضرور ہے پس مذکر تا تمہیجا و بیچل کا قتل و انصاف ہونے
 نہایت دور ہے باقی رہی یہ بات کہ رحم مفرط قہر مفرط کی طرح اکثر احوال میں
 مہلوم و مذموم کس واسطے نہیں ہوتا سبب اسکا یہ کہ ضرر قہر مفرط بیشتر ہے
 ہوا کرتا ہے اور ضرر رحم مفرط اکثر لازمی علاوہ اسکے صاحبان قہر مفرط سے
 جس طور پر وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اکثر جاستصور ہوا کرتا ہے صاحبان
 رحم مفرط سے وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اوس طور پر ہرگز متصور ہی نہیں
 ہو سکتا مگر اون اشخاص خاص صاحبان رحم مفرط سے کہ ساتھ رکھتے
 اس صفت کے منصب حکومت بھی رکھتے ہوں البتہ غلبہ صفت رحم بھی
 مثل غلبہ صفت قہر کے اکثر جاستوجب خلق و آزاری کا ہوا چاہا کرتا ہے اسلئے

کہ سے رحم بر ظالم ستم بر جان مظلومان ہو وہ لیکن اسکے ساتھ بھی
 فرق و تفاوت بالذات و بالبعث کا ان دونوں قسموں کے ضرر کے ظہور میں ضرور
 ہے پس قہر مفرط بالذات باعث ظلم و ستم ہے بخلاف رحم مفرط کہ قہر مفرط کی
 طرح بالذات کسی جا باعث ظلم و ستم کا نہیں ہوتا اسی نظر سے علیہ صفت
 رحم علیہ صفت قہر کی طرح مذمت اور وقاحت کے ساتھ معتبر اور شہرت نہیں
 مقصود وہ واضح ہو کہ منکرین فیج اور جملہ شائد و تکالیف کو جو کہ آدمیوں
 کے ہاتھ سے حیوانات پر برابر جاری ہیں بلا عذر و انکار و حجت و تکرار جا
 سمجھتے ہیں مگر تکلیف فیج کو اشد تکلیف اور موجب فحاشی نفس حیوانی ہونے
 کے سبب سے نہایت قبیح اور ظالم صریح کہتے ہیں ہمارا کلام اس مقام میں
 یہ ہے کہ تکلیف فیج اشد تکلیف اور موجب فحاشی نفس حیوانی سی لیکن بامین
 اس تکلیف اور جملہ انواع تکالیف عجیبہ کے ایک تفاوت و امتیاز صریح اس
 قسم کا دیکھا جاتا ہے کہ اوس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کرنے کے بعد اور
 تکالیف کو جائز اور تکلیف فیج کو ظلم سمجھنا محض خلاف اور سرسری تعبیر اور عقل
 والی نظر آتا ہے تبیین مقال اور تفصیل اجمال یہ کہ تکلیف فیج کہ عبارت
 صدر موت سے ہے ایک امر جو فی نفسہ ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع
 کس واسطے کہ بحوق موت ہر ذی حیات کے واسطے بالیقین ضرور
 ہے اور ہنگام نزع روح تکلیف شد کا ہونا یہ بھی خداوند خلاق حقیقی کے
 کارخانہ قدرت و مشیت میں ایک مقرر و دستور ہے بخلاف تکالیف دیگر کہ
 وقوع اول تکالیف کا مثل تکلیف موت کے کوئی امر ضروری اور لازمی

حیدر بنیاد قطع نظر بسببیت عمل مکلف خاص کے وجود ضروری الوقوع غیر محتاج
 طرف سبب یا اسباب خاصہ کے ہیں رکھنا بلکہ اصل تحقیقت اور تمام تکلیف
 کی اسبقہ یہ کہ فقط سبب معین خاص یعنی دخل و تصرف عمل انسان ہی
 پر منوط اور موقوف ہو اگر قی میں اور عمل سبب انکسواء دخل و تصرف عمل
 خاص انسان کے اور کچھ نہیں ہوتا لہذا اگر انسان اور تکالیف سے
 کسی حیوان کو باز رکھنا چاہے تو بلاشبہہ باز رکھ سکتا ہے مگر تکلیف موت
 ایک ایسا امر ضروری الوقوع ہے جو کائنات اور محتاج طرف کسی سبب یا اسباب
 معینہ خاصہ کے ہرگز نہیں کیا گیا اور نہ بچایا اوس سے کسی ذبیحات کا بھی
 کیلچ پر متصور ہو سکتا ہے پس نہایت عجیب بات ہے کہ جو تکالیف غیر ضروری الوقوع
 کہ جنکے حدوث و حقوق کا صرف انسان ہی کے عمل و اختیار پر وارد ہوا ہے
 اور انسان کو حیوانات کے اور تکالیف سے محفوظ رکھنے کا بھی اختیار
 ہے اور تکالیف کے پونہ پانے میں تو انسان ظالم نہیں سمجھا اور جو تکلیف
 ضروری الوقوع کہ حدوث و حقوق اوسکا موقوف اور بدخل و تصرف انسان
 کے ہرگز نہیں رکھا گیا اور انسان کسی ذبیحات کو اوس سے محفوظ ہرگز
 نہیں رکھ سکتا بلکہ اگر انسان اس تکلیف کے بچانے کی ہزاروں فکر و تدبیر
 بھی کرے تو بھی حقوق اوس تحجیف مقرر کا وقت خاص میں ضروری ہے اور ایسی
 تکلیف کے واسطہ ایصال ہونے میں انسان ظالم و ناظلم قرار پاتا ہے
 اس تکلیف ضروری سے اختیار کے واسطہ ایصال ہونے میں
 انسان گنہگار ہے تو ان تکالیف غیر ضروری اختیار کے پونہ پانے میں

بدرجہ اولیٰ گنہگار ہو اور اگر اوں سب تکالیف میں گنہگار نہیں تو اس
 تکلیف میں گنہگار ہونے کے کیا معنی علاوہ اس وجہ کے ایک اور وجہ بھی
 اسی تم تفاوت و امتیاز کے درمیان تکلیف و فحش اور تکالیف مجبرہ و دیگر کی
 ثابت و مستحق ہو بیان اوسکا یہ کہ اور جملہ تکالیف میں کوئی فائدہ ذاتی
 خاص حیوان مکلف کا اصلاً نہیں ہوا کرتا صرف انسان ہی کے فوائد ذاتی
 پر ابتدا و ان سب تکالیف کا ہوتا ہو بخلاف اس تکلیف فحش کے کہ اس میں
 فائدہ ذاتی حیوان مذہب کا بھی ضرور ہوتا ہو کیا فحش کی تکلیف شدید سے
 موت امراض کی اشد تکلیف میں تخفیف نہیں ہوتی کیا حرکت آنے
 و فحش تکالیف اشد زمانی موت امراض کو نہیں کھوتی پس اس وجہ دیگر کی بنا
 پر بھی یہ بات ظاہر و باہر ہو کہ ہر گاہ اور جملہ تکالیف جن کا ہمارے ہی فائدہ
 ذاتی پر دار و مدار ہو اوسکے پوچھنے میں ہم کی طرح گنہگار و خطا و گنہگار
 ہیں تو جو تکلیف کہ اس میں علاوہ ہمارے فائدہ ذاتی کے خود حیوان مذہب
 کا بھی فائدہ ذاتی ضرور ہوا کرتا ہو اس تکلیف کے واسطے ایصالِ موت نہیں
 کس طرح ہم گنہگار اور خطا وار ہو سکتے ہیں بیان اگر کوئی شخص یہ بات کہے
 کہ سچان اللہ کیا خوب فائدہ حیوان مذہب کا تصور کیا ہو کہ اوس بیچارے
 کی توجہ ان جاتی ہو اور کہتے ہیں کہ اس میں اوسکا فائدہ ہو بھلا جب وہ بیچارہ
 اپنی جان ہی سے گیا تو فائدہ اوسکا کیا ہوا اور بالفرض اگر فائدہ بھی ہوا تو
 مر جانے کے بعد اوس فائدے سے اوسکو کیا حاصل ایسا فائدہ محض سفاک
 ہو جو اب اس اعتراض کا اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ اگر دو شخص مجربوں کے

قتل و اہاک کے واسطے کوئی حاکم اس طرح حکم دے کہ ایک مجسم
 کی گردن تو فی القوت طرفہ العین میں اوڑھا دیا جائے کہ خود دیکھنے والوں کو
 حیرت ہو کہ آیا وہ شخص موجود تھا بھی یا نہیں اور دوسرے کو قسم قسم کی
 تحلیفوں اور تعذیبوں کے ساتھ کئی کئی روز یا کئی کئی پہر میں صدمے اور
 اذیتیں دے دے کہ اس طرح پڑھتوں کے ساتھ قتل کریں کہ کبھی اوتا
 لٹکا کر بیدار اور کچڑوں اور زیر بندوں سے خبراوسکی لین کہ تمام بدن او
 از سر تا پا پھیٹ نکلے اور شرارے خون کے ہر بن موسے جاری ہو جائیں
 کبھی لوسے کی سلاخیں آگ میں سوج کر کے اوسکے بدن کو سر سے پاؤں
 تک داغیں کبھی تیل میں کپڑے تر کر کے اوسکے ہاتھوں اور پاؤں میں
 پیسٹین اور شعل کی طرح اوسکو جلا لیں کبھی اوسکے تمام زحمنا سے بدن میں
 کوئی تیزاب یا نمک مچھ پسا کر بھر دیں کبھی آگ میں اوسکی نکلوائیں کبھی کھال
 کچھ چوائیں غرض اس طرح انواع و اقسام تعذیبات پیدا وعدے کے ساتھ جان
 اوس ناتوان کی نکالیں تو کیا صرف اس نظر سے کہ آخر تو دونوں مرتبہ
 گئے ان دونوں کی سختی اور آسانی کا فرق بنظر اوسکے مراتب نفع و ضرر
 ذاتی کے کچھ فرق معتبر متصور نہ ہوگا اور ایک شخص کو برہنیت دوسرے
 کے گویا نہایت آسائش کے ساتھ بے تکلیف محض مرزا اور کمال حجت
 کے ساتھ گزرنا درحقیقت کوئی فائدہ ذاتی اور سکا نہیں سمجھا جائیگا مرزا
 کے بعد دونوں کے سچ و راحت کا یکساں ہو جانا دوسری چیز ہو اگر اس
 اعتبار سے دیکھا جائے تو بادشاہ کی کمال عشرت و کامرانی فقیر کی غنا

مسیبت اور کاہش جانی کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں برابر مقبور ہوتی
 ہیں کیونکہ انجام آخر سب کا فنا ہو اور فنا کے بعد ہر ایک سچ و راحت
 دنیا سے فانی کا کان لگائیں اور خواب و خیال ہو جائے ضروری ٹھہرائے
 بلکہ مرنے کے بعد کا عالم تو ایک عالم ہی دوسرا ہو خود اسی جہان میں کوئی
 راحت و رنج ایسا نہیں کہ بعد گزر جانے کے کان لگائیں معلوم نہ ہو پس
 اصل خلقت انسانی کا تو اصل اقتضا یہی ہے یعنی اقتضای اصل خلقت
 ہی سے انسان محض وہ بہتہ حال اور محاط رنج و راحت گزشتہ سے سرسرا
 فارغ البال پیدا کیا گیا ہے لیکن حالت بعد مرگ سے ہمو اس جگہ بحث نہیں
 ہے بلکہ ہمارا کلام اس جگہ حالت آخر عمر اور زمان نزع روح میں ہے کہ جس وقت
 و حالت سے زائد کچھ کوئی وقت و حالت بھی و حیثیات کے واسطے نہیں
 ہوتی پس جو تفاوت و دونوں مجربوں کے قتل کا اور کمال سختی اور آسانی
 کا اس وقت اخیر میں بیان کیا گیا وہ تفاوت اس مرتبہ کا ہے کہ اگر ایک
 ہی مجرم کے واسطے ان دونوں صورتوں کا قتل تجویز کیا جائے اور
 احد اثنین کے قبول کا اختیار اسکو بائیں طور دیا جائے کہ اگر مجرم مذکور
 طالب آسانی موت کا ہے تو آج ہی گردن اسکی ایک طرفہ العین میں لٹا دیا
 گی لیکن مہلت زندگی ایک روز کے واسطے بھی اس صورت میں اسکو
 حاصل نہوگی اور اگر آسانی موت سے اسکو کچھ کام نہیں بلکہ دو چار
 چھ مہینے زندہ رہنا چاہتا ہے تو مہلت زندگی اسکے واسطے اس شرط پر
 منظور ہو سکتی ہے کہ کمال سختی موت کو یہ شخص قبول کرے یعنی بعد اثنین

مدت دو چار چھ مہینے ایام مہلت کے انواع شائد و اذیات کے
 ساتھ سزا پائیگا اور جن جن تکالیت اشد کا ذکر اوپر گذر گیا اون سب تکالیت
 کے پانے اور مہلتوں کے اوٹھانے کے بعد قتل کیا جائیگا تو اس
 صورت میں باوجود اسکے کہ اختیار شق موت اشد تکالیت میں مہلت
 زندگانی کئی مہینے کی حاصل ہو سکتی ہو اور زندگانی ایک روز بلکہ ایک گھنٹہ
 کی بھی حسب قدر نہایت عزیز چیز ہو حاجت شرح و بیان کی نہیں کہتی لیکن
 اون تمام آلام کے ساتھ مرنا جنکا ذکر کیا گیا ایسی مصیبت سخت ہو کہ جسکا
 گوارا کرنا ساتھ لایح زندگانی چند ماہ کے بھی کسی طرح پر تصور نہیں ہو سکتا
 یقین تو یہی ہو کہ مجرم مذکور بقابلہ موت آسانی کے چند ماہ کی زندگانی کو اون
 سب تکالیت کی شرط پر جسکا ذکر کیا گیا کبھی بھی اختیار نہ کرے گا اور اگر اچانک
 کوئی شخص بسبب اسکے کہ وہ دہرہنی اور خارجی میں زمین آسمان کا تفاوت
 ہو کر یا ہو اور ان سب شائد تصور سے اخلا تکر طمع زندگانی چند ماہ میں
 شق موت اشد ہی کو اختیار کرے تو جس وقت وہ زمان اشد تکالیت اٹھکا
 اور اون تمام تکالیت کو یہ شخص اوٹھائیگا تو اس وقت اپنے فہم سابق پر
 ضرور ہی پتہ چائیگا یہ ممکن ہی نہیں کہ ایسے شق مصیبت کے اختیار کرے
 سے اپنے اوپر یہ شخص فہم نہ کرے اور اس وقت اول کو جہنم اسکو اختیار
 اعدا شقین کے قبول کرنے کا دیا گیا تھا یا دکر کے اپنے حال پر ہلال پر
 نروسے اور موت شق ثانی یعنی قتل آنے کو ایک دولت و عشرت سمجھ
 دھن نظر اس حالت پر ہلال کے سمجھ کر آہ و ناری اور فریاد و بیقراری

اپنی جان اور سکے افسوس ہی میں نہ کھوئی پس موت رحمت اور موت
 سخت مصیبت کے نفع و نقصان کا حال اور فرق و تفاوت بدرجہ کمال
 اس جگہ سے بخوبی متاثر تصور ہو سکتا ہے اگرچہ موت مصیبت تکالیف و
 صعوبات مذکورہ بالا کے ساتھ اس درجہ سخت تر ہے کہ جن تکالیف و صعوبات
 کے مقابلے میں موت آسانی کو بہتر نہ راحت زندگی کا فی تصور کرنا چاہیے
 ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ موت فیج حیوانات
 کی کمال آسانی تو بالبدیہ ظاہر و باہر ہے یعنی یہ موت تو وہی موت آنی اور
 موت کمال راحت و آسانی ہو اگر تھی ہر جہاں ذکر احد القسین قتل مجرمین
 کیا گیا رہی موت بدون فیج یعنی سختی امراض کے ساتھ مرنے والوں کا اس
 قسم کی کمال شدت اور صعوبت بہ نسبت قسم دوم یعنی موت مصیبت کے
 اس کمال شدت اور صعوبت کے جسکا ذکر قسم دوم قتل مجرمین کیا گیا
 اگر زیادہ نہیں تو کم تو کیسے طرح پر تصور نہیں ہو سکتی کس واسطے کہ اول تو ایسے
 وقت تکلیف مصیبت میں کہ جبکی ایک ایک پل ایک ایک سال کے برابر
 اور پہاڑ سے زیادہ سخت تر ہوتی ہے کئی کئی روز یا ادنے درجہ پہون گھنٹوں
 مبتلا رہنا جاندار کا سختی مرگ و فزع روح میں اس شدت مصیبت کا کچھ حدود
 حساب ہی نہیں ہے دوم یہ کہ تکلیف موت امراض اور فزع روح کی سختی فی نفسہ
 ایسی بلا کی سختی ہے کہ جسکے مقابلے میں تمام دنیا کی تعذیبوں کو نہایت کم
 بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے کوئی تعذیب و سختی کیون نہ نہایت سبالتہ اس کے
 کمال تادی کے بیان میں انسان جس وقت کرنا چاہتا ہے تو یہی کہتا ہے

کہ فلان تغذیب و تکلیف سے جان پر نگہی یا نزع کا حال ہو گیا یا دم لبون پر
 آگیا یا مرجانے میں کچھ باقی نہیں رہا پس ہر گاہ اور تمام تغذیات و
 تکلیفات کا دنیا میں انتہائی انداز عقلی یہی ہے کہ اگر وہ سب تغذیات و تکلیفات
 کے مبالغہ اور حد شرح و بیان کا حالت جان لبی اور نزع روح ہی پر قیاس
 کیا جاتا ہے تو اب خیال کرنا چاہیے کہ خود حالت اصل نزع روح اور جان لبی
 کی جو کہ مشابہ تمام جہان کی تغذیات اور تکلیفات کی واقع ہوا کرتی ہے
 کس قدر بڑبڑا حالت ہے کہ کوئی درجہ اذیت و تکلیف کا اس سے زیادہ تر
 مستور نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اصل فائدہ اس حالت پر مالت
 کا حیوان غیر مذہب ہی کے ساتھ مختص کیا گیا ہے حیوان مذہب کو اس تکلیف
 جانگزا کے فرسے سے گویا سوا ایک شاہدہ کتر غیر مقبر کے نہیں پہنچتا سم
 یہ کہ اکثر امراض شدیدہ ہلکہ کے شاید وہ مہموبات اس درجہ کے ہوا کرتے
 ہیں کہ جن شدائد و صعوبات کے حقوق کے وقت انسان اپنی جان کے
 نکل جانے کی اکثر آرزو کرتا ہے اور بعض وقت تو غلبہ بتیابی میں اپنے تئیں
 آپ ہلاک کرنے سے بھی نہیں ڈرتا ہے پس وہ سب تحالیف شدیدہ
 جنکے سبب سے انسان اپنی موت کی آرزو کرے اور اپنے تئیں آپ
 ہلاک کرنے سے ڈرے اور حملہ تحالیف موت مصیبت سے جبکا ذکر
 احدا الشقیین قتل مجرم میں کیا گیا اگر زیادہ نہیں تو کم تو کید مصلح پر مستور نہیں
 ہو سکتے الغرض تکلیف موت امراض کا غایت مصیبت جانی اور تکلیف
 موت نزع کا بقابلہ تکلیف موت امراض کی غایت راحت و آسانی ہونا

اور بھی قسم اول کا یہ نسبت دوم کے نہایت مغفوض اور نامرغوب اور
دوم کا بمقابلہ اول کے گویا مطلوب اور مرغوب ہونا نظر قیاس اندازہ شناس
میں بالیقین ثابت و متحقق پس ایک قسم کے فائدہ سے کو بمقابلہ قسم دوم کے
فائدہ نہ سمجھنا یا دوسری قسم کے ضرر کو کمال ضرر متصور نہ کرنا سراسر خلاف ہستی
عقل و انصاف ہو خلاصہ مدعا یہ کہ تفاوت و امتیاز تکلیف فیج کا اور جملہ تکلیفات
مجربہ حیوانات سے حسب وجوہ مذکورہ مسطورہ بادی دقت نظر اس طرح ہو
ثابت ہو کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کے بعد اور تمام تکالیف مجربہ کو
جائز اور تکلیف فیج کو ظلم اور ناجائز سمجھنا کسی طرح پسند و قبول ارباب عقول
نہیں ہو سکتا علی الخصوص تفاوت و امتیاز وجہ اول ہر دو وجوہ مذکورہ مسطورہ
کا ایسا تفاوت شدید اور بولہ بعید ہو کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ سے
فاعل فعل فیج اور فاعل تکالیف مجربہ دیگر کو فرق و امتیاز موجد و مقلد اور
مصنف و مولف کے قبیل سے تشکیل کرنا چاہیے یا حسب تحقیق علما
کلام و محققین اہل اسلام فاعل و کاسب کے فرق و امتیاز کی نظر سے متصور کرنا
چاہیے یعنی فاعل فعل فیج کو تکلیف ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع مقرر من
عند اللہ کے واسطہ ایصال ہونے میں گویا حکم کا سب یا مقلد یا مولف
کے خیال کرنا سزاوار ہو اور فاعل تکالیف دیگر کو مسبب اسکے کہ اصل باعث
اور علت معین اور سبب متقل اوں سبب تکالیف کا وہی ہو کر تا ہو گویا
اصل فاعل یا موجد یا مصنف کے قبیل سے تشکیل کرنا لائق عقل و اعتبار
ہو ہر گاہ اس تمام بحث و کلام کو معلوم کیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ حضرات

مبوزین بیج نے جیالیسی تکلیف شدید کا جائزہ پر پونہ چانا جائزہ کیا ہر دہرہ
اسکی یہ بچہ کہ ان حضرات نے اس بات کا خیال کیا کہ ہر گاہ خلق حیوانات
صرف ہمارے ہی منافع اور کارروائی کے واسطے ظہور میں آیا ہے اور
حیوانات مورد و محل واقع ہوئے ہیں جملہ تکلیف شاقہ کی ہماری رحمت
منفعت کے واسطے تو جس طرح ہم اور تکلیف غیر ضروری مہمل الوقوع کے
پونہ چانے میں بلا حجت و تکرار عاصی اور خطا وار نہیں ہو سکتی اس طرح تکلیف
ضروری یقین الوقوع کے واسطے ایسا ہی ہونے میں بھی گویہ تکلیف
تکلیف شد ہی کیونکہ نہ مسمیٰ بدرجہ اولیٰ عاصی اور غلطی نہیں ہو سکتی علیٰ خصوص
اوس وقت میں کہ خود فائدہ ذاتی حیوان مذکور کا بھی اس قسم تکلیف کی
تقدیر وقوع پر متصور ہو کہ اس واسطے کہ جو تکلیف موت کا شد تکلیف ہو واقع
ہونا تو اس کا حیوان پر کسی سبب اور پہلے کے ضمن میں کیونکہ نہ ہو بلکہ
قطع نظر جملہ حیل و اسباب سے بھی ایک ضروری ہے کہ محتویہ رہنا حیوان کا
اوس سے کسی طرح ممکن ہی نہیں ہو سکتا پس ایسی تکلیف ضروری الوقوع کے
ظہور میں واسطہ ہونا ہمارا خصوصاً اوس تقدیر پر کہ خود فائدہ ذاتی حیوان
مذکور کا بھی مد نظر اور متصور ہو نہایت اہوں و خفت ہو ہماری اور تکلیف
کے واسطہ ظہور ہونے سے جو کہ ضروری الوقوع ہرگز نہیں ہیں اور ظہور و
صدور انکا صرف ہماری ہی فعل اختیاری پر معلق و منحصر کیا گیا ہو معذرا
کوئی فائدہ ذاتی حیوان کا بھی اونکے وقوع سے مد نظر اور متصور نہیں ہوتا
اسی وجہ کہ صرف ہماری ہی منفعت خاص کے واسطے خلق کی گئی ہو اور

اور جملہ تکلیف غیر ضروری الوقوع اوسکی سہارے واسطے سیاح بلکہ وجہ
 ضروریہ سے قرار دی گئی ہیں تو اگر تکلیف ضروری الوقوع متحمل استقوط کئی
 اوسکی سہارے ہی ہاتھ سے واقع ہوئی تو کیا قیامت لازم آئی یہ تکلیف
 تو اوس پر بدون اس سہارے عمل و تصرف کے بھی ضروری واقع ہوتی ہم
 اس تکلیف کو اوس سے ٹال تو کیس طرح سکتے ہی تھے لیکن بدون سہارے
 واسطہ ہونے کے یعنی بسبب بحقوق مرض کے اگر یہ تکلیف واقع ہوتی تو اوس
 صورت میں چند قیامتیں لازم آتیں اول یہ کہ بحقوق مرض الموت کی شدت
 اوس جاندار پر شدید تر ہوتی دوم یہ کہ شدت مرض الموت باوجود اشد وازید
 ہونے کے شدت زمانی ہوتی نہ مثل شدت فرج کے شدت آنی سوم یہ کہ
 اوس صورت میں گوشت جانور مریض کسی مصرف کا بھی نہ تو کیا کہ نہ موت
 امراض تھا اور قوت اور لذت بھی اوس میں باقی نہ رہتی اور اگر باقی بھی رہتی
 تو نہایت قلیل کا معدوم پس عمل فرج سے یہ سب قیامتیں جاتی ہیں اور
 تکلیف وہی واقع ہوتی جو کہ ضروری واقع ہونے والی تھی بلکہ اوس تکلیف
 ضروری الوقوع میں غایت درجہ سخت اور سہولت حیوان مذبح کیواسطے
 صرف عمل فرج کے سبب سے حاصل ہوئی یعنی کما و کیفاً دونوں طرح سے
 اوس تکلیف میں کمال تخفیف ہو گئی الفرض در حقیقت تکلیف فرج کا ضروری
 ہونا ہی اصل سبب اختیار ایسے عمل کا واقع ہوا ہے ورنہ محل غور و انصاف
 ہے کہ بدون قصد فرج و اہلاک کے اگر کوئی شخص کسی عضو حیوان کو کاٹے یا
 ادنے زخم بھی بلا ضرورت علاج وغیرہ کے لگا دے تو یہ کاٹنا اور مجروح

کرنا تو دین اسلام میں سخت ممنوع و حرام ہے جس مذہب میں اس قدر
 جرات ذی روح ناروا ہو کب ممکن تھا کہ ایسے پرترحم مذہب کے ارباب
 اولیٰ الالباب اس درجہ تکلیف شدید کو اپنے عمل و اختیار سے جائز کرتے
 اور باوجود اس کے ممکن الامتناع ہونے کے دفع او سکون کرتے رہا یہ کہنا
 کہ اگرچہ تکلیف موت ضروری الوقوع تو بلاشبہ تھی لیکن انسان ذابح کے
 سبب سے اس کے وقوع میں کس قدر عجلت اور تقدیم ہو گئی اور جو چیز کہ بعد
 کس قدر مہلت کے ظہور میں آنے والی تھی وہ آج ہی ظہور میں آئی کس قدر
 تنوع حیات بچا رہے حیوان فانی کو باقی تھی وہ بھی حاصل نہ ہونے پائی جواب
 اس کا یہ ہے کہ مہلت ہونے سے اس تکلیف ضروری الوقوع کی شدت میں
 کچھ کمی تو ہو ہی بخاتی پس انتظار مہلت کا نفس تکلیف کی نظر سے تو محض
 بے سود تھا بلکہ جو مقصود یعنی تخفیف تکلیف کہ عدم مہلت وہی میں حاصل
 وہ مقصود بھی مہلت دینے میں جاتا رہتا باقی رہا اتنے چند روز حیوان مذبح
 تنوع حیوانات کی حقیقت تو مقدمہ دوم کتاب سے بخوبی واضح ہو چکی ہے
 یعنی نعمات انظار اسی دور کثرت نعمات غیر انظار اسی سے بھی محروم رکھنا
 حیوانات کا واسطے حصول انتفاع ذاتی اپنے کے انسان کے حق میں باتفاق
 جملہ عقلاً جائز ثابت ہو چکا ہے چنانچہ باندھ کر رکھنا جانوروں کا اور بسبب قیاد
 کے محروم رکھنا اونکو کو دینے اور کیلیں کرنے سے اور باز رکھنا اونکے
 بچہ ہاسے شیر خوار کا قرب و محاورت اور سے واسطے بچانے شیر کے سبب کام بلا
 و کلام مسلم و معمول جملہ عقلاً سے انام ہو چکے ہیں جس طرح حالت زندگی

حیوانات میں باد رکھنا اور تختات غیر مضطر رہی سے انسان کو جائز
 ٹھہر چکا ہے اس طرح فیج کرنے کے ساتھ بھی جواز باز رکھنے کا اس قسم تمسقا
 سے بلاشبہ مسلم بلکہ حالت زندگی میں تو انکو اس قسم تمسقات سے باز رکھنا
 بہ نسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہے کیونکہ اس حالت میں
 جیتے جی ترسانا اور نکالنا اس قسم مستلذات سے ہوا کرتا ہے بخلاف صورتِ دم
 کے کہ جیتے جی ترسانا اور نکالنا لازم نہیں آتا بعد سننے اس دلیل جلیل کے عجیب
 نہیں کہ کوئی مترض اس طرح اعتراض کرے کہ ہر گاہ ضروری الوقوع ہونے
 صدہ موت کے سبب سے امر فیج حیوان قبیح نہیں ٹھہراتا چاہیے
 کہ قتل انسان بھی اس نظر سے قبیح نہ خیال کیا جائے اور بسبب اسکے
 کہ لمحق موت تو انسان کے واسطے ایک روز ضروری شرع اہل اسلام
 ایسے امر ضروری الوقوع کے واسطے ایصال ہونے کو بھی قبیح و مذموم
 نہ ٹھہرائے جواب اس اعتراض کا بھی سن لینا چاہیے جتنی ترسے کہ درمیان
 نوع انسان اور تمام حیوانات کی تفاوت مراتب زمین و آسمان کا
 ثابت ہے پس قتل افراد نوع انسانی کا فیج افراد حیوانی پر کیسے قیاس
 نہیں کیا جاسکتا کہ واسطے کہ ان حیوانات کی تو اصل خلقت ہماری ہی منافع
 اور تمسقات ذاتی کے واسطے ظہور میں آئی ہے اور ہمارے منافع و تمسقات
 ذاتی کے حصول میں مورد تکالیف ہونے کے واسطے ہے یہ پیدا کیے
 گئے ہیں بخلاف انسان کہ وہ ہمارے انتفاع و تمتع کے مورد تکالیف
 ہونے کے واسطے دراصل پیدا نہیں کیا گیا میں تکلیف فیج حیوان

ہماری طرف سے بسبب مورد تکالیف مقرر ہونے اور حیوان کے
 تکلیف فی محلہ ہجر اور تکلیف قتل انسان ہماری طرف سے تکلیف فی محلہ
 نہیں ہو سکتی دوسرے مکرم نوع انسان مانع ہر تجویز فوج اور احتمال حکم افراد
 انسانی سے تیسرے ہر گاہ ہماری شریع میں بدون نظر متع محض بیانیہ فوج
 کرنا حیوان ماکول اللحم کا بھی سخت ممنوع ہر تو فوج کرنا انسان غیر ماکول اللحم کا جیسا
 گوشت کھانا یا کھود سخت حرام ہر کس طرح جائز ہو سکتا ہے چوتھے افراد بشر کو خلاف
 فی مدنی الطبع اور کفیل انواع حقوق و معاملات خلق فرمایا ہر لہذا قتل کرنا انسان
 کا مستلزم ہوتا ہے اتلاف اصناف حقوق اور محروم کر دینے بسا اہل حقوق
 کا اور ہر گاہ فوج کرنا حیوان شیر دار کا بسبب رعایت حقوق اور کے بھیجے
 شیر خوار کی نہیں چاہیے اور بھیجی فوج کرنا کسی ایسے جانور کا جسکی ذات کے
 ساتھ حق کسی دوسرے انسان کا متعلق ہو درست نہیں ہر تو انسان
 مدنی الطبع جسکے ساتھ انواع حقوق خلائی اور اقسام معاملات و علاق
 متعلق کر دیے گئے ہیں اور کا قتل کرنا تو اور بھی موجب قبا حات شدید
 اور تجویز عقل انصاف سے متراسر بعید ہر پانچویں جس طرح زمانہ متع اور بقا
 حیوان کا بمقابلہ متع نوع انسانی کے محض لاشی قرار دیا گیا ہے اور فوج کرنا حیوان
 کا واسطے متع انسان کے بلا سحاط مملکت بہر نوع سباع تجویز کیا گیا ہے ہر زمان
 متع و لقای انسان کو بھی ایک طرح کو بمقابلہ متع اور استغای کسی دوسرے
 فرد افراد انسانی ہی کی کیون نہو بیع و لاشی محض قرار دینا ہرگز نہیں ہو سکتا
 کسی سطلے کہ مقدمہ دوم میں بکوبی واضح ہو چکا ہے کہ ادنی ساعت متع او

بقای نفس انسانی کی تمتع و بقای نفس حیوانی کے صد ہزار ہا سال سے
 بھی عزیز و گران بہا ہو کر تھی جو مقصد رسوہم مخفی نہ ہے کہ معتزین ہر گاہ
 اہل اسلام سے پوچھتے ہیں کہ تم حیوانات کو کس واسطے ذبح کرتے ہو؟
 ظلم تنہی ذمی روح پر کس طرح جائز ٹھہرایا؟ اہل اسلام اد کو جواب دیتے ہیں
 کہ ذبح کرنا ہمارا ان جانوروں کو بامراتی ہوا اور اصل مالک خالق جسم و جان
 کی طرف سے ہم اس امر میں مامور اور مجاز ہیں مخالفین اس بات کو سنکر
 اس طرح اعتراض کرتے ہیں کہ خداوند احکم الحاکمین باوصف عادل و رحیم و
 کریم ہونے کے ایسا ظلم صیح اور حکم قبیح ہرگز تجویز نہیں کر سکتا اور کیسی طرح
 عقل میں نہیں آتا کہ خداوند رحیم نے باوصف عادل و کریم ہونے کے ایسا
 حکم قبیح کیا ہو اور اس طرح کا اذن مستحسن ظلم صیح دیا ہو ہر گاہ تقریر اعتراض معلوم
 ہوئی تو اب اس کا جواب باصواب بھی سننا چاہیے مخفی نہ ہے کہ معتزین جو
 اس حکم سے نسبت ظلم خداوند حکیم و کریم بحق مالک و مختار مطلق کی طرف سمجھتے ہیں
 یہ سمجھنا اون کا بنتی ہو اور چند قیاسات مع الفارق کے اور وہ چند قیاسات
 مع الفارق یہ ہیں اولی قیاس خالق کا اوپر مخلوق کے دوم قیاس مالکیت
 و مختاریت مطلقہ کا اوپر مالکیت و مختاریت مقیدہ کے سوم قیاس مملوکات
 حقیقیہ کا اوپر مملوکات مجازیہ کے اور بطلان ان سب قیاسات کا پر ظاہر
 و باہر ہو اور زیادہ تر اس کلام کی تصریح اور اس مقام کی تشریح کو باین طور غور
 کرنا چاہیے کہ ظلم کہتے ہیں تعریف ملک غیر کو خداوند تعالیٰ تو مالک حقیقی ان
 تمام جانوروں کا ہو اگر اپنے ملک خاص میں اس مالک حقیقی نے ایسا تصرف

کیا اور قبضہ و اختیار اپنے ملک خاص کا اپنی مشیت و قدرت سے کسی
 دوسرے کو دیا تو یہ تصرف تصرفِ سبھا تو کسی طرح نہیں بٹھرا مثال اسکی طرح
 سمجھنا چاہیے کہ مثلاً اگر کسی کوزہ گرے کچھ برتن بنا کر کسی دوسرے
 آدمی کو اداں برتنوں کے طور ڈالنے کی اجازت دی تو کیا یہ اختیار
 دنیا اور اسکا اپنے ملک کے تصرف میں عقلاً ظلم کہلائیگا اور خلاف انصاف
 سمجھا جائیگا ہاں اس قدر خیال اس موقع پر البتہ ہو سکتا ہے کہ آیا یہ ٹوٹا برتن
 کا کسی فائدے کی نظر سے واقع ہوا یا محض عبث پس جو لوگ کہ اس کوزہ
 کو مردِ زیرک و فہیم صاحبِ عقل سلیم سمجھتے ہو گئے وہ تو اس حرکت کے دیکھنے
 سے غالباً ایسا خیال کریں گے کہ چونکہ یہ کوزہ گر مردِ زیرک و فہیم اور صاحبِ عقل
 سلیم ہے ایسا تصرف اپنے ملک میں اس شخص سے غالباً کسی مصلحت اور
 منفعت ہی کی نظر سے واقع ہوا ہو گا گو وہ مصلحت اور منفعت ہمارے ذہن
 سے دور اور دستور ہی کیوں نہ ہو اور جو لوگ کہ اسکی عقل و فراست پر اس قسم
 کا اعتقاد اور اعتماد نہیں رکھتے اور اس حرکت سے یہ گمان ہو گا کہ ایسا
 تصرف اس شخص کا چونکہ تصرف اپنے ملک میں ہے ظلم و زیادتی تو کیا طرچہ
 مستور نہیں ہو سکتا لیکن ایک امر عبث و لغو محض کا واقع ہونا البتہ معلوم و
 مفہوم ہوتا ہے حاصل تصرف کرنا اپنے ملک حقیقی میں گو وہ تصرف کسی بیچ
 کیوں نہ ہو ظلم تو کسی طرح گمان نہیں کیا جا سکتا بلکہ تصرف مصنوعات مجازیہ کوزہ
 پر بھی ظلم و ستم ہو نیکا خیال یا احتمال نہیں کیا گیا البتہ کوزہ گر کی حرکت پر عبث
 و فصول ہونے کا خیال و احتمال ضرور ہو سکتا ہے لیکن خداوند حکیم بحق اور بالکمال

کے امور و افعال میں تو اس خیال و احتمال کو بھی دخل و مجال نہیں ہے کیونکہ
 ہر گاہ اس کو زہر کے مروجہ اور صاحب عقل سلیم سمجھنے کی تقدیر پر باوجود
 خالق اور مالک حقیقی نہونے کو زہر گرنے کو رکھنے کے بھی خیال و احتمال صدور امور
 عبث و فضول کا ہر شکل گنجائش رکھتا ہے تو خداوند خلاق عالم و آفاق توبہ
 سرے کا حکم و دانا اور خود خالق تحقیقی اور مالک حقیقی عقل اور عقل کا ہر اس
 خالق و حکیم حق اور مالک مطلق کے امور و افعال میں ایسے خیال و احتمال
 کو کب گنجائش دخل و مجال ہو سکتی ہے خالصہ مدعا یہ ہے کہ حکم فیج اوس خداوند
 سبح اور مالک مطلق کی طرف سے مورد اعتراض و چون و چرا کسی طرح نہیں ہو
 ورنہ جس قدر ذی روح حکم خدا سے ہلاک ہوتے ہیں چاہیے کہ اول سب کا
 ہلاک بھی نفوذ باللہ منہا ظلم ہی ٹھہرے دیکھو خداوند تعالیٰ کے حکم سے
 جس طرح ہزار ہا بلکہ لاکھوں جاندار ہر روز پیدا ہوتے ہیں اوس طرح ہزار ہا بلکہ
 لاکھوں اور سکے حکم سے ہر روز ہلاک بھی ضرور ہوتے ہیں پس کیوں اس قدر
 جانوں کے ہر روز ہلاک کرنے سے کوئی عاقل یا جاہل اوس خداوند احکم بحکم
 کے حکم محکم پر ظلم و ستم کا اطلاق بلکہ اوس نے خیال و احتمال بھی نہیں کر سکتا
 حال آنکہ اور کوئی شخص اگر ایک جان کو بھی بلا وجہ ہلاک کرتا ہے تو ہر ایک
 کے نزدیک بالیقین ظالم و ستم کار قرار پاتا ہے مودی خلق آزار ضرور کہلاتا ہے
 اصل سبب اس کا یہی ہے کہ خداوند احکم الحاکمین تو خالق تحقیقی اور مالک حقیقی
 جملہ اشیا کا ہے اور اس خالق تحقیقی کو اپنی دہی ہوئی جان کے لیے لینے میں
 بہر نوع اختیار ہے اور اس مالک حقیقی کے معاملات میں کس شخص کو مجال رد

و انکار ہر سہ کندہ ہر چہ خواہد بر و حکم نیست + کہ جان و ادن و کشتن اور
 یکیت + ہر گاہ خداوند مخلوق جلد آفاق نے تمامی مخلوقات کو فانی غیر فانی
 خلق فرمایا ہو اور خود حکم و حکمت بالغہ اپنی سے صدور و مرد و اجل و اجل کا
 ہر زوہیات بے ثبات پر واجب و لازم اور فرض و مستقیم ٹھہرایا ہو تو حقیقت
 مال کار ہر چہ جان کا مرنا اور اس جان بے بنیان سے ایک روز گذرنا ہو
 اور اوسیکے حکم و تدبیر سے اس عالم اسباب میں ہر ایک ذی روح فانی
 کے ہلاک ہونے کے واسطے ایک سبب ظاہری بھی مقرر و مقدر ہو چکا
 ہو جس طرح اور تمام جانداروں کے ہلاک کے واسطے حکم و حکمت الہی
 سے طرح طرح کے باعث و اسباب مقرر و مقدر کیے گئے ہیں اس طرح
 ماکول اللہ جانداروں کے واسطے فیج ہونا بھی سبب موت اوسکے حکم و حکمت
 سے مقرر و مقدر ہوا اور جس طرح اور تمام اسباب میں اوس سبب حقیقی پر
 اعتراض نہیں ہو سکتا اس طرح اس سبب خاص یعنی حکم فیج کے مقرر کرنے پر
 بھی اعتراض کی مجال اور ظن کا احتمال ہرگز کسی طرح نہیں ہو مقصد چہاں
 جو لوگ حکم فیج کو تنہا زلتم خیال کرتے ہیں اور خداوند رحیم و کریم کی طرف سے
 وقوع اس حکم کا سرسرمحال اور خارج از دائرہ و ہم و خیال سمجھتے ہیں ادن
 حضرات سے یہ پوچھنا چاہیے کہ آیا جو جانور کہ بدون فیج حقوق امراض کے
 سبب سے مرا کرتے ہیں وہ موت اوسکے امراض کے سبب سے شدت
 تکلیف میں موت فیج کے برابر ہوتی ہو یا اوس سے زیادہ یا کمتر یہ بات تو ظاہر
 ہو کہ تکلیف موت امراض تکلیف موت فیج سے بھاری زیادہ تر ہوتی ہو کہ سبب

کہ اول تو یہ تکلیف تکلیف و فنی آنی ہو اور وہ تکلیف غالباً تکلیف ممتد
 زمانی دوم یہ کہ اشتداد اکثر امراض کافی نفسہ اس قدر سخت ہو اکر تا ہو کسی
 دوسرے نفس پر اوس اشتداد کا ایک نظر سخی آنکھ سے دیکھ لینا ہی انسان
 ضعیف البیان کو سخت دشوار و ناگوار گذرنا ہو بلکہ بعض امراض کی شدت
 سے قوم رضی کو دفعتاً اپنا ہلاک کر ڈالنا ہی بہت آسان معلوم ہوتا ہو ازا
 اتجلی الانسان علی عین فاختار اہو نہما کے اقتضا سے وہ مبتلا ہی بلا چار
 ناچار موت ہی کو اختیار کر کے جان سنیر اپنی آپ اپنے ہاتھ سے کھوڑ
 اور قلع نظر شدت مرض کے نفس نزع روح بدون فرج کے ایک ایسا صدمہ
 معلوم و مصعب ہو کہ خدا کی پناہ کمال صعوبت اوسکی ہرگز احتیاج بیا نہیں
 رکھتی سبب خلاف فرج کہ ایک طرفہ البینین میں جو حالت پر ملالت حیوان مذکور پر
 جاری ہوا کرتی ہو کھلف البرق گذر کر رفع ہو جایا کرتی ہو کیسی ہی اذیت و تکلیف
 اشد کیون نہوا ایک لمحہ بھر میں جان اوس فرج نا توان کی نجات ابدی اوس
 اذیت و تکلیف اشد سے پایا کرتی ہو اس حاصل موت امراض کا نہایت اشد
 اور بلامی بد ہونا نزدیک عقل و قیاس اندازہ شناس کے اس درجہ ثابت و
 مستحق ہو کہ موت و فنی مثل موت فرج کے تین اکثر عقلاً بتایا اور سکے نہایت
 آسانی بلکہ موجب راحت جاودانی تصور کیا کرتے ہیں چنانچہ عقلامی قرنگ
 نے جو جانور مرض یا اوس للعلاج مبتلا ہی بنج و بلا کو ضرب کا قہنگ سے مار ڈالا
 قرار دیا ہو صرف اسی مصلحت سے تجویز کیا ہو کہ اقسام آلام و اقسام طولانی نرانی
 کا ایک تکلیف و فنی آنی سے رفع و دفع کر دینا عین مرحمت و احسان اوس

حیوان رنجور ناکون کے واسطے حکم عقل و نظر مقرر و متصور کر سچے
 ہیں ہر گاہ نہایت اشد اور بھاری بد ہونا موت امراض کا اور بہ نسبت اس کے
 غایت آسان اور خفیف ہو ناموت فرج کا واضح کیا گیا تو اب ہم
 ستر منوں سے یہ بات پوچھتے ہیں کہ آیا جو شائد بید و عا موت امراض میں
 جا نثار و نیر جھاکرتے ہیں اور ان سب شائد کو تم حکم خداوند احکام اکین سمجھتے ہو
 یا نفوذ بقدر کوئی اور بھی دوسرا زبردست خداوند غالب یا غالب ہی کہ جو خداوند
 کے مخلوق اور مملوک جا نثاروں کو ایسی مصیبت اور تکلیف سے مارتا ہو اور
 خداوند کو اس کے نیچے ظلم سے ان عاجزون کے چھوڑنے کی طاقت ہرگز نہیں
 ہوتی پس ہر گاہ تم قائل ہو جاؤ گے کہ نہیں یہ سب شائد امراض اور تکلیف
 موت خداوند احکام اکین ہی کے حکم و تصرف سے ہوا کرتے ہیں تو اس وقت
 ہم تم سے پوچھیں گے کہ آیا اور شائد زائد از فرج کو بھی تم ظلم سمجھتے ہو یا کیا
 اگر انکو بھی ظلم سمجھتے ہو تو امر فرج کے ظلم فرض کرنا کی تقدیر پر بھی خداوند تعالیٰ
 کی طرف سے حکم فرج کے محال ہونے کا خیال ہرگز نہ کو نہیں چاہیے اور اگر
 اول شائد زائد از فرج کو تم ظلم نہیں کہتے تو فرج کے شائد کب ظلم ہو سکتے ہیں
 جو تو جہی تم اول شائد زائد میں کرو گے وہی تو جہی ہم فرج میں بھی کرینگے
 بعد سننے اس دلیل جلیل کے معلوم کر لینا چاہیے کہ شائد موت تو ہر ذی
 کے واسطے امر و ارادہ الہی سے بالیقین مقرر اور مقرر ہوئے ہیں لیکن اول
 شائد کی دو قسمیں ہیں ایک شدت موت امراض دوسری شدت موت
 فرج چونکہ تم اول بہ نسبت ثانی کے نہایت اشد ہو لہذا بعض حیوانات کے

واسطے جنکی طرف لطف خداوندی متوجہ ہوا قسم ثانی ہی خاص کی گئی پس
 تخصیص حکم فوج واسطے بعض حیوانات کے حضرت خداوند حقیقی کی طرف سے
 کمال لطف ہر نہ ظلم کہ موت اشد سے ان ضعیفانِ جستہ جان کو بچایا اور
 بعض اوس موت اشد کے موتِ اہول و اخف کے ساتھ بالاختصاص
 خاص فرمایا مٹا لظیف اس دلیل کو سنکر دو اعتراض کرینگے اول یہ کہ اگر موت
 فوجِ اہول اور عین لطف خداوندی تھا تو آدمیوں کے حق میں کس واسطے
 یہ لطف تجویز نہیں کیا گیا حال آنکہ نوع انسان بہ نسبت اور حیوانات کے
 الطاف خداوندی کے ساتھ زیادہ تراحق والیق ہر پس چاہیے تھا
 کہ آدمیوں کے واسطے بھی بچا سے موت مرض موت قتل ہر خاص کیجائی
 اعتراض دوم یہ کہ موت امراض اختتامِ ایام حیات پر ہوا کرتی ہر بخلاف
 موت فوج کہ قبل اتمامِ ایام حیات حیوان کو مار ڈالتے ہیں لہذا ظلم ہونا اسکا
 نفس فوج کے سبب سے اگر ثابت نہوا تو قبل اتمامِ ایام حیات کے
 فوج کر ڈالنے کے سبب تو ضرور ثابت ہوگا اب جواب با صواب ان دنوں
 اعتراض کا بھی سننا چاہیے جواب اعتراض اول کا یہ ہے کہ موت فوج موت
 مرض سے اہول اور آسمن تو بلا شک ہر اور کمال لطف خداوندی ہونا اس
 موت کا حق انسان میں بھی مسلم چنانچہ مقتول بظلم اور مقتول بقصاص و خون
 کے حق میں موت فوج کا لطف من اللہ ہونا جملہ اہل ادیان کے نزدیک ثابت
 اور متحقق ہر لیکن سوا ان خاص صورتوں کے مطلقاً جو فیم موت انسان کیواسطے تجویز
 نہیں کی گئی کیونکہ سبب کی وجہ سے ہر اول یہ کہ نوع انسان عند اللہ بہت مکرم ہر

پس غایت مکرم اسکی مانع ہو کر کرم نفع اسکے سے اور بھی رخصت اکل کرم اسکے
 سے مثل نجوم اور حیوانات کے وجہ دوم یہ کہ نفع انسان بسبب کمال علو
 مرتبت اپنے کے اور بھی بسبب نفع وادراک کے مخصوص کی گئی ہو ساتھ
 ابتلا کے اور تکالیف مخصوصہ انسان کے اشد ہیں تکالیف حیوانات سے
 لہذا اقسام موت سے بھی جو قسم اشد تھی وہی قسم ساتھ انسان کے خاص
 کی گئی اس جگہ کوئی یہ بات نہ کہے کہ موت اذیت اشد و ظلم سے مقول ہو جو
 کے مشورہ جزا امراض سے مرنے والوں کے کیونکہ شدت تکالیف مظلوم
 قتل ہونے والوں کی جو مشورہ جزا اس معنی کہ شہر نہیں کہ نفس تکلیف موت
 قتل جو حرکت دینی آنے سے کثرت البرق گذر جایا کرتی ہو وہ تکلیف فی نفسہ
 تکلیف شدید موت مرض سے کچھ زیادہ ہوتی ہو تاکہ مظلوم قتل ہونے کے
 جو شدائد و تکالیف مشورہ ہیں وہ اور شدائد و تکالیف ہیں جو اس تکلیف
 دینی آتی کے قبل اکثر لاحق ہوا کرتی ہیں علاوہ اسکے مظلوم ہونا کتنی محنت
 کے ساتھ سے یہ بھی زیادہ تر باعث رقت دلی اور ترحم قلبی کا ہوا کرتا ہے والا
 اس بات میں کیلئے حکما شک نہیں کہ موت نفع اکثر اقسام موت امراض سے
 و شدت تکالیف میں خفیف ہی واقع ہوتی ہو وجہ سوم یہ کہ انسان کو تو خدا
 تعالیٰ نے ساتھ کمالات روحانی اور جسمانی دونوں کے مشرف فرمایا ہو اور
 حیوانات صرف صفات جسمانی کے ساتھ متعنت کیے گئے ہیں پس
 چونکہ بعد القراض عہد شباب اور شرف زمانہ انجلائے عہد کے صفات جسمانی
 کو سوا منزل و انجام روز بروز کے اپنی حالت موجودہ پر بھی تاحین حیات

قیام و ثبات کی طرح ممکن نہیں ہو سکتا لہذا وجود حیوان کا بعد ختم عمر شباب
اور شروع زمانہ انحطاط جلدی کے بحکم اوس درخت کے ہوا کرتا ہے جو جس
درخت کا زمانہ برگ و بار تمام ہو جائے اور خشک ہونا شروع ہو کر زوال و
انحطال روز بروز اوس میں راہ پائے یا مثل درخت موز کے ایک بار بار لاکر
گو خشک بھی نہ ہو کر بار و گرہر گز بار نہ لائے باغبان عاقل ایسے درخت کو جوت
بیکار محض پاتا ہے تو بلا خوف و اندیشہ تیشہ اوپر چلاتا ہے بلکہ جو درخت کہ بار و ثمار
اون سے مقصود نہیں ہوتے صرف شاخ و برگ ہی مطلوب ہو کر تے ہیں
اون درختوں کے قطع کرنے میں تو باغبان عاقل اتمام ایام برگ و بار کا انتظار
بھی نہیں دیکھتا بخلاف اوس درخت کے کہ جس سے ہمیشہ یعنی جس وقت
تک کہ وہ اسپر بیج پر قائم رہے گو کیسا ہی پرانا کیون نہ ہو جائے توقع بار و
اثمار یا اور کسی قسم منافع عظیمہ اور فوائد عظیمہ کی ہوتی ہے اوس درخت کو باغبان
عاقل کبھی حکم قطع کر ڈالنے کا نہیں دیتا اور کبھی کسی حال میں بھی لائق قطع اور
نہیں سمجھتا پس حیوانات کی طرح افراد نوع انسانی کا فح تجویز نہ کرنا بہت ہی مصلحت
پر ہے کہ آدمی کیسا ہی ضعیف و لاغر اور ازکار رفتہ کیون نہ ہو جائے بقا و اجرا
کلمات روحانی اور صنائع کسبی کا اوس سے ہر وقت اور ہر حالت میں مامول
مترقب الحصول ہوا کرتا ہے مثل حیوانات کے صنائع اور بیکار کسی وقت اور کسی
حالت میں بھی متصور نہیں ہو سکتا یہاں تک جواب اعتراض اول کا تھا اب
جواب اعتراض دوم سنئے۔ واضح ہو کہ اول تو قبل اتمام ایام حیات کے فح
ہونا جانورون کا ہرگز متصور ہی نہیں کیونکہ مقتضای غرای لکل شے اجل

اعتقاد اہل حق میں ہر شے کے واسطے حکم و تقدیر خداوند علیم و قدیر ہے
 اکیلے اہل موحل مقرر ہو چکے ہیں جو وقت کہ جانور فسخ کیا گیا بالضروری وقت اہل
 موحل اور سیکہ کا علم اتنی میں مقرر تھا یہاں اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ
 درمہور تیکہ بدون اہل موحل کے کوئی جاندار قتل نہیں ہو سکتا تو چاہیے کہ
 اگر انسان کو بھی کوئی شخص بنا حق قتل کر ڈالے تو وہ قتل کرنا بھی کسی طرح مود
 اعتراض اور مستوجب مواخذہ اور قصاص کا ہر کہ نہ ہو کیونکہ وہ قتل بھی نہیں واقع
 ہو گا مگر اہل موحل پر تو جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ انسان کے قاتل کے حق
 میں جو حکم مواخذہ و قصاص کا شرعاً اور عقلاً ثابت ہو وہ حکم صرف تکرم نفس
 انسانی اور حفظ نظام عالم کے سبب ہوتا ہے نہ بنظر اس کے کہ قبل اہل موحل مقتول
 کے یہ قتل وقوع میں آیا دیکھو اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ جانبری
 اس سے عقلاً کسی طرح پر متصور ہی نہ ہو سکے اور عین حالت اعتبار میں اس
 شخص کو کوئی آدمی قتل کر ڈالے یا انکے جو شخص کہ بت عمر طبعی اپنے کو تمام کر چکا
 ہو اور سکو کوئی شخص ہلاک کر ڈالے تو باوجود اس بات کے کہ یہ دونوں قتل عقلاً
 اہل موحل ہی پر واقع ہونگے لیکن قاتل ان دونوں عمر تمام کردہ مقتولوں کا
 بھی عقلاً اور اینٹا نا خود بقتل و قصاص ضرور ہو گا کوئی حاکم بخیاں اسکے کہ اہل
 موحل تو ان دونوں مقتولوں کی آہی گئی تھی اب مواخذہ اسکا قاتل مذکور سے
 کیا ضرور ہو قاتل مذکور کو معذور و بے قصوریت و نہ کرنا گناہیں معلوم ہوا کہ معاملہ
 قصاص قتل انسانی میں اسباب کو ہرگز دخل نہیں ہے کہ آیا عمر طبعی مقتول کی عقلاً
 تمام ہو چکی تھی اور عین اہل موحل اس کے سر پر پہنچ چکی تھی یا نہیں بلکہ اگر ہم

نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ قتل و قصاص کا ہوا کرتا ہے
 اور اگر لحاظ کریم نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ کا نہ تھا
 تو کوئی حاکم عاقل و عادل عزم تمام کردہ مقتولوں کے قصاص میں نوعر قاتلوں
 کا اہلاک بلا اندیشہ و باک کی سطح تجویز نہ کرتا اس حاصل قبل اتمام ایام حیات کے
 اول توفیق ہونا جانوروں کا ہرگز متصور ہی نہیں ہو علاوہ اسکے ہم پوچھتے ہیں
 کہ اگر فیج کرنا تجویز اہلاک قبل اتمام ایام حیات کے ہو اور اسی سبب سے اسکے
 ظلم ہونے کا خیال و احتمال کیا جاتا ہو تو جو جاندار کہ قبل اتمام عمر طبی کے بعض
 امراض صعب و بائی وغیرہ میں مبتلا ہو کر مثل فیج دفعہ مر جا یا کرتے ہیں انکو
 تم کیا کہتے ہو آیا وہ مرنا بھی قبل اتمام ایام حیات بعینہ فیج ہی کی طرح ہو یا نہیں
 اور جس طرح فیج میں یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ اگر اس جانور کو فیج نہ کرتے تو باقی
 حیات رہتا اور تا اختتام ایام عمر طبی بشرط عدم حقوق کسی آفت کے ہرگز نہ مرنے
 بلکہ لقیہ عہد زنگ کا کافی اپنے کو در ضرورت عدم حقوق مانع ہو یا ضرور کرتا اس طرح
 ان امراض ناگہانی و بائی وغیرہ کے حقوق میں بھی یہی بات ضرور سمجھی جاتی ہے
 یا نہیں پس اگر ان امراض کے حقوق کی تقدیر پر بھی یہی بات صادق آتی ہے
 تو ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ امراض با مرورادہ الہی لاحق ہو کر تے ہیں یا کسی
 اور کے حکم و ارادے سے اور اگر حکم و ارادہ الہی سے لاحق ہوتے ہیں تو
 ان کے حقوق کو اور اس موت کو بھی تم ظلم کہتے ہو یا کیا جو توجیہ تم ان امراض
 کی موت میں کرو گے وہی توجیہ اس موت فیج با مرورادہ میں بھی ضرور کی جائیگی
 اور اگر کوئی شخص ان امراض کو اور ان امراض کے سبب سے مرنے کو اور

اتنا قی کی طرف یا سبب عالم سے اور کسی سبب دیگر کی طرف نسبت کرے
 اور امر فوج کو قتل اور وی انسان ہونے کے سبب سے علاحدہ اور سے
 جانے اور دخل اور اختیار حکم و حکمت خداوند حقیقی کا ان دونوں اقسام موت
 سے ایک قسم میں بھی نہ مانے تو ایسا خیال متحقق الابطال تو سوا اور بعض
 اشخاص خاص کے جو کہ وجود فانی ہیں جو خداوند عالم کے لغو و بالعدم رہنا قائل ہی نہیں ہیں
 یا اس کے وجود فانی ہیں جو کو معطل محض جانتے ہیں اور ظہور حجاب امور کا
 وابستہ بخت و اتفاق مانتے ہیں اور کوئی تو فیہم ہی عقل سلیم بھی نہیں کر سکیگا ابطل
 اس مذہب منال کا ادلہ قاطعہ اور حج ساطعہ سے بظاہر سچ اور خلاف عقل
 انصاف ہونا اس طریق تحقیق کا از روی تصریح کتب حکمت و کلام و فصاحت
 تمام روشن و باہر ہو یہ رسالہ قلیل گنجائش شرح و بیان اور مباحث طویل
 کی ہرگز نہیں رکھتا اور قطع نظر متحقق الابطال ہونے اس مذہب منال کے
 اس مذہب باطل منال کی بنا پر تو درحقیقت عقل فوج کے قبیح و ناروا ہونیکا
 خیال و احتمال ہی کی سیلج پر مقصور نہیں ہوا حاصل جو اشخاص کہ خداوند عالم
 کو قادر و متصرف جملہ کائنات پر سمجھتے ہیں اور کسی شے کو اس کے قبضہ قدرت
 و مشیت سے باہر نہیں جانتے اور کو کیلج چارہ نہیں ہوا اس بات سے
 کہ جس طرح مرزا جانداروں کا امراض اتفاقیہ کے سبب جملہ سنین و اوقات
 عمر میں بحکم و مشیت خداوندی ثابت اور متحقق سمجھتے ہیں اور ہرگز احتمال ظالم کا
 نسبت خداوند مالک حقیقی کے اوسمیں نہیں کرتے اسلج جملہ اوقات و
 حالات میں تجویز موت و فوج کو بھی بحکم و مشیت خداوندی ثابت اور متحقق سمجھیں

اور شائبہ احتمال ظلم کو اوس مالک حقیقی کی طرف کی طرح اپنے دلون میں راہ
 مذہب بدستماع اس دلیل جلیل کے عجب نہیں کہ کوئی شخص یہ بات کہے کہ خداوند
 مالک حقیقی تو بلا شک اپنی مخلوقات اور مخلوقات کے اہلک پر بطور فیض کے
 ہو خواہ بطریق بیادوانے کے جس طرح کہ چاہے اختیار رکھتا ہو اور احتمال
 واسمہ ظلم اور زیادتی کا نسبت اوس خداوند مالک حقیقی کے کی طرح نہیں
 ہو سکتا لیکن یہ بات ہمارے فہم میں ہرگز نہیں آتی کہ آدمیوں کو خداوند
 تعالیٰ نے ایسے عمل جبر و سخت دلی کا جو کہ اقتضای رقت جنیت ان کے
 سے سراسر بعید معلوم ہوتا ہو کس واسطے اختیار دیا اور کس مصلحت سے ایسے فعل
 و حرکت کے ساتھ مانو انکو کیا ایسا ضرورت ہے حکم کے ساتھ مانو کہ نیکی کیا تھی اور کس مصلحت
 ایسی جازت مٹانی خلق و ہستی انکو دیکھی جواب اس اعتراض کا اول یہ ہے کہ ہر ایک
 مصلحت خداوندی پر بندہ دل کو اطلاع ہونا کچھ ضرور نہیں خیال کر کہ وہ
 سلاطین ظاہر جو احکام و قواعد اپنے مالک میں نافذ کیا کرتے ہیں بہت سے
 احکام ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ عوام مردم بلکہ اشخاص خواص کو
 بھی ان کے وجہ خفیہ اور مصالح ضروریہ پر اطلاع نہیں ہوتی پس ہر گاہ حکام
 سلاطین ظاہری میں ہر ایک زمین و قانون کا منشا ہر فہم صاحب عقل سلیم
 بلکہ ہر عاقل کیا بھی دریافت نہیں کر سکتا چہ جائے عوام کا الانعام تو حضرت
 سلطان سلاطین اور فرمان فرمانے حقیقی کے ہر ایک حکم کا منشا اور
 اصل سبب کب دریافت ہونا آسان ہو اور کس طرح ممکن ہو سکتا ہو کہ بندہ
 عاجز اوس خداوند حقیقی کے ہر ایک حکم کے مصالح کو دریافت کر سکے

جواب دوم یہ کہ وجوہ و مصالح امر فیجہ بقدر علم خداوندی مین بہن اودن
 سبکو تو حضرت خداوند ہی خوب جانتا ہر لیکن منجہ اودن مصالح کثیر کے جو کہ
 علم خداوند عالم مین بہن بہت سے وجوہ اور مصالح اور ضرورات ایسے بھی بہن
 چہر عالم الغیب حقیقی نے ہڈگان ضییت کو بھی مطلع فرمایا ہر چنانچہ کیفیت بعض
 اودن وجوہ اور مصالح اور ضرورات کی خود اس رسالہ عجالبہ سے بھی بخوبی واضح
 ہو سکتی ہر مقصد چہر ہم یہ بات پر ظاہر و آشکارا اور مسلم حلقہ عسلائی روزگار
 ہر کہ خداوند خلاق حقیقی نے اس جہان کی تمام مخلوقات پر انسان ہی کو شرف
 کیا ہر اور جمیع نباتات اور حیوانات و معدنیات کو فقط انسان ہی کے منافع
 اور اغراض ذاتی کے واسطے جلوہ وجود دیا ہر پس اصل مقصود اور خلاصہ
 وجود سب جہان کا انسان ہر اور جو چہر کہ سوا انسان کے اس جہان مین
 خلق کی گئی ہر انسان کے واسطے خلق کی گئی ہر دیکھو اوس صالح بیچون نے
 اپنی حکمت بالغہ سے کیا کیا عجائب و غرائب چیزیں اس جہان بے بنیان مین پیدا
 کی بہن اور کیسی کیسی عجیب غریب منفعتیں اور تاثیریں ان سب اشیاء مین علیحدہ
 علیحدہ اپنی قدرت کاملہ سے رکھی بہن رنگ بوفر و منفعت تاثیر ہر شئی کی
 جداگاتہ ہر ہر شئی مین اوسکی نمائش قدرت کا نیا ایک کارخانہ ہر پس اگر ان تمام
 اشیاء اور مخلوقات کے مصالح عجیبہ اور منافع غریبہ کے دیکھنے اور حاصل کرنے
 اور آزانے اور کام مین لانے کے واسطے کوئی مدرک اور معیار اور قدر دان
 ان سب چیزوں کا خلق کیا جاتا اور وہ مدرک اور معیار اور قدر دان اپنے
 حکم علیہ اور تدابیر صنعایہ اور تصرفات خاصہ سے ان سب اشیاء عجائب

قدرت کے کام میں نہلاتا تو گویا خلق کرنا ان سب عجائب قدرت کا محض عبث تھا
 ایسا واسطے انسان ہمہ دان بدرک و ہمیر و قدر دان ان سب عجائب قدرت
 کا پیدا کیا گیا احاصل حیلہ شیطانی عالم کا انسان ہی کے مصالح اور منتفاعاتی
 کے واسطے مخلوق ہونا ثابت ہو اور یہ بات بھی بخوبی مستحق ہر کہ نفع انسان کو
 خداوند عالم نے مدنی الطبع پیدا کیا ہر اور بھی محتاج کیا ہر جلب منافع اور دفع
 مضار اپنے میں طرف جملہ انواع مخلوقات یعنی نباتات و حیوانات و جمادات
 کے ایسا واسطے انسان کو قوت انواع صنائع کی بھی عطا فرمائی ہر مثل اور
 جانوروں کے صرف کمالات طبعی پر مدار اور انحصار اسکے تمام امور کا نہیں
 رکھ دیا لہذا انسان اپنے منافع اور مصالح ضروریہ میں محتاج واقع ہوا ہر طرف
 تصرف اور استعمال جملہ انواع مخلوقات اس عالم کے بدون اس دخل و تصرف
 کے تو اسکے کسی کام بھی سر انجام نہیں ہو سکتا پس ان تمام وجوہ اور مقدرات
 بدیہیہ کی رو سے تصرف انسان کا جملہ مخلوقات یعنی حیوانات و نباتات و جمادات
 میں واسطے منافع اور مصالح اپنے کے عین باقتضائی حکم و قدرت و شیت
 حضرت خالق کائنات کا فعل موجودات کے ثابت ہوا اخلاص و مصلحت اور
 بحق خلاق مطلق کے ہرگز نہیں ٹھہرا بیان اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ خل
 و تصرف انسان کا اشیاء غیر ذی روح میں تو بلاشبہ جائز لیکن فی روح
 چیزوں میں یہ دخل و تصرف کسی طرح جائز نہیں ہو تو اس اعتراض کے جواب میں
 ہم یہ پوچھنے کے کہ روح سے مطلق روح مراد ہو یا خاص روح حیوانی اگر مطلق روح مراد ہو
 تو روح بانی تو نباتات میں بھی موجود ہو بلکہ بعض حکماء کے نزدیک نباتات کی واسطے قوت

احساس بھی ثابت ہو رہا ہے کہ بعض انواع اشجار میں تراورنا دہ کا
 ہونا اور مائل ہونا یا ذہ کا طرف تر کے ساتھ اسکے کہ ہوا مخالفت اس
 میلان کی چل رہی ہو اور بھی مائل ہونا درخت کی بیلیوں اور شاخوں کا
 یا ان کی جگہ کی طرف اور بھی رجوع کرنا بیلیوں اور شاخوں کا طرف اول
 دیواروں کے کہ قریب اوسکے واقع ہوں یہ تمام امور و احوال مشاہدہ
 یعنی باہرہ مری ہوئے ہیں پس یہ تمام امور و احوال دلیل ہیں اور
 ثبوت احساس نوع نباتات کے فاما ثبوت حیات نباتات پس اختلاف
 کیا گیا ہے نیز اوسکے اور تفصیل اوس اختلاف کی یہ ہے کہ جو لوگ کہ حیات
 کو مبدیہ تقدیر اور تنمیه کا سمجھتے ہیں اوسکے نزدیک اسباب ثابت ہونے تقدیر
 اور تنمیه کے ذریعہ ہونا نباتات کا ثابت ہے اور جو لوگ کہ حیات کو مبدیہ
 حس و حرکت سمجھتے ہیں وہ لوگ اسباب الغدام حس و حرکت کے نباتات
 کو ذریعہ حیات نہیں کہتے لیکن با اینہم بعض ان میں سے بھی امارات ظنیہ
 مذکورہ بالا کے مشابہ سے سے نباتات کا صاحب حس و حرکت ہونا ثابت
 کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض نے تو نہایت مبالغہ اثبات حس و حرکت نباتات
 میں کر کے نباتات کو درک کلیات بھی گمان کیا ہے پس اگر مطلق روح
 عام اس سے کہ حیوانی ہو یا نباتی اس جگہ مراد لیجائے تو چاہیے کہ نباتات
 کا تصرف اور قطع برید کرنا بھی انسان کو جائز نہ سمجھئے علی الخصوص اوپر
 مذہب اول حکما کے جو کہ قوت حس اور اصل مادہ حیات کا نباتات میں
 بھی ثابت کرتے ہیں اور اگر خاص روح حیوانی مراد لیجائے تو اوس وقت

ہم یہ بات پوچھیں گے کہ آیا سوا فیج کرنے کے اور تمام تصرفات مثل سواری اور بار برداری اور حلب کشیر اور حبس ہنڈا اور ضرب و زور وغیرہ کے بھی آپ حیوانات میں جائز سمجھتے ہیں یا نہیں اگر یہ سب تصرفات بھی آپ کے نزدیک ناجائز ہیں تو کوئی صورت انتظام عالم اور سب برداوقات بنی آدم کی تباہی اور ساتھ انعام ترک و احراز ان حلالہ تصرفات کے خود اپنی سب برداوقات کی صورت بھی سمجھو دکھلائیے اور اگر یہ سب تصرفات آپ کے نزدیک جائز ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ ساتھ عدم تجویز جو ر و ظلم برپائی ہو ان تمام تصرفات دیگر کے جائز رکھنے کا کیا سبب کیا جانوروں کو باندھ کر رکھنے اور ملوں میں اور گاڑیوں میں جو تنے اور بارہا لے کر ان لاؤ اور نہ لوان پر لیجانے اور سوار ہو کر دوڑا بنے اور مارنے اور سٹینے سے تکلیف ہی نہیں ہوتی کیا بچہ گاؤ کو باندھ کر اوسکا دودھ لے لینا اور ترسانا کچھ میر جمی کی بات نہیں ہو گیا یہ تمام جانور بھی مثل انسان کے مخلوقات الہی سے نہیں ہیں یا قوت احساس پنج و تکلیف کی اصلا نہیں رکھتے پس کیا سبب ہے کہ ساتھ عدم تجویز تصرف فیج کے اور تمام تصرفات مولہ حیوانات کو آپ جائز رکھتے ہیں اگر یہ کیسے کہ چونکہ انسان ان جانوروں کو آب و علف دیتا ہے اور خبر انکی خور و نوش کی لیتا ہے لہذا ولی النعم اور ذاق مجازی ہوئے کے سبب سے اس قدر تکلیف دنیا انسان کا ان سب حیوانات کو جائز ٹھہرا اور احتمال ظلم اس میں کیسے نہیں ہو سکتا تو ہم اسکا جواب اس طرح

دیکھئے کہ خالق خدا و ملک خدا جملہ خوب و اثمار و نباتات جہان میں تمام
 اقسام حیوانات اور انواع ذیحمیات کا حصہ ہے کیونکہ سب انواع ذیحمیات
 مخلوق اسی خالق حقیقی کے ہیں جسے ان تمام خوب و اثمار و نباتات کو خلق
 فرمایا ہے فقط انسان کا اوس میں کیا اجارہ ہے اور کیا ضرور ہے کہ انسان ظلم اور
 زبردستی سے چار پائیوں کو مجبوس کر کے رکھے اور پھر اوسکے رزق سانی
 میں ایسا متن اور پتہ ظاہر کرے اور نعمت کا احسان اوسکے سر پر دھرے
 کیونکہ نہیں مطلق العنان اوسکو کر دیتا تا کہ مثل اور بیورد و مرد و حوش کے
 جہان چاہیں چرین اور رزق مقرر خداوندی کو کہ با سجا خود بخود اوسکے واسطے
 موجود ہے حاصل کریں یہ رزق رسانی تو انسان کی بعینہ ایسی ہے جس طرح
 کوئی حاکم کسی مجرم کو قید کر کے رکھتا ہے اور اوس قید میں اپنے پاس سے
 رزق اوسکو پہنچاتا ہے آیا ان جانوروں نے بھی کوئی مقصور انسان کا کیا ہے
 جسکے سبب سے انسان اوسکو قید کر کے رکھتا ہے اور اسکے اذوقہ مقررہ
 کو اسنے ہاتھ سے پہنچاتا ہے خلاصہ یہ کہ اور تمام تصرفات مولہ کو حیوانات
 پر جائز رکھنا اور تصرف ذبح کو جائز رکھنا کوئی وجہ وجہ اسکے تفاوت و امتیاز
 کی ہماری سمجھ میں نہیں آتی اگر آپ اور تمام تصرفات کو اس واسطے جائز
 رکھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اور تمام تصرفات میں حیوانات کو اصالہ ایذا
 ہی نہیں ہوتی تو یہ سمجھنا آپ کا محض غلط اور سرسراہ خلافِ باہت عقل
 کے ہے اور اگر کہیے کہ جو تکلیف اور تمام تصرفات مولہ میں جانوروں کو ہوا
 کرتی ہے وہ تکلیف تکلیف ذبح سے نہایت کم ہے تو یہ کہنا بھی آپ کا غلط ہے

پر مبنی ہو کہ واسطے کہ تکلیف فحش تو صرف تکلیف آئی ہو اگر تھی ہر خجالت
 اور تمام تکالیف مذکورہ بالا کے کہ وہ تمام تکالیف استمراری زمانی ہیں اور
 ظاہر ہے کہ تکلیف استمراری زمانی کا مرتبہ تکلیف آئی فانی سے کہیں زائد نہ ہو
 گو تکلیف آئی فانی ازید باشد اور تکلیف استمراری زمانی بمقابلہ اوس کے
 خفیف و ضعیف ہو کیونکہ نہ دیکھو جو امراض خاصہ کہ انسان اون کے
 سبب سے تکلیف جاری و رنج خفیف استمراری کے ساتھ دائمًا متاثر
 رہا کرتا ہو باوجودیکہ بعض علالات اون امراض کے ایسے سخت ہوتے ہیں
 کہ جسے انسان کی جان پر بنایا کرتی ہو اور اوس تکلیف خفیف مرض
 کی کچھ حقیقت بھی اس تکلیف شدید علاج کے سامنے نہیں ہوتی لیکن
 انسان اوس تکلیف خفیف کے جاری اور استمراری ہونے کے سبب سے
 اس تکلیف جانگزا سے فانی آئی کو اوس تکلیف خفیف کے دفع ہونے
 کے واسطے بخوشی تمام قبول کرتا ہو اور اوس تکلیف خفیف کو اس تکلیف
 شدید سے اہون سمجھ کر اختیار علاج سخت میں بعض اوقات تو احتمال
 تلف جان سے بھی نہیں ڈرتا ہو اسحق تکلیف دائمی ایسی بد بلا ہو کہ بعض
 آدمی قتل دفنی کو قید دائمی سے اہون بلکہ نہایت حسن سمجھتے ہیں اکثر
 ایسا بھی واقع ہوا ہے کہ انسان نے قید دائمی یا اور تکالیف دائمی کے سبب
 سے خود کشی کی اور بلا خوف و اندیشہ و مبالغات جان عزیز اپنی دید تھی
 سبب ہو کہ مدران امور سلطنت برطانیہ میں چند بار بحث و تکرار اس بات
 کی ہو چکی ہو کہ مجرمین واجب القتل کو بجائے قتل کے جسں دائمی میں رکھنے کا

قانون جاری کرنا چاہیے ایسا سہل تکلیف دہائی اگرچہ خفیف و ضعیف
 ہی کیونکہ نہ بمقابلہ تکلیف اشد آئی فانی کے حقیقت اسکی نہ سمجھنا ہرگز
 اقتضای شان عقل رسا اور شایان انصاف ارباب علم و ذکا سے نہیں
 ہرپس اور تمام تصرفات مولہ کو جو کہ حیوانات میں ہمیشہ جاری اور ساری
 ہیں باوجود دوامی اور استمراری ہونے کے اخت و امون سمجھنا اور صرف
 تصرف آئی فوج ہی کو اشد و ازید خیال کرنا عقل و انصاف سے نہایت
 دور ہر علاوہ اسکے اگر ہم اس تکلیف دوامی کا بہ نسبت اس تکلیف آئی
 کے تکلیف خفیف ہونا تسلیم بھی کر لیں تو اس تقدیر پر بھی یہ تصرف دہائی
 آپ کا جانداروں میں ظلم تو ضرور ہٹھ سے بگا گویہ ظلم آپ کا ظلم فوج سے کم
 اور ظلم درجہ دوم ہی پس اس صورت میں بھی ہم آپ سے پوچھتے ہیں
 کہ آیا یہ ظلم درجہ دوم بھی آپ نے جانداران بے زبان پر کس وجہ سے
 جاری رکھا ہے اور کس طرح جائز سمجھا ہے جانداروں پر ظلم کرنے کا اعتراض
 اگر آپ کو مجوزین فوج پر بد نظر ہو تو چاہیے کہ اول آپ خود جانداروں پر ظلم
 کرنے سے باز رہیں تاکہ ذابکین ہی کی طرح اطلاق ظالم ہونے کا خود آپ پر
 بھی نہ اس بہانے سے اعتراض کے جواب میں آپ دو باتوں سے ایک
 بات ضرور کہیے گا یا تو یہ کہیے گا کہ خداوند تعالیٰ نے ان جانداروں کو
 بوجہ عظمت و شرافت انسان کے انسان ہی کے واسطے پیدا کیا ہے
 اور حکم عقلی اور اختیار قدرتی اس قبض و تصرف دوامی کا انسان
 بشرت المخلوقات کو دیا ہے یا یہ کہ شدت احتیاج و ضرورت کے سبب

ہم ان تمام تصرفات کو جانداروں میں چار و ناچار جائز رکھتے ہیں اس واسطے
 کہ بدون اختیار ان تمام تصرفات کے تو اس عالم میں ہمارا اجر اے کار
 ستر سہر محال و دشوار ہو اور انھیں تصرفات پر ہمارے تمام امور کا دار و مدار
 ہو پس اگر آپ اقتضای خلق الہی اور حکم عقلی کو سبب ان تصرفات کے
 جائز رکھنے کا بیان کرتے ہیں تو ہم بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ
 نے جس طرح اور تمام تصرفات مولہ دوامی کے واسطے ان جانوروں کو
 پیدا کیا ہے اور حکم عقلی قبض و تصرف دانی حیوانات کا انسان کو دیا ہے
 اس طرح تصرف آبی فیج اور غذای انسانی ہونے کے واسطے بھی ان
 جانوروں کو ضروری پیدا کیا ہے اور بھی فرمان شرعی اور عقلی سے حکم
 قبض و تصرف فیج اور اکل بحوم کا انسان کو یالیقین دیا ہے فرمان شرعی
 کتب آسمانی سے پر ظاہر اور فرمان عقلی اتفاق جمہور عقلا سے جو کہ فرق
 مجوزین فیج میں داخل ہیں اور اعداد و انکی نسبت منکرین کے اصناف
 مصانع سے بھی زیادہ ہے بخوبی مستحق اور باہر اور اگر شدت ضرورت او
 اپنی کمال حاجت مندی اور ناچاری اور بے اختیاری کو آپ باعث ان
 تصرفات کے جائز رکھنے کا کہتے ہیں بلکہ یقین بھی آپ کے کمال ترجم
 کے ادعا اور اقتضا سے یہی ہے کہ غنیمت و شرافت انسان کی وجہ سے
 حکم عقلی مستحق قبض و تصرفات مولہ حیوانات ہو نا اپنا معتبر نہ رکھ کر تجویز قبض
 و تصرفات مولہ حیوانات کے واسطے وجہ ناچاری اور بے اختیاری ہی
 گو آپ بناچار اختیار کریں گے تو اس صورت میں ہمارا کلام یہ ہے کہ آپ

جو دعویٰ اس بات کا کرتے تھے کہ میر جی ہونے کے سبب سے ہم بیچ
 حائزون سے اور اکل ہم سے باز رہتے ہیں اب یہ دعویٰ آپ کا ممکن
 ہے اصل ٹھہرا اور جو کچھ اصل سبب تھا وہ ظاہر ہو گیا یعنی معلوم ہوا کہ دبا کا
 آپ کے اس بیچ کے اختیار و عام اختیار کا صرف لحاظ ضرورت و عدم
 ضرورت پر بخیر نہ لحاظ ترجمہ اور عدم ترجمہ پر بسبب اس کے کہ احتیاج اور غیر
 اکل ہم کی آپ کو لاحق معلوم نہیں ہوئی لہذا بیچ جائز کو آپ نے غیر ضروری
 سمجھ کر ناجائز قرار دیا ہے اور اگر ضرورت اس کی لاحق دیکھتے تو جس طرح اور
 تصرفات مولد حیوانات کو باوجود مولم سمجھنے کے بخیرال ضرورت بلا حجت
 و تکرار اختیار کر دیا ہے اسی طرح اس تصرف مولم بیچ کو بھی آپ بلا حجت و تکرار
 اختیار ہی کرتے اور اصلاً خوف آفات نفوس سے اس وقت نہ ڈرتے
 بلکہ اگر انسان پر آئیے اور بدیدہ غور بلا جملہ فرمائیے تو معیشت زندگی گانی
 عالم کون و مناد میں اس حالت موجودہ اور کمال ادعای اتقا پر بھی آپ
 حضرات جرم و خطای قتل نفوس ذبیحات سے بری تو کسی طرح نہیں ہو سکتے
 پانی میں جو کھڑے آلودہ خوردہ بین کے ذریعے سے محسوس ہوتے ہیں اول
 کیرٹون کو آپ ہر شب و روز میں کس قدر زہرہ نوش فرماتے ہیں علاوہ اسکے
 افراد متنوعہ حشرات الارض کو آپ ہر شب و روز میں کس قدر پالوون کے
 تلے دبا دبا کر تلف فرماتے ہیں بلکہ کارخانہ تو اس عالم کون و مناد کا ان
 نازک تر ہے کہ آپ صاحبون کے سانس لینے میں بھی بعض نازک خلقت جائز
 کی جان نا توان کا ضرر ہر وقت پیش نظر ہے ایسے ہی موقع پر کسی خاترنے

کہا ہے لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہو بہت کام و اتفاق کے
 اس کارگر شیشہ گری کا یہ پس اگر ایسا ہی آپ کو دعویٰ اتفاق اور امانت
 جان حیوان منہایت درجے کا ظلم آپ کے نزدیک ٹھہرا ہے تو اول سبب تین
 آپ ان معاصی اور مظالم روزمرہ کے کہ شب و روز خود آپ کے افعال
 اختیاری کے سبب سے واقع ہوتے ہیں اور جان غریصہ یا حیوانات
 کو کھوٹے ہیں باز رکھیے اور اس عالم کون و منا و مین کو فی صورت اپنی
 سبب و اوقات کی ایسی نکالیے کہ حسین یہ حسب جان آزار یاں آپ سے
 وقوع میں نہ آئیں اور اس طرح ہر روز صدمہ یا حیوانات کی حرکت و سکنا
 روزمرہ کے سبب اپنی جان سے بچائیں اگر آپ اس جگہ یہ کہیں کہ پانی
 کے گیزرون کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ کر ہرگز نہیں پیتے اور اور کسی کیر سے
 جاندار کو بھی اپنے پانوں کے تلے جان بوجھ کر ہرگز نہیں دباتے اور نہ
 سانس لینے میں دیدہ و دانستہ کسی جاندار کو آزار دیتے ہیں باقی رہا عالم
 غفلت میں جانداروں کا ہمارے سبب سے تلف ہونا اس میں ہمارا کیا
 اختیار ہے اور حالت غفلت کا کیا اعتبار ہے پس ہم ان جان آزاریوں کے
 سبب مجرم و خطاوار نہ بن سکتے تو جواب کیا ہے کہ غفلت ہی کی حالت میں ان
 جانداروں کا ہلاک ہونا مسلم ہے لیکن کیا علم اجمالی بھی ان جانوروں کے تلف ہلاک کا آپ کو
 نہیں ہے بلا شک علم اجمالی تو ان کے تلف ہلاک کا آپ کو ضرور ہے یا وجود حاصل ہے
 علم کے گو علم اجمالی ہی سہی کیون آپ ایسی غفلت کرتے ہیں آیا باوجود
 اور معرض اور معرض مجوزین و مع سونے کے آپ خود معاملہ ہلاک جان

حیوان سے نہیں ڈرتے ہیں کس واسطے آپ بھونک بھونک کر قدم ہر جگہ
 نہیں رکھتے تاکہ جاندار کی طرف سے آپ کے پانوں کے تلے نہ پس جایا کریں
 سوار یوں پر سوار ہو کر بے خوف و ہراس اونکا دوڑنا آپ کو کیا ضرر
 ہر جگہ خود حالت پیادہ پائی میں بھی بعض اوقات تیز خرامی کرنا آپ کا آپ کے
 حق میں نہایت بیجا و سفورحی اسد واسطے بعض مخمورون نے ڈرایا ہر
 اور گویا یہ شعر خاصہ آپ ہی کو گون کے حق میں فرمایا ہر سے آہستہ
 خرام بلکہ مخرام و زیر قدمت ہزار جانت و منہ کے سامنے سر اوگیوں
 کی طرح کی طرح ہر وقت کیوں نہیں لگاتے رہتے تاکہ بعض نازک جاندار اونکا
 دم آپ کے دم کے سبب سے ناک میں نہ آئے پانی کے کیردن کو تھپ
 کی چھپنے سے یا کسی اور تدبیر سے دور کر کے پینے کا التزام اور استہام
 کیوں نہیں کرتے یا بجائے آب افشردہ سے خواہ وہ نباتات خواہ اجناس
 لبنیات پر آپ اپنی پیاس بجھانے کا دار و مدار کیوں نہیں رکھتے تاکہ
 کر مائے آب مبتلا سے پاکت و عذاب نہوں یہ سب مراتب احتیاط جبکا
 بیان کیا گیا کچھ دائرہ امکان سے تو خارج نہیں ہیں کہ ناممکن ہونے کے
 عذر سے آپ ان سب التزامات کے ترک میں معذور و مقصود سمجھے جائیں
 اور اپنے تئیں اس دائرہ تکلیف خارج سے خارج متلا کر فراغت پائیں
 البتہ وقت و تکلیف سے یہ التزامات خالی ہرگز نہیں ہیں لیکن ہر گاہ معاف
 اہلک جان حیوان کا آپ کے نزدیک پے سرے کا ظلم اور گناہ قرار پایا ہر
 بیان تک کہ صرف عمل فرج حیوان کو بھی واسطے دریافت کرنے نہایت

یاد دیت کسی فریق کے اپنے کافی دوانی تصور فرمایا ہو تو ایسے معاملہ
 عظیم کے واسطے یہ تمام وقت و تکلیف اڑھانا آپ کا گوئی الواقع امر سیر
 ہی لیکن بمقابلہ ایسے امر عظیم یعنی اتلاف جان کسی حیوان کے اگر حقیقت
 پوچھیے تو نہایت ہی اہم و سیر ہو اور اگر آپ باوجود اس درجہ عظیم
 سمجھنے معاملہ جان حیوان کے کر مہارے آب یا اور حشرات الارض کو
 بلا مشاہدہ عینی تلف کرنے کے سبب سے اپنے تئیں اس معاملے میں
 معذور و بے قصور قرار دین تو یہ عذر آپ کا بعینہ ایسا ہو جس طرح کوئی شخص اپنی
 آنکھ بند کر کے خواہ منہ کے سامنے پردہ ڈالے لکے شائع عام کی طرف بلا حجب
 و وسواس تیرا مذازی یا تشنگ بازی شروع کرے اور ہر روز بہت سے
 راہ گذر و نکو ہلاک کرنے میں اپنے تئیں معذور و بے قصور سمجھ کر خوف
 اتلاف نفوس سے اصلاً نظر سے باقی اگر آپ یہ کہیں کہ مجوزین فوج بھی تو
 کر مہارے آب کے پی جانے اور حشرات الارض کے پانوں کے تلے
 ملنے اور دباؤ میں ہمارے ہدم اور ہم مقدم ضرور ہیں کچھ ہم ہی تہا
 اس قسم کے امور میں گنہگار و خطا دار نہیں ہیں یہ کہنا آپ کا درست فی الواقع
 حضرات مجوزین فوج بھی اس قسم کاموں میں آپ کے ہدم و مقدم تو ضرور
 ہیں لیکن یہ وہ حضرات ہیں جنکے نزدیک خلقت اکثر حیوانات کی صرف
 واسطے تشیع اور انتفاع نوع انسان ہی کی ظہور میں آئی ہو اور نوع حیوان واسطے
 آسائش و انتفاع حضرت انسان کے بحسب خلقت مورد و متحمل انواع مصائب
 و تکالیف کے قرار پائی ہو پس صرف ہونا جان حیوان کا جو کہ صرف آسائش

وانتفاع انسان ہی کے واسطے خلق کی گئی ہے اگر بقصد و ارادہ انسان
 بھی وقوع میں آئے تو بھی اسکے نزدیک عین مقصود و تخیل جانِ حیوان
 ہے فکیف حالت غفلت میں بلا قصد و ارادہ انسان ہلاک و ملت ہوئی
 جانِ حیوان کا اوسکو یہ حضرات کب اس قدر جرمِ سخت سمجھتے ہیں کہ اوسکے
 وقوعِ اتفاقی سے مجرمِ خوبی کی طرح ڈرین اور مرتکبِ جرمِ عظیمہ کا اپنے تئیں
 تصور کریں یوں تو مرتبہ احتیاط بھی ان حضرات میں اس قدر زیادہ تر ہے
 کہ سوا مونیات کے بلا وجہ و ضرورت ادنیٰ ستانا کسی حیوان کا ہرگز
 جائز نہیں رکھتے حتیٰ کہ نباتات تک کو بلا ضرورت قطع و برید کرنا بھی نادر
 جاتے ہیں لیکن معاملہ واجب العمل ساتھ حیوانات کے ان حضرات
 کی نظر تحقیق میں اس طرح پر مقرر ہوا ہے کہ ہر گاہ حیوانات اپنی اصل خلقت
 سے مکلف بالذات تکالیف واسطے استداد اور استمتاع نوع انسان کے
 ثابت ہوئی تو تکلیف وہی حیوانات کے واسطے ان حضرات نے
 قاعدہ عقلی اس طرح پر مقرر رکھا کہ جو تکالیف کہ حیوانات میں حیث
 اصل خلقت موقع و محل اوسکے قرار دیے گئے ہیں اوں تکالیف مقررہ
 کے جائز رکھنے میں اصناف و ہر اس اور تردد و سواس یہ حضرات
 نہیں کرتے تاہم وہ تکالیف جو کہ خلاف اقتضای خلقی حیوانات کے
 ہیں اوں تکالیف کا پونہ پانا البتہ نہایت قبیح اور ظلمِ صریح جانتے ہیں
 پس بموجب اس قاعدہ عقلیہ کے تکلیفِ بیج ان حضرات کے نزدیک
 ظلم نہیں ہے اور تکالیف بھوکا پیاسا رکھنے کی یا زیادہ حد طاقت سے

لا دوسینے کی خواہ حالت بیماری میں لادنے کی یا جو مقدار مدت میں
 کہ باقتضای اصل طاقت کسی حیوان کی اوس سے کام لینے کے واسطے
 چاہیے زیادہ اوس مدت سے کام لینے اور محنت و مشقت دینے
 یا زرد و ضرب میں حد معین مناسب مقتضای تحمل سے زیادتی کرنے کے
 یا حوالے و امور ضروری جاندار کی اوقات ضرورت پر خبر نہ لینے کی اسباب
 تکلیفات کو یہ حضرات نہایت قبیح اور ظالم صریح جانتے ہیں کس واسطے کہ تکلیف
 فیج یعنی صدمہ موت کا تو ہر حیوان بحسب اقتضای خلقت موقع و محل ہی
 مقرر ہو چکا ہے اور اس تکلیف سے اس کو ہرگز گریز اور چارہ ہی کی سیلج نہیں
 ہو سکتا بخلاف اور تکالیف مصرحہ بالا کے کہ بہونچنا اور ان تکالیف خاصہ کا
 اقتضای خلقت حیوانی سے بالکل خلاف ہے لہذا ایسی تکالیف کے ساتھ
 مکلف کرنا حیوانات کا ان حضرات کے نزدیک نہ اس قدر سزا دہنی عقل و انشا
 ہی یہ ہے مختصر کیفیت عمل و اعتقاد حضرات مجوزین فیج کی سچ معاملہ و حیوانات
 کے جن حیوانات کے وجود پر حجت و ثبوت واجب ہے کارہای انسانی کا دار و مدار
 قرار دیا گیا ہے اور بعض حیوانات خفیف و ضعیف خارج از بحث مثل
 حشرات الارض و کرمهای آب ان حیوانات کے باب میں طریق انیق
 حضرات مجوزین فیج کا یہ ہے کہ تا حدیسر و عدم حقوق حج و وقت کے ان
 حیوانات کے ہلاک و اتلاف سے بھی محترز رہنا واجب جانتے ہیں
 اور بلا ضرورت کسی اوسے اوسے جاندار کا بھی ستانا جائز نہیں
 رکھتے لیکن اس حفظ و احتیاط میں اوس قدر کوشش و اہتمام کرنا کہ

کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا کریں اور منہ پر ہر وقت کپڑا باندھے رہیں
 اور بدن کا لاکھال حفظہ احتیاط کی بات بھی نگہین اور نامحسوس کپڑوں کی
 خوف تلف سے پانی پینا چھوڑ دیں صرف پتھر کے چھنے ہوئے پانی یا اور
 کسی تیسیر سے صاف کیے ہوئے پانی یا افشردہ فواکہ و نباتات پر رعایت
 و انکشاف کریں اس درجہ غایت اہتمام اس حفظ و نگہداشت میں یہ حضرات اپنے
 اوپر واجب کیا بلکہ جائز بھی نہیں سمجھتے تاکہ حملہ کار و بار دینی و دنیوی سے
 انھیں خیالات میں اپنے تئیں معطل نہ کر دیں رفع وقت و وجہ انسانی
 بنین مقصود و وجود حیوانات قرار دیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانات کے سبب سے
 انسان ایسے ایسے خیالات میں مبتلا ہو کر شب و روز وقت و وجہ
 میں گرفتار رہے اور اس درجہ منساب و تکلیفات کو اپنے اوپر ہر وقت
 سے ہاں حضرات منکرین فحج کو ایسے وقت و شقت کا اہتمام و التزام
 البتہ فرمودہ ہے **إِذَا ابْتُلِيَ الْإِنْسَانُ بِكَلِمَتَيْنِ كَاخْتَارَ أَهْوَاهُمَا**
 بقابلہ قتل نفس حیوانی کے تحمل ان سب وقوتوں کا درحقیقت امون امور
 ہر کس واسطے کہ اکلاف نفس حیوانی او کے نزدیک نہایت سخت گناہ ہر
 پس سوا اختیار ایسی وقوتوں اور شقتوں کے اس گناہ سے بچنے کے
 واسطے بھلا اور کون سی راہ ہر گناہ معاملہ جان حیوان سخت عظیم قرار پایا
 تو حقیر سے حقیر جاندار کی جان کو بھی بسبب صغیر جثہ کے کم حقیقت سمجھنا
 نہیں چاہیے کیونکہ گو جثہ اس کا صغیر ہو لیکن معاملہ جان تو نہایت عظیم و
 کبیر غرض کہ مجوزین فحج تو کر مہاسے آب اور دیگر مشرت الارض کے جرم

میں بموجب اپنی تحقیق و اعتقاد کے مجرم و خطا وار نہیں ہو سکتے لیکن
 منکرین فیج اپنے ادعا اور اعتقاد بے بنیاد کی رو سے پانی پینا اور
 رستہ چلنا تو ایک طرف سانس لینے میں بھی بعض اوقات مجرم و خطا و
 قرار دیے جاسکتے ہیں ایک التزام بالایلزام کے ادعا کے سبب سے
 ان حضرات پر ایسی مصیبت سخت لازم آتی ہے جو جس مصیبت سخت سے
 جان بری ان حضرات کی سخت دشوار ہے ایسے محل پر ان حضرات کو
 فتنہ منکون المصطفیٰ قائم تحت الخیر اب کا مصداق سمجھنا لائق و سزاوار ہے
 مقصد ششم از آنجا کہ خداوند حکیم مطلق نے نوع انسان کو قبضہ و
 تصرف انتظام اس عالم کا دیا ہے اور قوت عقل و تدبیر سے حجابہ مخایات
 پر تصرف اور فرمان فرما مقرر کیا ہے لہذا جس طرح اپنے نوع کے اعراض
 اور مصالح کے واسطے یا اور انواع حیوانات جسے حوائج ذاتی اسکی
 متعلق ہوا کرتی ہیں اوسکے حفظ و منافع کے واسطے قتل کرنا اکثر جانوں
 موزی کا خواہ درندہ ہوں یا زہر دار بحکم عقلی و شرعی اوسکو جائز و مناسب
 بلکہ لازم و واجب ہوا کرتا ہے اس طرح اشرف اور انفع کی مصلحت اور ضرورت
 سے احسن انقاص کا قتل کرنا بھی اسکے واسطے عین صواب اور بحکم عقلی
 متفق علیہ حکم عقلی اولی الالباب ہے دیکھو اگر کسی گھوڑی یا گائے
 کے زخم ہو کر کٹے پڑ جاتے ہیں تو استعمال دوا وغیرہ سے اہلک ہوں
 کیطرون کا ہر انسان عاقل باقتناع عقل عین عدل و انصاف
 سمجھتا ہے اور فقط ایک جان کے حفظ و انتفاع کے واسطے سیکڑوں

نہ ہارون کی طرح جاننا بلکہ اندیشہ و مبالغات اور بدون خیال و احتمال ظلم
 کے مار ڈالتی ہے اور کوئی عاقل اس کے اس فعل کو ناپسند اور خلاف انصاف
 تصور نہیں کرتا اگر کوئی شخص کہے کہ یہ کیڑے بھی اور درندوں اور زہر دار
 جانوروں کی طرح موزی ہیں اس واسطے قتل و اہلاک اٹھا جائے پھر اگر تو
 جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کیڑے تو مثل درندوں اور زہر دار جانوروں کے
 ہرگز موزی نہیں ہیں بلکہ خود یہ بیچارے نہایت عاجز و ناتوان ہیں نہ موزیا
 زہر دار میں انکی شمار ہے نہ اور موزیات کی طرح کسی دوسری جگہ سے چل کر فقط
 اس جانور کی ایذا رسانی کے واسطے آئے ہیں بلکہ حق تعالیٰ نے انکو
 خود اسی زخم میں پیدا کیا ہے اور یہیں انکا رزق مقرر بھی رکھا ہے اور انکو
 مقرر کے کھانے میں اور کاٹنے میں یہ بیچارے محض مجبور ویسے تصور
 کچھ مثل اور موزیات کے بسبب خوف یا عداوت خواہ محض افسوس
 طبعی بیش زنی کے سبب سے نہیں کاٹتے پس اس صورت میں ان بیچارے
 ساجدوں کے اہلاک کو انسان کس واسطے قرین عقل و انصاف تصور کرتا ہے
 مگر یہ کہ عقل انسانی واسطے جلب منفعت اور دفع مضرت نفس اغراض و اشرف
 کے گو وہ نفس اغراض و اشرف ایک ہی کیون نہواستند نفوس احسن نقص کے
 اہلاک کو بے تامل و وسواس اور بلا اندیشہ حیر و ظلم جائز سمجھتی ہے اور کس طرح
 جائز سمجھے کہ نفس اغراض و اشرف کو ساتھ نفوس احسن و نقص کے ایسی نسبت
 نہ ہو کرتی ہے جس طرح روح کو ساتھ اعضا کے یا مثلاً لباس کو ساتھ اور
 پتھروں کے پس اگر کسی روح کے حفظ و بقا کی ضرورت سے ایک عضو یا

چند اعضا می حیوان خواہ انسان ذی روح کے قطع کیے جائیں یا ایک
 پارہ الماس کے واسطے بہت سے خرف پارے یا سنگ پارے سے
 ضائع کر دیے جائیں تو ایسی قطع و قلع تو درحقیقت خلافت عقل و
 انصاف کی طرح تصور نہیں ہو سکتی اور بجلایہ دونوں مثالیں تو صرف
 جسم انسان اور جان حیوان ہی کے جواز جرح و قتل کی بیان کی گئیں اگر
 حقیقت پوچھے تو خود نفوس اشرف انسانہ کا قتل بھی واسطے مصلحت
 اغراض و انفع کے عقلاً اور آئیناً بالیقین مباح بلکہ بعض مواقع ضروری میں بہت
 ضروری تصور کیا گیا ہے جس طرح قتل کرنا اور قتل کرانا بہت سے نفوس عوام
 مردم کا واسطے استخلاص ایک ایسے شخص کے جو کہ نہایت درجہ عالم اور عاقل
 یکتا سے روزگار ہو یا مثلاً جنگ میں ایک شخص عاقل مدبر یکتا سے روزگار
 کے حفظ و استخلاص کے واسطے بد با عوام مردم کا قتل مجوز اور عین
 صواب جانتا ان سب مثالوں نے یہ بات بخوبی ظاہر و باہر ہو کر کہ مصلحت
 اغراض و اشرف کے واسطے حق نقص کا تلف کرنا یا تلف ہونے کو جائز
 رکھنا کسی نوع سے بھی خلافت عقل و انصاف نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ یہ
 سب صورتیں دفع مضار کی ہیں پس دفع مضار کہ حالت اضطرار ہے اس کے
 واسطے اتلاف نفوس حسیہ جائز ہے لیکن جلب منافع اختیاری جس طرح
 اکل لحم اور سکے واسطے اتلاف کسی نفس کا خواہ وہ نفس نفس حسیہ ہو
 یا نفسیہ ہرگز جائز نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ دفع مضار اور جلب منافع کے
 درمیان میں جو تہمت فرق بیان کیا اور مرتبہ اول کو ضروری اضطراری

اور مرتبہ ثانی کو غیر ضروری اختیاری قرار دیا اول تو ہیکہ اسی میں بحث و
 کلام ہو چکے واسطے کہ ہر ایک مرتبہ دفع مضرت کو ضروری احتیاری اور
 بھی ہر ایک مرتبہ جلب منفعت کو غیر ضروری اختیاری ہونا کیا ضروری ہو بلکہ
 بعض مضرات نفیضہ کے دفع سے بعض منافع سلیبہ کا جلب بیاہج زیادہ تر
 مقصود اور ضروری ہوا کرتا ہو پس کیا ضروری ہو کہ منافع فعل فوج کے دفع
 مضار کے مرتبہ سے خفیف و ضعیف ہی ہوں و لو فرضنا اگر خفیف و
 ضعیف ہوا منافع فوج کا مرتبہ دفع مضار سے مطلقاً مان بھی لیا جاسکے تو
 اس صورت میں بھی ہم یہ کہیں گے کہ دفع مضار اور ضرورت احتیاری کے
 واسطے تو خود نفوس شریفہ انسانی کا اہتمام باخلاص جائز ہو پس اگر نفوس
 حیوانی کا بھی مرتبہ اتنا ہی ہوا تو تفاوت مرتبہ نفوس حیوانی اور نفوس
 انسانی میں کچھ نہ کھڑا لہذا عقل مجوز ہو اس امر کی کہ جس طرح دفع مضار
 کے واسطے اہتمام نفوس شریفہ انسانیہ جائز ہو اسی طرح جلب منافع کے واسطے
 اہتمام نفوس خسیہ حیوانیہ بھی بالضرور جائز ہو کیونکہ جو مرتبہ بعد و تفاوت کی
 زیادتی کا درمیان مراتب ضروری احتیاری اور غیر ضروری اختیاری کے
 فرض کیا جائے مراتب انسان و حیوان تو اس مرتبہ بعد و تفاوت سے
 بھی زیادہ ترعیب و متنوع تفاوت شدید واقع ہیں علاوہ اسکے ہم کہتے
 ہیں کہ ہر گاہ دفع مضار کے واسطے خود ہتھاری عقل نے قتل حیوان بلکہ
 انسان کو بھی جائز رکھا حالانکہ ہتھاری عقل کچھ خالق جان انسان یا حیوان
 کی نہیں ہو پس اگر خلاق عالم نے واسطے جلب منافع کے جانوروں کے

کے فوج کو جائز ٹھہرایا تو کیا مخدور لازم آیا اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہم کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ تحارکہ صرف دفع مضار اور حالت اضطرار ہی کی صورتوں میں اتلاف نفوس کی سبب سے قلاً جائز رکھا گیا ہے اور مسئلہ مذکورہ بالا صورت دفع مضار اور حالت اضطرار ہی کے ہیں نہ صورت جلب منافع اور حالت اختیار کے دعویٰ سے غیر صحیح ہے کیونکہ مسئلہ مذکورہ بالا کو بطور صورت دفع مضار اور حالت اضطرار کی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو درحقیقت یہ مسئلہ اصل صورت جلب منافع اور حالت اختیار کی ہیں نہ صورت دفع مضار اور حالت اضطرار کی خیال کرو کہ گھوڑے کے زخم کے کیرٹوں کو جو ہلاک کرتے ہیں گو اس ہلاک کرنے کا سبب ظاہر دفع مضرت اس ہی نظر آتا ہے لیکن اصل سبب ان جانداروں کے ہلاک کا جلب انتفاع ہے صحت و سلامتی آپ کے واسطے صاحب آپ کے واسطے شخص عالم یا عاقل کیلئے روزگار کے واسطے جو سیکڑوں نفوس عامہ انسانی کا قتل کرنا اور قتل کرانا جائز ٹھہرایا گیا ہے تو اس صورت میں بھی گو بطور سبب اس تجویز کا دفع مضرت شخص عالم و عاقل ہی معلوم ہوتا ہے لیکن بدیدہ غور اگر ملاحظہ کیا جائے تو اصل سبب اس تجویز کا صرف ترصد جلب انتفاع ہی واسطے نفوس انسانی کے بقا ہے شخص عالم و عاقل سے والا اگر قطع نظر ترصد انتفاع مذکور سے کیجائے تو گو وہ شخص عالم و عاقل کیسا ہی بے مثل و بیگانی ہوگا سہی لیکن وہ کالیست تو اس کی اور سبکی ذات خاص کے واسطے ہے اور نفس

کراشت بشری اور شرافت انسانی میں حبلہ افراد انسانی شریک ہیں پس
 کسی طرح اہل انسانی سیکڑوں نفوس کا ایک نفس کے واسطے اگرچہ وہ نفس
 کامل غصہ کیوں ہو جائز تصور ہو سکتا ہے سو اس کے کہ چونکہ وجود مرد عالم و عقل
 سالانہ روزگار سے اور افراد نوع انسانی کے واسطے حصول انواع منافع
 کی امید ہے لہذا بطلب منافع کی نظر سے اہل انسانی نفوس کثیرہ کا اس ایک
 نفس کے بقا کے واسطے تسلماً جائز ٹھہرا اور خلاف انصاف تصور نہیں
 حاصل کوئی شبہ نہیں اس بات میں کہ مصلحت باغ و اشرف کے واسطے
 کو وہ مصلحت قسم دفع مضرت سے ہو یا جنس حصول منفعت سے اہل انسانی نفوس
 حیوانیہ کا جسے کہ نفوس انسانیہ کا بھی عقلاً جائز تصور کیا گیا ہے بلکہ مدوح و
 مستحسن قرار دیا گیا ہے پس اس صورت میں جائز یا محسن ثابت ہونے فرج
 جانوران ماکول اللحم کے واسطے صرف سبب جلب منافع نوع اشرف انسانی
 ہر سبب کافی و دوائی تصور ہو سکتا ہے اثبات مرتبہ دفع مضار اور حالت
 اضطرار کی کچھ احتیاج نہیں مہذا اگر آئندہ مرتبہ دفع مضار اور حالت اضطرار
 کا بھی ثابت ہوا تو نور علی نور ہوگا مقتضی ہر قسم ایک قاعدہ مقرر اس
 جہان کا یہ ہے کہ لو کہ چاکر محکوم منوں اشخاص کسی موقع ضرورت خاص پر اپنے
 آقا اور حاکم اور ولی النعم کی اتباع مرضی اور کار براری کے واسطے جان
 عزیز صرف کر دیئے کو عین اقیقتاً سے شرافت و انسانیت جانکر پروا نہ دے
 شمار ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی عاقل او بنگے اس مرتے اور جان شمار کرنے
 کو مذہوم و ناپسند نہیں کہتا یہاں تک کہ اگر حاکم ولی النعم ارادہ مہم جاگیر لودا

واتباع و اشیاع میں برسرِ ناحق بھی ہو تب بھی اشخاص ملازم و محکوم و
 ممنون کو جان نشاری اور کار براری آقائی و لیٰ انہم میں سب اہل زمانہ غالباً
 معذور و بقیہ دہری جانتے ہیں بلکہ مستحقِ تفریق و توصیف کمالِ نفوت و
 مردانگی کا جانتے ہیں گو خود اوس حاکم و لیٰ انہم کو ارادہ خاص ناحق کوئی
 کے سبب ظالم و ظلا و ارشمار و مستحقِ نفرین و ملامت اہتیار کرین پس اگر
 حاکم و لیٰ انہم ارادہ مہم مذکور میں جاوہ انصاف سے انحراف نہ کرتا ہو تو
 اوس وقت تو اوس حاکم و لیٰ انہم کو بھی املات جان تو سلیں گے جرم میں
 کوئی شخص محروم و ملین و ملامت نہیں جانتا بلکہ اگر وہ حاکم و لیٰ انہم ارادہ مہم
 مذکور سے باز رہے اور اوس باز رہنے میں بعض شائع و قباحت اور
 فتن و فسادات پیش آئیں تو اس طرح کے اوسکے باز آنے اور جان بچانے
 کو سب خاص و عام مستوجبِ ملامت و الزام تصور کیا کرتے ہیں غرض جان
 کسی نکلے اور ممنون اور تابعدار کی موقع ضرورت حاکم و لیٰ انہم پر یہ سلیع جان
 کے واسطے موجبِ ملامت ہو اگر تہی نہ ہو حاکم و لیٰ انہم کے واسطے باعث
 ندامت ہر گاہ اس قاعدہ مقررہ نام اور دستور سلم و مقبول حملہ خواص و عوام
 کو معلوم کیا تو اب جانتا چاہیے کہ جو محکوم اور خدمتگذار ہمارے کہ جنس حیوان
 سے ہیں اور فقط ہماری تابعداری اور کار براری ہی کے واسطے پیدا کیے
 گئے ہیں وہ سب محکوم اور خدمتگذار تو حکم خداوند متع و خلاق حقیقی نسبت
 و خواری اور محکومی اور تابعداری ہماری میں ہمارے ان مجبوس محکوموں اور
 خدمتگذاروں سے بھی زیادہ تر محکوم و محقر مقرر کیے گئے ہیں کس واسطے

کہ خادمان و محکومان ہر جنس کچھ مملوک ہمارے نہیں واقع ہوئے بلکہ باعتبار
 شرافت نوعی اور بختی کے کرم و جلیل واقع ہوئے ہیں نہ مہتوں ذلیل بخل
 ان جانوروں کے کہ یہ ہمارے مملوک کر دیئے گئے ہیں اور ہمارے مقابلے
 میں نہایت ذلیل اور کم قریب دیکھے گئے ہیں پس ہر گاہ خادمان محکومان
 جنس اشرف انسان کا باجماع حکم و مرضی حاکم و آقا خدا ہو جانا خلاف عدل و
 انصاف نہیں تصور کیا گیا تو خدا ہونا خادمان و محکومان جنس النقص حیوان
 کا جو کہ صرف ہماری تابعداری اور کارباری کے واسطے اس خلقت سے
 ذیل محکوم پیدا کیے گئے ہیں بلکہ مملوک بھی ہمارے کر دیئے گئے ہیں
 کب خلاف انصاف اور دوزار عقل و نظر تصور ہو سکتا ہے ہر ماہی تو سم کہ
 خادمان و محکومان ہر جنس انسان تو خود اپنی خوشی خاطر و جان دہی اور ضرورت
 کیا کرتے ہیں کوئی دوسرا کیڑا جگر اور طے یہ کام نہیں کرتا بخلاف نوران
 مذہب کہ یہ بیمار سے پکڑا جاکر زبرد قریب کیے جابا کرتے ہیں خادمان ہر جنس
 غیر مملوک کی طرح اپنی خوشی خاطر سے فدا نہیں ہوتے اور اقتضای شرافت
 انسانیت سمجھ کر جان عزیز اپنی نہیں کھوتے جواب سکا یہ ہے کہ حیوانات کچھ انسان
 کی طرح صاحب عقل و شعور و فاعل مختار تو ہیں نہیں کہ خادمان ہر جنس انسان کی طرح ادنیٰ
 ضروری حاکم ولی نعم پر بخوشی خاطر خود سرگرم فرمانبرداری و کارباری ہو جائیں اور بلا
 دخل و ضرورت تحریک کی سائق اور قائم اور محرک کی موقع ضرورت پر کام آئیں بلکہ ہر
 خدمت و کارگزاری ان حیوانوں کی لا عقل ہو سبب قید بند و زبردستی ہی ہے
 ہو قوت ہمارے ہی ہر اگر لای عقل نہ ہو تو خدمت گزاران جنس انسان کی طرح

ہر ایک کام مقررہ اپنا باقید و بند و زود و ضرب کس واسطے نہ بجا لائے اور
 دم دم کے بعد کوڑے اور چاکیں کیلئے کھائے پس جس طرح اور ہر ایک
 کام کا سر انجام اسے ہوا کرتا ہے اسی طرح ان کے فدا ہونے کو بھی تصور
 کرنا چاہیے زود و ضرب و قید و بند تو ان کے ہر ایک کام کے واسطے لازم
 و ضروری اس زود و ضرب و قید و بند سے ناجائز سمجھنا کسی ان کے مصرف و
 کارگزاری کا کب مقتضائے عقل و شعور ہے اور ہر گاہ موقع ضرورت منعم و
 آقا پر خود انسان عاقل کا بخوشی خاطر خود فدا ہو جانا قرن عقل و انصاف
 ہے تو جانور ان لایق کا ایسے موقع پر یقیناً و بند صرف میں آنا بخیر عقل و نظر
 سے کب خلاف ہے اگر اس جگہ کوئی یہ بات کہے کہ جو کچھ بیان جواز جان شای
 اتباع و محکومین کیا گیا بیان جواز موقع ضرورت کا تھا اور بیخ کرے جانور
 کے واسطے کوئی ضرورت داعی نہیں ہوتی لہذا بسبب تفاوت مرتبہ ضرورت
 و عدم ضرورت کے صورتیں مذکور تین سے قیاس ایک صورت کا دوسری
 صورت پر کیونکر متصور ہو سکتا ہے جواب اس کا یہ کہ مراد موقع ضرورت سے اس
 جگہ نہ کوئی ایسا امر ضروری ہے کہ جسکے بدون چارہ اور گزارہ ہی نہ ہو سکے
 بلکہ اصل مراد موقع ضرورت سے صرف ایک جلب نفع واقعی یا دفع ضرر
 واقعی ہے کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے کیجائے خیال کرو کہ اگر ایک
 شخص ذی حق نے اپنے کسی باغ یا زمین یا مکان حق موردی لینے
 کے واسطے باوجودیکہ وہ ذی حق محتاج اس حق موردی لینے کا
 اصلاً منتہا قصد و دعویٰ کیا اور کوئی مفسد و غاصب تحصیل حق واجب

اوس ذمی حق کو مانع ہوا اور نویت بحث و تکرار تا بجا نہ گئے پیکار پونہچی
 اور چند اشخاص ملازمین و اتباع اس ذمی حق کے اوس جنگ و پیکا
 میں شامہ ہو گئے تو اس صورت میں اگرچہ جنگ و مناظرہ اوس حق
 واجبی کے واسطے ذمی حق مذکور کو ضرر تو کسی طرح نہیں تھا لیکن باوجود
 عدم احتیاج و ضرورت کے بھی اگر ذمی حق مذکور نے اپنا حق واجبی سمجھ کر
 اوس حق واجبی کے استحصال اور استخلاص کے واسطے خواہ مخواہ جد و جہد
 اور اصرار و تکرار کر لیا اور اوس جد و جہد کو کشت و خون کی حد تک پہنچا دیا
 تو کوئی شخص ذمی حق مذکور کو اس جد و جہد طلب حق واجبی کرنے میں کشت
 و خون اتنا ملے و محکومین کی اوس جد و جہد کے سبب جائز رکھنے میں ظالم و
 نا انصاف ہرگز نہیں کہتا بلکہ بعض مواقع اور حالات میں تو ذمی حق مذکور کو
 تمام خواص و عوام سزاوار حد نہایت حد میں و آخر میں جانا کرتے ہیں پس اس
 بات سے بخوبی ثابت ہوا کہ مروج یا غیر مروج ہونا تجویز جان شاری اتباع
 محکومین کی صورت صرف موقع ضرورت نا چاری اور حالت بے اختیاری پر
 موقوف و منحصر نہیں ہوتا بلکہ مراد موقع ضرورت سے اوس جگہ فقط ایک
 طلب نفع واقعی یا دفع ضرر واقعی ہے کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے
 کی جائے رہا یہ کہ امر غیر ضروری کو ضروری کے ساتھ کیوں تعبیر کیا ہوا
 اسکا یہ ہے کہ کمال خواہش اور اصرار واقعی ولی النعم کے سبب امر غیر ضروری
 اوس موقع خاص پر ضروری الاستحصال خیال کیا جاتا ہے لہذا اطلاق ضروری
 کا اوس غیر ضروری پر آتا ہے پس اگر کوئی شخص اسجگہ بات کہے کہ کو موقع

مذکور در اصل ضروری نہیں ہوتا لیکن بعد وقوع جبر و کد اور اصرار و تکرار ^{صحیح} بخلاف
 کے تو بالیقین ضروری ہو جاتا ہے لہذا جان نثاری موقع مذکور و حقیقت ^{جان نثاری}
 موقع اشد ضرورت ہی ہوتی ہے غیر ضروری تصور کرنا اور اسکا نہیں چاہیے جو
 اسکایہ ہے کہ گو موقع مذکور بعد وقوع جبر و کد اور اصرار و تکرار ^{صحیح} متنازعین کے ضروری
 مقصور ہو لیکن دراصل تو وہ موقع موقع غیر ضروری ہی ہوتا ہے نہ ضروری ہے نہ
 اگر کسی ذی حق نے باوجود یقینی سمجھنے اس بات کے کہ اگر میں طلب فلا
 حق واجب اپنے میں جبر و کد اور اصرار و تکرار کر دیکھا تو نوبت جنگ پیکار اور
 کشت و خون کی ضروری آئیگی ابتدا سے فقہاء ہی سے صورت و نوع
 کشت و خون بلا ضرورت کو جائز رکھتا ہے بھی طلب حق واجب کرنے اور
 طلب حق واجب کے سبب کشت و خون جائز رکھنے میں ذی حق مذکور
 کسی فرد بشر کے نزدیک ظالم و نا انصاف ہرگز نہیں قرار پائیگا نہ مفسد
 و فتنہ انگیز نہ ناجائز کا حاصل طلب حق واجب کے واسطے گو وہ حق واجب
 محتاج الیہ ضروری ہو یا نہ ہو تجویز جان نثاری اتباع و محکومین عقلاً غیر مخطور
 ضرور قرار دی گئی ہے لہذا جو جانور کہ اصل خلقت سے محکوم اور تابع ہمارے
 ہیں اور گوشت و پوست اور ہمارے ملکیت خاص سے کر دیا گیا ہے اگر اس
 ملکیت خاص اپنی میں قصداً طلب انتفاع ہمنے کیا اور اس انتفاع واجب کے
 حاصل کرنے کے واسطے ان اپنے محکوموں اور مملوکوں کی جان نثاری
 کو جائز ٹھہرایا تو کوئی امر اس میں خلاف حکم عدل و انصاف کے لازم نہیں آیا
 مقصد شہم قتل کرنا سانپ اور بچھو وغیرہ کا قبل اسکے کہ وہ اپنا

پونجاپین صرف احتمال مسرت کی نظر سے اور بھی مارڈان کھٹل اور سپو اور مچھر
 وغیرہ کا ایک جوہم خفیف کے سبب سے جو تمام عتلا می رہہ زنگر بلا بحث و تکرار
 جائز رکھتے ہیں اور یہ طرح خلاف عقل و انصاف نہیں سمجھتے اس سے یہ بات
 ظاہر ہو کر کہ صرف احتمال اندیشہ مسرت نفس شرف انسانی یا حقوق تکلیف
 خفیف نفس شرف انسانی کے سبب سے ہلاک کرنا کسی نفس نقص حیوانی
 کا مثلاً خلاف اور منافی عدل و انصاف نہیں ہو تا پس ہر گاہ صرف احتمال
 اندیشہ مسرت کے سبب سے یا ادنیٰ مرتبہ بحقوق مسرت کے سبب ہلاک کرنا
 بعض جانداروں کا مثلاً جائز ٹھہرا تو منفعت یقینی اور منفعت اعلیٰ کے واسطے
 فریج کرنا بعض جانداران ماکول اللحم کا کس واسطے جائز نہیں ہو سکتا اسحق ہر گاہ
 اس جہان میں نفس انسانی ہی اصل مستفود ہو کر اور اس کے نفع و ضرر پر ہر چیز
 کے بود و وجود کا مدار و اعتبار ہو کر اور تمام حیوانات اس کے منافع و مصالح
 ذاتی کے واسطے پیدا کیے گئے ہیں اور مرتبہ انسان کا تمام حیوانات سے
 بحکم عقلی اس درجہ اجل و اتم اور اشرف و عظیم واقع ہوا ہے کہ ادنیٰ درجہ ہر
 انسان کی خیال بلکہ مجبر و احتمال سے بھی ہلاک کرنا بعض حیوانات کا بلا خلاف
 قرین عقل و انصاف قرار پایا ہے تو اس قیاس سے یہ بات بخوبی ثابت ہے
 کہ حضرت انسان کی تو مسلمات احتمالی اور منفعت ادنیٰ بھی مرتبہ جان حیوان
 پر راجع و واقع ہے یہ جہی مسلمات اعلیٰ اور منفعت یقینی اس کی کہ ان دونوں
 مصالح و منافع انسانی کا مرتبہ تو مرتبہ جان حیوان سے بحکم عقل و نظر اور
 بھی بکلی بالترتیب ہونا چاہیے پس مسلمات اعلیٰ اور منفعت یقینی کی نظر سے

فیج بعض حیوانات کا جواز مثل جواز قتل بعض جانوران مذکورہ بالا کے
 اور بھی زیادہ تر قریب عقل و لطف ثابت مقصد شہم جو جانور کہ فیج ہی
 کے واسطے گویا مخصوص ہیں یعنی بحسب عادت ستمہ لکھامی افراد یا غلب
 افراد نوع انسانی کے تقدیر کا دار و مدار انھیں پر قرار پاتا ہے اور ان
 کے انواع خاصہ میں کثرت اور برکت افرادی اس درجہ پائی جاتی ہے کہ
 اور تمام انواع حیوانات میں سو حصہ سے ایک حصہ بھی اوس کثرت و
 برکت کا نظر نہیں آتا اور یہ غایت کثرت اور برکت افرادی ان انواع
 خاصہ کی ایک امر یہی ہے کہ محتاج بنیہ و برہان و تشریح و بیان کی سرگزین
 معجزہ عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ کثرت و برکت افرادی ان انواع خاصہ کی
 محض تباہی غیبی سراسر مخالفت اسباب مقررہ کارخانہ عالم کے واقع ہوئی
 ہے کہ اس واسطے کہ اسباب مقررہ کارخانہ عالم کا اقتضا تو یہ چاہتا تھا کہ گائین
 اور بکریاں بہ نسبت گٹ خوف اور اور جانوران درندہ کثیر الوالدت کے
 کمتر نظر آتیں بلکہ پائی ہی بنجائیں کو واسطے کہ گاؤں اور بکری کی پیدائش
 بہ نسبت ان اور جانوروں کے نہایت اقل تحلیل ہوگا و م کے صرف
 ایک بچہ ہونا اور بکری کے بچوں کا فقط ایک یا دو نہایت تین یا بالآخر
 احیاء چار تک شمار ہونا اس قلت پیدائش پر بہت ظاہر دلیل ہے کہ
 سگ و خوک اور بعض جانوران درندہ کے کہ یہ جانور آٹھ آٹھ سپتے
 تک بھی جبار کرتے ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے کثرت پیدائش میں اس
 حد و شمار سے بھی زیادہ گزرتے ہیں یہ تو کیفیت ان جانوران اکول و

غیر ماکول کی سیدائش کی بجز اب سینے حال ان کے انعام و اقسام کا
 سب اور جانوران دندہ کو تو کوئی کھانا ہی نہیں رہا خیر اگر بعض اقوام
 اوکو کھاتے ہیں لیکن گائے اور بکری کے گوشت کا کھانا ان اقوام
 اکلین کم خیر میں بھی اغلب اشہر اور بہ نسبت اکل کم خیر کے زیادہ تر
 مقررہ علاوہ اسکے اکل گاوٹ علی الخصوص اکل کبش و غنم ایک مرسوم ہے کہ
 تمام اقوام ہتھائی بعض شاد کے اکل کم کبش و غنم واقع ہوئے ہیں
 پس باوجود نہایت قلیل الولادت ہونے جنس بقرو غنم کے بہ نسبت
 احساس جانوران مذکور دیگر بچ ہونا ان دونوں جنس بقرو غنم کا علی الخصوص
 جنس غنم کا ہند زیادہ تر جاری ہے کہ تمام روئے زمین میں ہر روز ہزاروں
 بلکہ لاکھوں کروڑوں افراد نوع بقرو غنم کے بار بچ ہوتے رہتے ہیں
 ساتھ اسکے کثرت افرادی بقرو غنم کی پختہ ہونا جانوران دیگر کے
 استقدر دیکھی جاتی ہے کہ جبکہ کچھ حد و حساب ہی نہیں بیان تک کہ جانوران
 دیگر بہ نسبت اس کثرت بحد وعدہ کے محض معدوم معلوم ہوتے ہیں کہ
 ظاہر ہے کہ یہ کثرت و برکت افرادی مخالف اسباب محض کثرت و برکت ہی
 مویدین التدریج واقع ہوئی ہے ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو اب چاہئے
 کہ بسبب ظہور اس کثرت و برکت بحد وعدہ کے و دلیل سے ان انواع
 خاصہ مخصوص بالبرکت کا واسطے رزق افراد نوع انسانی کے مخلوق اور
 مخصوص ہونا ثابت اور تحقیق ہے دلیل اول یہ کہ تجربہ اور تفحص کر رہے
 ہے یہ بات بخوبی دریافت کی گئی ہے کہ جملہ مخلوقات عالم میں غایت کثرت

اور ساتھ کثرت کے اس درجہ برکت کسی شیئر کی نہ کو کتنا ہی اوسکو گنتا میں
 اور صرف میں لایین تصرفات جیہ وعدہ کے سبب سے کی طرح گھٹ نہاے
 اور کمی اوسکی اسلما نظر میں نہ آئے یہ غایت کثرت و برکت نہیں ہوتی مگر اوس
 مخلوق میں کہ جسکو خالق عالم نے آذوقہ کسی دوسری مخلوق کثیر الافراد کا مقرر
 فرمایا ہو اور دوسری مخلوق کثیر الافراد کی پرورش ہی کے واسطے خاصہ
 خلق اور اسکا وقوع میں آیا ہو چنانچہ نباتات میں بھی غایت کثرت و برکت اور
 انواع خاصہ کے واسطے عنایت ہوئی ہو کہ جسکو کسی نوع یا انواع حیوان
 کثیر الافراد کا آذوقہ مقدر مقرر فرمایا منظور تھا باوجودیکہ اقسام نباتات
 کی بیکر وعدہ میں مگر اقسام غلہ جات جو کہ غذای انسانی ہونے کے واسطے
 پیدا کیے گئے ہیں یا جو اقسام نباتات کہ مخصوص کی گئی ہیں واسطے علف
 گھوڑوں اور گائوں اور بکریوں وغیرہ انواع کثیر الافراد کے اوسکے برابر
 کثرت و برکت اور کسی قسم اقسام نباتات میں پانی نہیں جاتی پس چونکہ
 یہ انواع خاصہ جانوران ماکول اللحم بھی اسی قسم کثرت و برکت کے ساتھ
 پیدا کیے گئے ہیں اور کوئی نوع نہایت کثیر الافراد جسکی غذا لحم ہوا اور
 ان انواع کثیر الافراد ماکول اللحم کے کھانے اور رزق بنانے کے
 واسطے باہم کثرت و برکت بیکر وعدہ کافی و وافی ہو سکے سو انواع
 انسان کی اس جہان میں پائے ہی نہیں گئے لہذا حکم نقص و حصر
 اور نظر کرنے احوال و امثال عالم کون و فساد کی ایسی کثرت بیکر وعدہ
 اور برکت غیبی مخصوص بالرزق کے ساتھ ان انواع مذکورہ کے خاص

ہونے سے مخلوق ہونا ان انواع خاصہ کا واسطے رزق نوع انسانی
 کے بالبداہت ثابت ہر دلیل دوم ان انواع خاصہ کے واسطے رزق نوع
 انسانی کے مخلوق و مخصوص ہونے کے یہ کہ اگر ساتھ اس کثرت بحدیہ
 عد کے فیج اور اکل ان جانوران ماکول کا مخرج و معمول نکلیا جاتا تو ادھر
 عمر حیات ان کے سے تازان بعد المات بحوق انواع قبائح و اشکالات
 کا لایم آتا لیکن قبائح و اشکالات و آخر عمر حیات جو کہ غایت مرتبہ ضعف
 و انحطاط تک زندگی بسر کرنے اور از خود بلا فیج مرنے ان جانوروں کے
 سے خود واسطے ان جانوروں کے باعث بیخ و مضیبت نشہ ہوتی بلکہ
 اس بیخ و مضیبت شدہ سے راحت و تسلیش نوع انسان کو بھی کھوتی
 چند قسم قبائح و اشکالات میں بیان مضم اول قبائح و اشکالات مذکورہ سطور
 کا یہ کہ در صورت عدم رواج عمل فیج اکثر افراد جانوران مذکور کا زمان غایت
 ضعف و انحطاط تک یونینا ممکن تھا بلکہ اکثر واقع بھی ہوتا پس اکثر جانور
 ضعیف و نحیف تو بسبب غلبہ ضعف و ناتوانی کے چلنے پھرنے سے بھی
 تھکتے جو ہشتہامی شاد سوار یوں اور باربر وادیوں کے اور اور انواع
 کا رہا سے سخت کے بلا سے جان جانوران مذکور ہوا کرتی ہیں طاقت
 تحمل دن شدائد زلما و رشتہا سے بید و عد کے کہان تک رکھتے ہا
 حقیقتاً و اقوال نوع انسانی کہ متنی القلب و در خود غرض محض ہوا کرتے ہیں
 وہ سب ارباب مساوت تو ان جانوران ناتوان و در ماندگان خستہ جان
 کو اوس حالت غلبہ ضعف و در ماندگی میں بھی مہما کن ضرور ہی ہوتا

اور مار مار کر بظلم و تقدی محض شقتیں اٹھنے لیتے اور بار بار سے سخت
 اوٹھواتے وہ زد و ضرب اور ظلم اور زیادتی ان بیچاروں مصیبت کے
 ماروں پر ایسی اشد اور بلا سے بد ہوتی کہ خدا کی پناہ نہ تو ان بے زبانوں
 کو قوت نطق تھی کہ مصیبت رسیدہ آدمیوں کی طرح داد بیداد اور نالہ و فریاد
 سے اظہار حال زار کرتے نہ ان وستی القلب کویر باطنوں کو استقدر قوت
 بینائی ہوتی کہ ان درماندگان نا توان کی زاری حال پر ملال پر نظر کر کے
 ذرا بھی اس ضعیف آزاری سے ڈرتے پس اس وقت کی مصیبت سخت
 اور حال پر ملال کو خیال کرنا چاہیے اور بھی خیال کرنا چاہیے کہ کسی فرد
 پر اگر غلبہ ضعف و درماندگی کے وقت کوئی ایسی مصیبت سخت آجاتی ہو
 تو حال اوس مبتلائی بلا کا اوس وقت نا چاری و بے اختیاری میں کیا
 ہوتا ہو کیا وہ مبتلائی بلا ایسی حالت پر ملالت میں اپنی جان زار سے بے اثر
 ہو کر تھم آرزوی موت کو ہر وقت نزع دل تحسرتل میں نہیں ہوتا ہو علماؤ
 اسکے اور تمام دیکھنے والے بھی اوسکی حالت پر ملالت پر نظر کر کے اندام
 و مہمت ہی کو اوسکے حق میں عین فلاح و نجات خیال کیا کرتے ہیں ہی
 سبب ہو کہ سائر ارباب فہم و خرد و سختی و زہد و بونی ارذل عمر سے نہایت ڈرتے
 ہیں پس نہر گاہ اوس وقت عجز و درماندگی کا حال اس درجہ پر ملال ہو کہ خود
 افراد نوع انسانی ایسے وقت میں اپنے اور اپنے بنی نوع کے واسطے
 سمات کو عین نجات تصور کیا کرتے ہیں حال انکے افراد بشری پر جانور دن کی طرح
 تو زد و ضرب ظلم زیادتی و بر تقدی کبھی کسی وقت اتفاقاً بھی واقع نہیں ہوتی

بلکہ ہر قسم معاشرت انکی ایسے اوقات عجز و درماندگی میں اولاً و ازواج
 یا اولاد و اقارب اور اصحاب و اصحاب خواہ عموم انہا ہی نوع کی طرف
 سے مامول بلکہ مبذول رہا کرتی تھیں وہ بجالاؤں جانوران جستہ حال
 بے پرواہی کے کہ ایسے وقت مصیبت اور درماندگی محض میں نہ کوئی یار
 رکھتے نہ مددگار ساتھ اسکے بیچ ظلم افراد نوع خلافت میں گرفتار نہ طاقت صبر
 ہوتی نہ یارے گفتار غرض جانوران بے زبان پر غایت انحطاط و کمزوری
 بسر کرنے اور زمانہ عجز و درماندگی تک نہ مرنے سے ایسی مصیبت
 اشد اور بلا سے بدلہ لازم ہوا کرتی کہ جس مصیبت اشد اور بلا سے بدلے
 ساتھ ادھامنا جینے پر ترجیح صحیح رکھتا دل زار اون درماندگان ناچار کا
 ایک ایک مصیبت جان آزار میں ہزار ہزار دفعہ ذائقہ موت ہر روز چکھتا
 اکھڑتا کہ تجویز عمل فرج کے سبب سے جانوران ضعیف و ناتوان کو کلیتہً
 نجات ان تمام مصائب و آفات سے پہنچائی مہمنا ترجیح عمل فرج کی بدولت
 کچھ صرف شدائد و مصائب زمانہ درماندگی و ناچاری ہی سے آزادی
 اور سکبازی ان جانوران بے زبان کو نہیں ہو جاتی بلکہ جو شدائد جاری
 اور مصائب استمراری کہ قبل از حقوق ضعف پیری و رد و اوٹکا ان جانور
 بے زبان پر پھرتی اور رہائی انکی شدائد مذکورہ اور مصائب ستورہ
 خود را باب الضافات و ترجم کے نزدیک بھی خلافت و ستورہ و اون تمام ہتھام
 شدائد جاری اور مصائب استمراری سے بھی بے نتیجہ ترجیح عمل فرج کے یہ
 جانوران جستہ حال سراسر فراغ البال مچا جایا کرتے ہیں ایک تکلیف آئی

فانی فیج بین صدر ہزار اکام جاری اور مصائب استمراری سے نجات ادبی
 پایا کرتے ہیں بیان ششم دوم قبائح و اشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ
 در صورت عدم رواج عمل فیج ہر گاہ یہ جانوران ناتوان موت امراض ہی
 سے مرا کرتے تو مصیبت و تکلیف اوس موت کی ایسی اشد اور بلا بے
 ہوتی کہ جس مصیبت اشد اور بلا سے بد سے کے سامنے موت فیج کو گویا عافیت
 آسانی اور بحکم راحت زندگانی سمجھنا چاہیے نجات اس مصیبت اشد
 اور بلا سے بد سے بھی صرف بدولت رواج عمل فیج ہی کے حاصل ہوئی
 بیان ششم سوم قبائح و اشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ اگر عمل فیج رائج ہوتا
 تو نہایت درجہ حسن صنعت و انخطاط تک زندہ رہنے کی تقدیر پر اکثر جانور
 تو بیٹھے پھر سنے سے بھی معذور ہو جاتے پس اوس حالت در ماندگی
 محض میں ایک جگہ بندھے ہوئے کھڑے رکھ دینا چارہ کہاں سے پاتے خلقت جانور
 کی مثل آدمیوں کے مدنی لطیف متصف بدرک مراتب حقوق قرابت و
 محبت تو پیدا نہیں کی گئی کہ آدمیوں کی طرح اولاد و ازواج یا اور اغزہ
 اور اہل حقوق اور بنی نوع حالت در ماندگی و ناچارگی میں خبر گیری اور
 خدمتگزاری انکی کرتے باقی رہی خبر گیری اور خدمتگزاری افراد نوع انسان
 کے حق حیوانات مذکور میں جس خبر گیری اور خدمتگزاری کی ابتدا خلقت
 سے یہ جانور پابند و غور ہو رہے ہیں وہ خبر گیری اور خدمتگزاری تو
 بلا عرض و ضرورت کوئی صورت ہی نہیں رکھتی تھی کس واسطے کہ اول تو
 اس جہان خود غرضی بنیان میں ایسے ارباب ہمت و توفیق ہی بہت کم

بالکل کمال ہم ہیں کہ بلا غرض و ضرورت کسی آپشن بھی فروغ کے بھی کام نہیں
 تکلیف حیوانات فسادات فروغ کہ انکی خبر گیری اور خدمت گزار کی کو تو بلا غرض
 ضرورت اور بھی مشکل اور سراسر محال خیال کرنا چاہیے اور بلا غرض اگر
 بعض شاذ اہل ہمت و توفیق اس کا رخیہ پر آمادہ بھی ہو جاتے تو خبر گیری
 اور خدمت گزار کی استعداد باذامان قدر اندازہ و ناتوان بید و مر کی بعض شاذ
 ارباب ہمت و توفیق سے ممکن و متصور کب ہوتی ملاوہ اسکے پرورش
 لسبب یہ تو ان باذوان ناتوان کی تین ہی طریق پر مختصر تھی طریق اول یہ کہ
 گھر یا انکو بلا لنگر کھانا پانا خبر گیری انکی کرتے رہنا طریق دوم یہ کہ جنگلوں
 میں خود حسب و استعداد مقرر اسکے ہمراہ رکھ کر ان دن بھر حیاتا طریق سوم یہ
 مطلق العنان محض انکو پیڑ و پھل دینا کہ چاہیں جنگلوں میں چرین چاہیں آبادی
 میں بس کرین طریق اول بسبب تعلق و امتیاج مضار و کثیر کے سراسر
 غیر مختار طریق دوم بسبب عدم گنجائش و فرصت واسطے سر انجام ایسے
 کام بلا غرض و ضرورت کے اپنے اپنے متعلقین کے کار ہائے
 اہم و ضروری سے سراسر متغذرو غیر امکان پذیر تھا سمجھنا جنگلوں میں
 توان جانوروں کو چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے دن دن بھر
 حیران و سرگردان رہنا ضرور چاہیے ایسا ممکن نہیں کہ افراد بشہ کی طرح
 یہ جانوران بسیار خوار ایک ساعت میں شکم سیر ہو جائیں اور ایک بار
 کھا کر چار چار آٹھ آٹھ پہر تک کے واسطے فرصت پائیں پس جو جانور
 کہ نہایت ضیعت و زار اور چلنے پھرنے سے معذور و ناچار غرض کیے گئے

مین دن دن بھر پھرنے اور چرنے کے واسطے تو خود ان در ماندگان
 ناتوان کی طاقت ہر طاقت نہیں کر سکتے تھے بلکہ اکثر جانوران معذور
 و تشاد بستی سے جنگل تک پہنچنے کی بھی تاب و طاقت نہ رکھتے ہر گاہ کہ وہ
 مین پہونچکر دن دن بھر چل پھر کر سکتے علیٰ اخصوص حالت علالت مین
 صوقت جان ان ناتوانوں کی بالکل ہی زبون و زار ہوتی اوس وقت
 خبر گیری اور خدمتگذاری انکی اور بھی زیادہ تر عسیر و دشوار ہوتی اب رہا
 طریق سوم یعنی مطلق العنان محض کر دینا ان جانوران نحیف و ناتوان کا
 مطلق العنان کر دینے کی تقدیر پر یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ اس قدر
 جانوران کثیر جم غفیر بستی مین رہ کر دانہ یا گھاس بھی پاتے نہ چار بستی سے
 نکل کر چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے جنگلوں کی طرف ضرور جاتے
 لیکن وہاں جا کر تو وہی قباحت مذکورہ بالا ان جانوران دلریش کو پیش
 تھی کہ اول تو بسبب فقدان طاقت وہاں تک پہونچنا ہی انکا سخت کمال
 ہوتا پھر اگر پہونچ بھی جاتے تو وہاں پہونچکر دن دن بھر خیرا اور پھر ناواؤ
 بھی اپنے زیادہ تر دشوار و محال ہوتا اور اگر بالفرض وہاں دن دن بھر پھرنے
 اور پیٹ بھرنے کے واسطے طاقت بھی پاتے اور باوصف غلبہ ضعف
 و ناتوانی کے تاب ایسے سچ و شب شدید اوٹھانے کی لاتے تو اوس
 صورت مین تو ان جانوران ہی وعدہ کے خود مطلق العنان پھرنے سے
 ایک اور قباحت اشد اور مصیبت زائد از حد ایسی لازم آتی کہ انیضا بہت
 شرح اوس قباحت اشد اور مصیبت زائد از حد کی یہ کہ استقدار انواع جاندار

کے افراد سجد و شمار بسیار خوار کا مطلق انسان و خود سر ہو کر صرف گھاس چھ
 پر قناعت و اکتفا تو ممکن ہی نہیں تھا بلکہ غلہ بات کے کھیتوں کے سامنے
 قویہ جائیزان خود سر مطلق انسان کی بھی گھاس نکھاتے پس لگنے کے
 لگنے ان جائیزان سجد و پایاں کے کھیتوں ہی پر گر گئے اور چرتے علاوہ
 چرتے کے پانودن سے روز روزند کر کھیتوں کو جب ہم وقت تباہ و برباد
 کرتے غرض اور وہ اس قوم یا جوچ و باجوچ کا زراعت کے حق میں
 بقتدرت و غیرہ سے بھی زیادہ ہوتا غالباً نام و نشان زراعت کو کھیتوں
 سے کہتا کہ حرست و نگہبانی اس بھڑق سجد اور بل سے بکی کیجائی
 ان کو ان پہنچ کیجائی اور کیسی حیرانی اور کس قدر مصیبت و پریشانی افراد
 نفع شہر کو اس فتنہ و شر کے دفع کرنے کے واسطے لازم آتی جو تدابیر
 دیوار یا خندق یا مینواری یا بیل و غیرہ درخت یا سے خاردار سے
 نواہ جھاڑوں کے حصار سے محاط کر دینے کے واسطے بسا تین چار
 یا بعض اقسام زراعت بزوی خاص کے مریض و معمول ہیں اور تنہا
 سے تمام زراعت سجد و حد کا محاط کر دینا ممکن ہی نہیں تھا اور بالکل
 اگر ممکن بھی ہوتا تو یہ دن کمال حرج و جہانگاہی اور تحمل مصارت
 نقصان کثیر کے تو وہ تدابیر ہرگز امکان پذیر نہ تھیں رہا نگرانی کرنا
 زراعت کا شب و روز کمال وقت و پریشانی اس نگرانی کی حسب درجہ
 ہر ہر ہر علاوہ اور وقت و پریشانی کے ایک مصیبت بہت ہوتی اس
 نگرانی میں یہ ہوتی کہ ان سبک انواع جائیزان مذکور مانوس بالطلع سانحہ

نوح انسان کے واقع ہوئی ہیں مجروح یا تحریف دور دور سے تو
 یہ جانوران خود سیر کی طرح تھے بلکہ اصلاً پرواہی ایسی تحریف
 کی نہ کرتے پس بدون کمال مشقت و جانکاهی کے ان افواج غیبی کے
 بقول کاروانا کی طرح ممکن ہی نہیں تھا بعد ازاں وقت غصے سے زود
 ضرب کرنے میں ان نادانوں نے بے زبانوں پر جو رسوم استمراری تسلیم
 جان آزاری جاری رہنا ضروری لازم آتا ایسے ارباب برحم تو اس
 جہان مفاسد بنیان میں بہت کم ہیں کہ یہ تمام مصائب و تکالیف دیکھ کر
 بھی ان جانوران خود سیر کو نہ مار کوئی تکلیف مولم و جان آزار نہ پہنچا
 یا ان مصائب و تکالیف سے باز رہنے کے واسطے تدابیر دستی احاطہ
 خدق دیوار یا ترتیب درختی خامی خار و ارجواں جھانکڑوں کے طیاری
 حصار میں چارونا چار وقت و مشقت اور زرباری ہی اپنے اوپر اوستھان
 بلکہ اکثر افراد بشر تو ان تمام دقتوں اور پریشانیوں کے سبب سے حیران
 و مضطرب ہو کر آمادہ قتل جانوران مذکور ضروری ہو جاتے کمال وق ہوئے
 کے سبب سے جہان پاستے خون ان سرگردانوں نے زبانوں باہر
 بہا سنے اس صورت میں بالآخر وہی شکل فیج جس کے واسطے اس نے جھگڑا
 اور سہا سنے کیے گئے لامحالہ پیدا ہوئی مقولہ سے انچہ دانا کندہ زادان
 ایک بعد از خرابی بسیار کی تقدیر آخر درجہ اس قتل و ہلاک سے ہویا
 ہوئی اسی اصل جانوران مخصوص گل و کار کا محض ہیکار و ضعیف و زار ہو کر
 جینا تو اس درجہ اس کے واسطے موجب مصیبت و وبال ہوتا کہ نوح انسان

کے واسطے بھی اس کے سبب سے سخت باعث کلفت و ممال موتاں
 تجویز علیٰ فوج کی وجہ سے یہ جملہ مصائب و آفات اور فتن و فسادات و
 و مستور ہو گئے ایک تھلین آبی کے اجرا سے جملہ شدائد و اسکالات آہر
 زمانی دفعہ واحدہ کھو گئے یہاں تک بیان قبائح و اسکالات ادا
 عمدیات کا تھا لیکن کیفیت قبائح و اسکالات زمان بعد المات پس
 بیان ادا قبائح و اسکالات کا یہ کہ اگر نرہارون لاکھوں جانوران ماکول
 فوج ہو کر ہر روز کھائے نہایت تو بعد اس کے مرنے کے جو کہ اسی کثرت کے
 ساتھ ہر روز واقع ضرور ہوتا و حال سے خالی نہ تھا یا ادا سب مردار
 کو آدمی جا بجا بحال خود افتادہ ہی چھوڑ دیا کرتے یا لعش ہا سے انسان
 کی طرح دفن خواہ غرق و حرق کیا کرتے و صورت ادلی کثرت عفو
 زندگی آدمیوں کی دشوار ہو جاتی اور فساد آب و ہوا پیدا ہو کر انواع
 امراض و بانیہ ہر طرف پھیلنے در صورت ثانی ادا لاشہا سے بید و عد
 کے ہر روز دفن یا غرق و حرق کرنے کی مصیبت کیسی بلا سے جان
 تھی ایسے جثہ ہا سے گران کا اس کثرت کے ساتھ ہر روز کھینچا شہر سے
 جنگل خواہ دریا کی طرف لیجا یا ٹپے ٹپے گڑھے نہایت طویل و غرض
 و عین موافق اس کے جثوں کے کھود کھود کر دبا یا لکڑیاں جمع کر کے
 پھونکنا اور جلانا کس قدر شاق اور تکلیف مالا یطاق تھا اور مصارف
 بے فائدہ بھی اس کا دشوار کے واسطے کس قدر ہوتے علاوہ ان
 کے لئے وقت عزیز اپنا اس کا حاصل و دشوار میں سب لوگ کشت

کھوئے اور جن شہروں اور بستیوں میں کہ کنار دریا نہایت بعید ہی بسبب
 کمال سختی زمین کے کھو دنا آدمی کی قبر کا بھی موجب جاننا ہی شہر دیدہ
 اودن شہروں اور بستیوں میں تو اور بھی ان جانوروں کے غرق یا دفن
 کرنے کی مصیبت اس درجہ ہوتی کہ ہوش و حواس ہی بچا رہے دفن
 اور غرق کرنے والوں کے کھوئی آیا اودن مواقع میں کہ جہاں نہ دریا نہ
 نہ تختہ طین پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور لکڑیاں بھی اس قدر زیادہ تر میسر نہیں ہو
 ہیں کوئی تدبیر بھی واسطے رفع اس افیت و بلا کے ممکن اور مقصود تھی مگر غیر
 طائران مردار خوار تو اس قدر مخلوق نہیں ہوئے کہ عشر عشر بھی ان جانوروں
 مردہ کے گوشت کو تمام کر سکتے غرض ان سب صورتوں میں اول تو انواع
 تکالیف بالالایطاق اور اقسام آلام اور محن و مشاق کا پیش آنا اور تمام
 آدمیوں کی زندگی کا اودن انواع تکالیف بالالایطاق اور اقسام آلام و
 و مشاق کے سبب سے تلخ و دشوار ہو جانا ضرورت تھا دوسرے تمام مردم
 یا اکثر مردم اس مہم دشوار میں مصروف رہنے کے سبب جلد کار ہونے
 ضروری اپنے سے بالکل عاجز و قاصر رہتے آیا فکر معیشت کرتے یا ان
 مصیبتوں کو جھیلنے اور بلاؤں کو ستے معرزا پیدا ہونا فساد آب و ہوا کا
 اور پھیلنا انواع امراض و وبا کا کچھ ان تمام مرداروں کے پڑے ہوئے
 مٹرنے ہی پر موقوف و منحصر نہیں تھا بلکہ کثرت دفن یا غرق استعدید و شام
 مردار جانوروں سے بھی فساد آب و ہوا اور شیوع انواع امراض و وبا کا
 ضرور ہوتا تھے کہ یہ فساد آب و ہوا اور شیوع انواع امراض و وبا تو ان

و عافیت کے نشان ہی کو اس جان سے کہوتا پس ان جملہ مصائب
 و آفات اور فتن و مہلکات کے دفع رہنے کے واسطے حکمت الہی متوجہ
 ہوئی طرف حکم فیج اور اجازت اکل لحوم جانوران معلوم کی اس حکمت عظمیٰ
 کے سبب سے جانور بھی مصائب و آفات مذکورہ بالا سے مامون و معصون
 ہو کر راحت عظیم حاصل ہوئے اور علی بن ابی اس آرمیون کو بھی دو فوائد سے
 بہت بڑے نہایت لطف و خوبی کے ساتھ حاصل ہوئے ایک تو جملہ افزا
 فیج انسانی کا اور تمام مصائب و آفات سے جہنم ذکر کیا گیا محفوظ ہونا
 دوسرے بعض اور تمام مصائب و آفات کے ایسی نعمت عظمیٰ اور
 لذت کبریٰ یعنی رزق النفع والذبح کے ساتھ محفوظ ہونا و الحمد للہ علی ذلک
 پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جانوران غیر ماکول اللحم ہشتی و اہلی بھی تو بہت
 قسم کے موجود ہیں یہ تمام قبائح و اشکالات جہنم ذکر کیا گیا ان جانوروں
 کے بکافج مرنے اور غذا سے انسانی نہ ہونے سے کیونکہ نہیں لازم
 آتین جواب اسکا یہ ہے کہ جو کثرت پیدائش اور برکت غیبی جانوران مخصوص
 بالذبح کے ساتھ خاص کی گئی ہے اور تمام جانوروں میں عشر عشر اور سکا
 پایا نہیں جاتا بلکہ کثرت و قلت کی نسبت سے تو جانوران غیر ماکول بمقابلہ
 جانوران ماکول کے کالمعدوم معلوم ہوتے ہیں پس جو مہلکات و ہوا یا
 اشکال و فتن و غرق کا ان جانوران کثیر الوالدات مخصوص بالبرکت ہے
 وعدہ کے سبب سے مشہور و مہلکات و اشکال جانوران قلیل الوالدات
 مفقود البرکت کے مرنے سے ہرگز لازم نہیں آتا علاوہ اسکے مرہ جانور

غیر ماکول کے مٹاؤ اور اشکال رفع کرنے کے واسطے بھی حکیم مطلق نے
یہی تدبیر صرف رزق پہنچانے اور مکمل لحم کی مقرر رکھی ہے یعنی شکاری جانور
اور جانور ان مردار خوار اسی حکمت اور مصلحت کے واسطے خلق فرمائے
ہیں تاکہ گوشت ان جانوروں کا بھی اذوقہ گوشت خواروں کا ہو جایا کر
اور کیسے حکما مٹا دیا اشکال ان کے مرنے اور مٹنے سے لازم نہ آیا کر
اس جگہ عجب نہیں کہ معترضین یہ اعتراض بھی کریں کہ زمان سابق میں
جس وقت ہندوستان میں صرف ہندو ہی کی عملداری تھی اور عدم
اکل لحم کی رسم و عادت کلیتہً اس ملک میں جاری تھی اس وقت بھی
آخر یہ تمام جانور جو کہ اس پنج کیے جایا کرتے ہیں غایت مرتبہ ضعیف و
اسقاط عمر تک ایام زندگی بسر کرتے اور از خود بلا پنج مرتے ضروری
ہونگے پس اس وقت میں ان جانوروں کے غایت مرتبہ ضعیف و
اسقاط تک بسر زندگی کرنے اور از خود بلا پنج مرنے سے یہ تمام
مصائب و آفات جنکا ذکر کیا گیا پیش آتی تھیں یا نہیں آیا بدون حکم
پنج اور جو نیز اکل لحم کے اس وقت میں کارخانہ اس جہان کا کس طرح
چل سکتا تھا کہ اب نہیں چل سکتا اور جائز کھانا پنج اور اکل لحم کا واسطے
وقع حالت مجبوری کے ضروری قرار دیا گیا جو اب اس اعتراض کا یہ ہے
کہ زمان سلطنت ہندو میں صرف گاؤں کی البتہ ممنوع تھی رہی نوع کبش و
غنم جو کہ حملہ انواع ماکول اللحم میں زیادہ تر کثیر الافراد ہیں اس نوع مجید و عد
کے تو کھانے والے اس وقت میں بھی جوق جوق موجود تھے پس

صرف ایک نوع بقدر کی نایت مرتبہ صفت و انخطاط تک ایام زندگانی بسر کرنے
 اور از خود بلا نوع جا بجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور مصائب و آفات
 جنکا ذکر کیا گیا ہرگز پیش نہیں آتی تھیں کس واسطے کہ نوع بقدر اعتقاد ہنود
 میں نہایت مشرک اور مخدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی جو لہذا کوئی خبر گیری
 اور خدشہ گزاری بھی افراد نوع بقدر کی قوم ہنود پر اصلاً شاق یا تکلیف بالالفاظ
 نہیں ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جا بجا اوسکو بجا لایا کرتے تھے
 معہذا اگر مرد چل سکے کارخانہ جہان سے اوس وقت میں یہ ہو کہ سخت
 وقوع ان تمام قباحت یا اکثر قباحت مذکورہ بالا جنکا واقع ہونا بتقدیر عدم تجویز نوع
 و اکل کچھ جانور ان مذکور کے ضرور ہو کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحت
 و اشکالات کے بحقوق سے کارخانہ عالم معدوم نہیں ہو گیا تھا تو یہ بات
 مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت بحقوق اوتھیر
 اندفاع میں ہو کچھ کارخانہ جہان کے چلنے پھلنے میں نہیں یعنی یہ کہ در صورت
 عدم تجویز و ترویج نوع مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس ترویج و تجویز
 نوع انہیں مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہو
 واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان و نون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بتقدیر
 بحقوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا کچھ ان قبائح کے بحقوق سے کم ہو جاتا
 یہ ایک بات ہی دوسری ہو خیال کرو کہ ابتداء سے زمانہ میں جب کہ صنایع
 و تدابیر کثیر اپنا سنے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر ایک قسم کام کی سرانجام
 کی اصلاً نہیں نکلی تھیں تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا بلکہ اس کے

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئیں تو جلد تدابیر یکبارگی زمین نکل آئیں کبھی ایک
 نکلنی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول میں اور کبھی زمان مابین ایجاد
 صنائع و تدابیر میں کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے پھلنے
 کی تو کچھ عجیب و غریب کیفیت ہو یا نون یا ہات خواہ اور اعضا اور آلات
 جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی نے انسان ضعیفہ البنیان کو خلق
 فرمایا ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی اس قدر ضروری واقع
 ہوئی ہے کہ اگر ایک چیز کا انضمام بھی ان تمام چیزوں سے فرض کیا جاتا ہے تو
 اجر ای کار انسان ضعیفہ زار کا محال و دشوار ہی نظر آتا ہے ساتھ اسکے کمال
 قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی ہے کہ چاروں ہاتھ یا نون کے قطع کر دیے
 جائے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا ہے تو کام اوسکا برابر چلتا ہے چشم و گوش
 وغیرہ آلات ضروری سے معذور و مجبور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان مند
 کا ضرور نکلتا ہے اس حاصل کام چلنے پھلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو سیکھا
 وغیرہ مستوار سمجھنا ایسا ہے کہ جس طرح کسی نہایت مخفی خستہ حال کے معالجہ جراتا
 سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیق
 علاج معالجہ کی ساتھ ستانا یا بیمار کو محض ایک مرفضول اور نامعقول ہے
 کیونکہ جس وقت فن طبابت و ڈاکٹری کی ایجاد زمین ہوئی تھی اوس وقت
 بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جہاں تک میں طبیب و ڈاکٹر موجود
 نہیں ہیں وہاں تک کام بھی تو برابر چلتا ہے لہذا اس دوا علاج کے کچھ پیرے
 سے فائدہ کیا ہے اور کون مطلب نکلتا ہے مقصد یہ کہ ہم بعض جاندار

صرف ایک نوع بقدر کی غایت مرتبہ صنعت و اسطلاح ایک ایام زندگی بکسرنے
 اور از خود بلا فوج جا بجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور مصائب و آفات
 جنکا ذکر کیا گیا ہرگز بیش نہیں آتی تھیں کس واسطے کہ نوع بقدر اعتقاد ہنود
 میں نہایت متبرک اور مخدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی ہر لہذا کوئی خبر گیری
 اور خدشہ نگذاری بھی افراد نوع بقدر کی قوم ہنود پر اصلاً شاق یا تکلیف پہنچا
 نہیں ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جا بجا اوسکو بجا لایا کرتے تھے
 معہذا اگر مراد چل سکے کارخانہ جہان سے اوس وقت میں یہ ہر کہ تھے
 وقوع ان تمام قباحت یا اکثر قباحت مذکورہ بالا جسکا واقع ہونا بقدر عدم تجویز
 و اکل کچھ جانوران مذکور کے ضرور ہر کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحت
 و اشکالات کے بحقوق سے کارخانہ عالم مخدوم نہیں ہو گیا تھا تو یہ بات
 مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت بحقوق اور
 اندفاع میں ہر کچھ کارخانہ جہان کے چلنے بچنے میں نہیں یعنی یہ کہ درجہ
 عدم تجویز و ترویج فوج مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس ترویج و تجویز
 فوج انھیں مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہر
 واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان و نون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بقدر
 حقوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا کچھ ان قبائح کے بحقوق سے کم نہوتا
 یہ ایک بات ہی دوسری ہر خیال کرو کہ ابتداء سے زمانہ میں جب کہ صنایع
 و تدابیر کھڑا بنائے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر یک قسم کام کی سرانجام
 کی اصلاً نہیں نکلی تھیں تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا لہذا اس کے

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئیں تو جلد تدابیر کیا رگی نہیں نکل آئیں کبھی ایک
نکلی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول میں اور بھی زمان مابین ایجادات
منسلح و تدابیر میں کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے پھلنے
کی تو کچھ عجیب و غریب کیفیت ہو یا نون یا بات خواہ اور اعضا اور آلات
جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی نے انسان ضعیفہ البنیان کو خلق
فرمایا ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی استقدر ضروری واقع
ہوئی ہو کہ اگر ایک چیز کا انعدام بھی ان تمام چیزوں سے فرض کیا جاتا ہو تو
اجرامی کار انسان ضعیفہ زار کا محال و دشوار ہی نظر آتا ہو ساتھ اس کے کمال
قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی ہو کہ چاروں ہاتھ پانوں کے قطع کر دیے
جانے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا ہو تو کام اوسکا برابر چلتا ہو چشم و گوش
وغیرہ آلات ضروری سے معذور و مجبور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان مند
کا ضرور نکلتا ہو اس حاصل کام چلنے پھلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو سکا
وغیرہ استوار سمجھنا ایسا ہو کہ جس طرح کسی نہایت مخفی خستہ حال کے معالجہ جرات
سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیق
علاج معالجہ کی ساتھ ستانا یا بیمار کو محض ایک مفضل اور نامعقول ہو کر
کیونکہ جس وقت فن طبابت و ڈاکٹری کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اوس وقت
بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جو ان کمین طبیب و ڈاکٹر موجود
نہیں ہیں وہاں کام بھی تو برابر چلتا ہو لہذا اس دوا علاج کے بکھڑے
سے فائدہ کیا ہو اور کون مطلب نکلتا ہو مقصد و مقصود ہم بعض جاندار

گوشت خوار جنگلی خارش سوا گوشت شکار جاندار کے اور کچھ مقرر اور مقدر
 نہیں کی گئی اور گوشت کھانے کے واسطے وہ جاندار باقتضای غلطی مجبور
 کیے گئے ہیں آیا اس طرح پیدا ہونا اور نکالنا اور شکار ہونا دوسرے جان دار
 بے اختیار کا اور کسے سر نیچے زور و قوت سے فقط بامر و تقدیر خداوند قدیر
 ہوا کرتا ہے یا بدون امر و تقدیر خداوند قدیر اگر بامر و تقدیر خداوند قدیر جانتے
 تو امر و تقدیر خداوند قدیر ظلم تو کیسے طرح ہی نہیں سکتا پس ہر گاہ و مزوق
 ہونا بعض حیوانات کا حیوانات دیگر سے بلا خوف و خطر منظم بامر و تقدیر خداوند
 قدیر ثابت ہوا تو اگر انسان کو بھی خداوند عالم نے غذای گوشت بعض
 حیوانات کے ساتھ مومن و مخصوص فرمایا تو کیا مخلوق لازم آیا بلکہ نسبت
 غذای حیوانی ہونے گوشت حیوان کے تو غذای انسانی ہونا اسکا اقرب
 الی القیاس ہے کس واسطے کہ گوشت الذواکولات ہے اور انسان اشرف
 مخلوقات استحقاق اشرف کا واسطے الذل کے اقرب الی الشتم ہی مقصود
 یا تو ہم غذا کی دو تہیں ہیں ایک غذای اختیاری دوسری غذا ہے
 اضطراری غذای اضطراری اور اسکو کہتے ہیں کہ جب کھانا یا روٹا چار ضرورت
 لازم ہو یعنی بسبب مقدار اور مقرر ہونے کسی دوسری غذا کے اتنا ایک ہی
 غذا پر مجبوری ضروری ٹھہرے اور غذای اختیاری وہ کہ جب کھانے میں
 اضطرار کو دخل نہ ہو یعنی بسبب مقدار اور مقرر ہونے چند قسم غذا کے کھانا یا کھانا
 ہر ایک قسم کا محض اختیاری ہونا اضطراری پس معلوم کرنا چاہیے کہ بعض
 حیوانات کے واسطے تو صرف غذا سے اضطراری ہی مقدار اور مقرر کی گئی ہے

جس طرح غذای شیر کہ سوا گوشت کے اور کچھ مقرر نہیں ہوئی اور بعض کے
 واسطے کئی کئی اقسام اغذیہ اختیار یہ مقرر ہیں لیکن جن قدر جاندار غذا خواہ
 ساتھ اقسام اغذیہ اختیار یہ کے مخصوص کیے گئے ہیں افضل و اکمل اور
 باعتبار کمال شرافت اور جامعیت اپنے کی انسان پر چنانچہ معائنہ انعامی شہاء
 مخصوصہ نوع انسانی اور ملاحظہ انواع ترکیب عجیبہ اور صنائع غریبہ مختصرات
 سے یہ انعامی نذر کے فضیلت اور اکیلیت اسکی باین اعتبار پڑا ہر
 و آشکار ہو اور بھی جانتا چاہیے کہ غذا سے کم اول تو بسبب اغراض اغذیہ
 کے مناسب تر ہو ساتھ انسان اشرف مخلوقات کے دوسرے کمال درجہ
 مرغوب طبعی انسان طاق ہوئی ہو تیسرے انفع اور اصل ہو واسطے مزاج
 انسانی کے چوتھے ساتھ نفع ہونے کے نقصان و ضرر سے بھی دور تر
 پانچویں کثیر الوجود ہو چھٹے معتدرا حصول بھی نہیں ہو ساتویں اس کے حاصل
 کرنے کے سبب کوئی مصیبت یا قنہ یا شر بھی تصور نہیں ہو سکتا
 یہ کم کچھ کم انسان تو ہوتا نہیں کہ خراب بدن بنی نوع ہونے کے سبب سے
 عقل انوسکے کھانے سے آبی ہو اور کھانا اور کھانہ انسانیت کے
 حق میں باعث نقصان و خرابی ہو بلکہ یہ کم جز بدن ہوتا ہو انواع و اقسام
 کا خشکے اور بعض اجزائی شیر و روغن وغیرہ بھی نوع انسان کے واسطے
 باتفاق جماعہ عقلا و ارباب ادیان شتی مجوز و مباح ثابت ہو چکے ہیں اور اصل
 پیدائش انکی صرف واسطے کارروائی اور صرف ضرورت نوع انسان ہی
 کے ثابت کی گئی ہو اور خفیت اور اجازت انواع تکلیف ہی اور حیوانات

سے ہونا بلکہ افضل و مکمل حملہ اغذیہ اختیاریہ مقررہ مقررہ سے ہونا تو
 بخوبی ثابت و متحقق ہے لیکن جاننا چاہیے کہ ہر غذا سے اختیاری جاندار
 کی بعض مواقع اور حالات میں اضطراری بھی ہو جایا کرتی ہے مثلاً اگر ایک
 جاندار کے واسطے تین قسم غذا کی اصل خلقت سے مقررہ حالت
 دستیابی ہر سہ اقسام مقررہ مقررہ میں تو وہ جاندار اختیار رکھتا ہے جسکو
 چاہے کھائے اور جسکو چاہے نہ کھائے لیکن جس وقت ان تینوں
 اقسام میں سے فقط ایک ہی قسم موجود ہو اور اور سب اقسام معدوم و مفقود
 ہوں تو اس وقت وہ قسم موجود خاص غذا کی اختیاری اور اسکی غذا سے
 اضطراری ہو جایا کرتی ہے کہ بدرون اس کے کھانے کے چارہ اور گزارہ
 ہی نہیں ہوتا پس غذا کے گوشت بھی واسطے انسان کے اگرچہ غذا سے
 اختیاری ہے نہ اضطراری لیکن بعض مواقع اور حالات میں ہی غذا کی
 اختیاری غذا کی اضطراری بھی واسطے انسان کے ہو جایا کرتی ہے جیسے
 مثلاً ایام قحط سالی میں یا حالت مجبوری میں کسی جہاز کے اندر جو قحط و خفت
 اناج بالکل دستیاب ہی نہ ہو اور سوا جانوروں کے اور کوئی غذا اس کے
 اور ذرت گرسنگی کی اس درجہ تک پہنچے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے
 کھانے کا قصد کرے تو اس وقت تو یہ غذا کی اختیاری اس مرتبہ
 اضطراری ہو جاتی ہے کہ اگر اس وقت انسان اس غذا کی اضطراری کو کھائیگا
 اور شدت جوع سے تڑپ تڑپ کر جائیگا تو عقلاً عقلاً دونوں طرح گنہگار
 و خطاوار ہو گا غرض کہ اس مقصد یا زمرہ ہم کے حملہ وجہ معصوم سے یہ بات

مجبوری ثابت ہے کہ فیج کرنا اور کھانا جانوروں کا انسان کے واسطے جائز
 کیسا بلکہ بعض مواقع اور حالات میں تو واجب بھی ہو جائیگا تاہم اور بعض
 غذائی خلقی مقررہ ہونا حیوانات کا واسطے انسان کے ثابت اور مستحق
 نہیں اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو بعض بعض مواقع ضرورت ذکر
 کیے گئے ایسے مواقع ضرورت میں تو جان بچانے کی نفرت سے جانور
 حرام اور مزار کا کھانا بھی حکم عقلی و شرعی جائز ہو جائیگا تاہم ایسے وجوہات
 مجبوری سے غذائی خلقی مقررہ ہونا ان جانوروں کا کس طرح ثابت ہو جائیگا
 اس اعتراض کا یہ ہے کہ اگر صرف جان ہی بچانے کی نفرت سے ان مواقع خاصہ
 میں تجویز ہے اور اکل کچھ جانور ان مذکور کے ہوا کرتی اور غذائی خلقی مقررہ ہونا
 ان کا ثابت ہونا تو بتقدیر مضطر ہوئے محسوسان جہاز اور مبتلا یا ان کے قتل کے
 اگر یہ محسوس مبتلا اوس حالت میں نظر آ رہا ہے جس مردہ لاشیں اپنے جسم میں
 کی یا تے تو لازم یہ تھا کہ جان بچانے کے واسطے اول فطرتاً و اولاً لاش کا مردہ جسم ہی
 کو کھاتے اور زندہ جانوروں کو ہرگز ناحق نہ لگاتے علیٰ خصوص در حالت
 موجود ہونے کا وہ دیر خوراک ضروری جانور ان مذکور کی تو ان کی جان کا
 حتی الامکان بچانا اور مردہ لاش کو واسطے حفاظت اپنی جان کے کھانا
 اور بھی زیادہ تر ضرورت تھا لیکن ایسی حالت میں جو عقل نے مردہ آدمی کے
 کھانے کو باوجود عدم ظلم و تکلیف کے کیسے طرح جائز نہیں رکھا اور زندہ
 جانوروں کے کھانے کو باوجود تکلیف فیج جائز رکھا اس سے بالبداہہ غذا
 خلقی مقررہ ہونا حیوان کا واسطے انسان کے ثابت ہے علاوہ اسکے اور

بھی بعض صورتیں تجویز عقلی فوج جانور اور اکل لحم کی ایسی پائی جاتی ہیں کہ جنہ
 یہ بات بخوبی ثابت ہو سکتی ہو کہ واجبہ ہونا فوج جانور اور اکل لحم کا کچھ جان
 بچا ہے ہی کی صورت ضرورت پر موقوف و منحصر نہیں ہوتا بلکہ بدون اس
 ضرورت کے بھی بعض مواقع و حالات میں عقل انسانی اسکو واجب جانا
 کرتی ہو مثال اوں بعض مواقع کی یہ کہ اگر ایک جہاز کہیں بھنس گیا ہو یا
 عین وسط دریای نامید کہنا زمین غلہ ضروری اوسکا قریب قدام کے پہنچ گیا
 ہو اور سود و سود آدمی اوس جہاز میں محبوس ہوں اور ہمراہ آدمیوں کے
 سوچ پاس جانور بھی محبوس ہوں اور خوراک جانوروں کی بالکل تمام ہو چکی
 اور آدمیوں کی غورش بھی سوا قدر غیر کافی چند روزہ کی باقی نہ رہی ہو تو اوس
 موقع پر اگر یہ مردمان محبوس جہاز اوس غلہ سے ان جانوران محبوس کو کھلا
 تو کھلانا جانوروں کا ایسی حالت میں اوس غلہ قلیل قوت لامیوت مردم
 محبوس دیا یوس سے تو کیسے طرح عقلاً جائز ہی نہیں رہی یہ صورت کہ اوں
 جانوران محبوس کو بالکل بے آب و دانہ چھوڑ دیں اور تڑپا تڑپا کر ماریں
 یہ صورت تو صورت اول سے بھی حکم عقل و نظر اشنع اور قبیح تر ہو پس اس
 موقع پر حکم عقلی سوا اسکے اور کچھ نہیں ہوتا کہ اول یہ مردم محبوس چند روز
 انہیں جانوروں کو فوج کر کے کھائیں اور تا وقت تمام ہو جانور ان مذکور
 کے کس قدر قوت لامیوت اس غلہ قلیل خوراک خاص اپنی سے جانوران
 مذکور کو بھی کھلائیں حتی الامکان خبر اوں کی قوت لامیوت کی لیتے ہیں جس
 جانوران مذکور ختم ہو جائیں اوس وقت یہ مردم محبوس بقیہ غلہ اپنا کھائیں

پس اس صورت مجوزہ عقلی سے یہ بات بخوبی ثابت ہو کہ کھانا جانوروں کا اس صورت میں کچھ بضرورت کسی جان بچانے کے نہیں تجویز کیا گیا کس واسطے کہ بالفعل تو غلہ جان بچانے کے لیے اس جہاز میں موجود تھا تھا اگر عرت بضرورت جان بچانے کے یہ فیج کرنا اور کھانا جانوران کو کھانے کا تجویز کیا جاتا تو بعد ختم غلہ کے یہ تجویز کرنا لازم تھا نہ یہ کہ باوجود موجود ہونے غلہ کے اسکو جائز جانا بلکہ واجب گردانا پس واجب عقلی ہونا فیج جانور اور اکل حکم بعض مواقع میں بلا وجہ ضرورت جان بچانے کے اس مثال سے بخوبی ثابت ہو اور یہ بات بھی بخوبی متحقق ہو کہ عقل نے جو حکم ان جانوروں کے فیج کا حالت موجودگی غلہ ضروری میں کیا تو یہ حکم نہیں کیا مگر بسبب صلح ہونے ان جانوروں کے غذای انسانی کے واسطے کیونکہ اگر یہ جانور صلح واسطے غذا ہے انسانی کے ہوتے تو عقل ان کے کھانا حکم بدوں تمام ہو جائے غلہ ضروری اور مگر جو حالت مجبوری کے ہرگز نہ تھی کس واسطے کہ جان بچانے کی غرض سے جو حکم کھانے اشیاء نامائز غیر صلح لل غذا کا دیا جایا کرتا ہو تو در حالت مستو و ہونے رزق ضروری کے مجبوری دیا جایا کرتا ہو نہ بحالت موجود ہونے غلہ کے ضروری کے رہا یہ امر کہ اگر عقل انسانی نامائز تمام غلہ ضروری کے حکم اس کے فیج اور اکل حکم کا ندیقی تو اس وقت تک تو یہ جانور میرے مکر ضائع ہو جاتے اور مجبوری سے تڑپا تڑپا کر قتل کرنا بھی اسکا لازم آتا انھیں موعود ہے عقل نے قبل اتمام غلہ ضروری کے حکم ان کے فیج کا دیا پس ان

دونوں وجہوں کے ثابت و مستحق ہونے کے ساتھ حکم عقلی مذکور سابق سے
 صلاح للغذا ہونا انکار گزشتہ ثابت نہیں ہوتا جواب اسکا یہ کہ وجہ اول یعنی
 سڑنے اور ضائع ہونے کی ضرورت تو منافی ثبوت صلاح للغذا ہونے
 ان جانوروں کے ہو ہی نہیں سکتی بلکہ یہ وجہ تو عین مطابق اور موافق
 اس ثبوت کی ہر کس واسطے کہ اغذیہ متعددہ عین دستور عقلی ہی جاری
 رکھا گیا ہے کہ جو غذا جلد فاسد و خراب ہونے والی ہو اس کے کھانے
 اور صرف کر لینے کو ہمیشہ عقل انسانی تقدیم ہی دیا کرتی ہے ہر ہی وجہ دوم
 یعنی تڑپ تڑپ کر مرنے کی ضرورت وہ ضرورت اگر باعث تقدیم ہوئی
 تو بسبب تحقق صلاح للغذا ہونے ان جانوروں کے باعث تقدیم ہوئی ہو نہ بدون اس کے کیونکہ اگر
 بدون سحاط صلاح للغذا اور غیر صلاح للغذا کے صرف تڑپ کر مرنیکے سحاط سے اس طرح فرج کرنا
 جاندار کا ضروری ہو تو چاہئے تھا کہ جب وہ لانا خواستہ باعث قضا اور فقدان مضائقہ
 کے آدمی بھی اسی طرح تڑپ تڑپ کر مرنے لگتے تو اوں وقت بھی اس اہمیت
 سے نجات دینے کے واسطے اونکے فرج کر کے کھا لینے ہی کا حکم دیا جاتا
 لیکن اس حکم و تجویز کو عقل نے صرف اسی سبب سے جائز نہیں کہا
 کہ گوشت آدمی صلاح واسطے غذا ہے انسانی ہونے کے ہرگز نہیں پیدا
 کیا گیا اور حکم فرج و قتل انسان کا واسطے اکل لحم کے کسی صورت اور
 ضرورت میں بھی نہیں دیا گیا مقصد دوا و دھم جو جو مستلزمات
 جسمانی کہ نوع انسان کو مثل اور حیوانات کے خواہش اور فکری اصل مقصد
 خلقت سے دی گئی ہے اور طبیعت انسانی طالب غائب اور مستلزمات

کی پیدا کی گئی ہر کارخانہ مکنت و معدلت خداوندی میں رخصت دنیا انسان
 منیف البیان کو مطلقاً خواہ کسی نہج خاص پر واسطے تحصیل تمتع اور دفع تکلیف
 طلب مستلزمات مذکور کے ایک امر ضرور قرار پایا ہو اور وجہ ضرورت اس رخصت
 کی ظاہر دباہر ہر کس واسطے کہ باوجود پیدا کر دینے رغبت و اعتنا کسی
 شے کی اصل طبیعت انسانی میں اگر عدم رخصت اور امتناع طلب تمتع شے
 مذکور واسطے انسان کے تجویز کیا جاتا تو در صورت مرکب طلب تمتع شے
 مذکور ہونے اشخاص مغلوب الطبیعت کے مواخذہ ارتکاب طلب منہی ہے
 الزام تکلیف مالا لیلحاق بلکہ اکثر فرق کے نزدیک الزام ظلم سب نسبت خلاف
 احکم الحاکمین بخلاق حقیقی کے لازم آتا پس چونکہ ذات اقدس خداوند اکرم
 وارحم الزام تکلیف مالا لیلحاق اور الزام ظلم و نا انصافی سے سترتا سر پر ہوا
 لہذا رخصت دینا واسطے مستلزمات ہر مغلوب و مطلوب خلعتی طبعی کے عین اسکا
 اقتضا سے معدلت گسٹری ہر بان جو قیود اور رعایات خاصہ کہ نظر مقتضا
 مرتبت و شان و شوخ انسان ملحوظ ہونا اور تکلیف تحصیل مستلزمات
 مذکور میں ضرور چاہیے اور قیود و رعایات خاصہ کے لحاظ رکھنے کے
 واسطے البتہ انسان مکلف بالضرور مامور کیا گیا ہو مثل جانوروں کے کچھ
 مطلق العنان محض چھوڑ نہیں دیا گیا ہو ورنہ مطلق العنانی کے سبب سے
 انسان اور حیوان میں کچھ ملا فرق باقی نہ رہتا اور ساتھ اس مرتبہ
 بے قیدی و تشیانہ کے انسان کو انسان کون کہتا غرض عدم مواخذہ
 نفس طلب و تحصیل تمتع مستلزمات جسمانی میں تو انسان و حیوان ایک قلم

بین شمار کیے گئے ہیں لیکن فرق و تفاوت بین درمیان انسان اور
 حیوانات کے یہ رکھا گیا ہے کہ حیوانات تو بسبب لالچ اور غیر مکلف ہونے
 کے مطلق العنان اور خلیع الغدار محض چھوڑ دیے گئے ہیں رہا انسان
 کیفیت اسکی یہ ہے کہ نہ تو خداوند حکیم بحق کریم مطلق نے باوجود عطا فرمائی
 رغبت و شوق خلقی طبعی مشتیات و مستلذات کے ممنوع محض بنایا انسان
 کا طلب تمتع مشتیات و مستلذات مذکور سے تجویز کیا ہے اور نہ دائرہ حضرت
 اوسکے حق میں کلیتہً وسیع کر کے مطلق العنان محض اوسکو چھوڑ دیا ہے بلکہ
 جو مرتبہ توسط اور درجہ بین بین افراط سے مامون اور تفریط سے معصون
 کہ توسط و اعتدال انسان معتدل المزاج کے شایان حال ہے اور نفع
 اشرف انسان کے واسطے موجب ثبوت شرف و کمال ہے اور اس مرتبہ
 کے لحاظ رکھنے کے واسطے انسان مکلف ضرور ہے مامور ہے حضرت
 ذوق رانی نفس انسانی کے حق میں سحاط قیود و رعایات خاصہ ہی کے
 ساتھ مقید و محصور ہے دیکھو خواہش مجاہست جمیع حیوان اور انسان
 دونوں شریک ہیں اس لذت کے طلب کے واسطے نہ حرمان محض انسان
 کے حق میں تجویز کیا گیا ہے اور نہ مطلق العنان محض ہونا اوسکا اس طرح
 جائز رکھا گیا ہے کہ مثل جانوروں کے تفاوت و امتیاز درمیان مان اور
 بی بی کے بھی ملحوظ نہ ہے بلکہ سحاط قیود و رعایات خاصہ کے ساتھ تمتع
 استدراوند کو رعین اقتضائے عقل و شعور قرار پایا ہے اسی واسطے تمام
 فرق و ادیان جہان نے تمیز استدراوند کو بلکہ کیفیت خاصہ بالاعتقاد

واسطے انسان کے جائز ٹھہرایا ہو بعد اتمام اس بحث و کلام کے معلوم
 کرنا چاہیے کہ غذا سے لحم جبکہ کمال درجہ مرغوب طبع انسانی ہونا ظاہر ہو
 باہر ہو اگر خداوند حکیم بحق کریم مطلق کی طرف سے انسان اس غذا کے
 کھانے کا مرض و مجاز نکلیا جاتا بلکہ عدم اکمل و استعمال خداوند کو رکھنا حکم
 او کو دیا جاتا تو باوجود خلق و اعطاسے رغبت لمبی کے منع و مواخذہ
 اکمل و استعمال ایسے مطلوب مرغوب سے خود جناب اقدس الہی کی طاعت
 الزام تکلیف مالا یطاق بلکہ ظلم صریح کا لازم آتا اور چونکہ مدد و تکلیف مالا یطاق
 یا ظلم کا اوس ذات مستجمع صفات سے محال ہو لہذا تجویز عدم تجویز فیج کو
 نسبت خداوند حکیم بحق کریم مطلق جائز بلکہ واجب سمجھنا سترایا بجایا ایک ہم
 و خیال ہو جان جو لوگ کہ دار آخرت کے بالکل قائل ہی نہیں ہیں اور
 عمل نیک کی جزا اور عمل بد کی سزا کو لا حاصل محض سمجھتے ہیں او سکے نزدیک
 تو کوئی تکلیف امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی خداوند خلاق حقیقی کی طاعت
 سے کچھ اصل و حقیقت ہی نہیں رہتی اگر وہ لوگ ضرورت تجویز فیج و
 اکمل لحم کو محض وہم و خیال احتمال کریں تو اپنے زعم و اعتقاد سے بنیاد
 کی بنا پر وہ لوگ البتہ ایسا خیال و احتمال کر سکتے ہیں لیکن اولین کو ان
 کے مذہب پر تو فعل فیج کی طرح مذموم و محذور اور خلاف عقل و شعور ہی
 نہیں ہو کیونکہ دار آخرت کے مواخذہ سے کی نظر سے تو اسکی قیامت اور
 وقاحت او سکے مذہب کی بنا پر سو ہی نہیں سکتی برباد دنیا دار دنیا میں
 خود اس فعل کے واسطے بجا سے قیامت و وقاحت اسے درجہ کی

منفعت اور راحت ثابت ہو اور تمہ کلام اس مقام میں یہ ہو کہ عمل فرج و اکل کھ نظر
 منکرین میں حال سے خالی نہیں ہو سکتا کسوا سٹے کہ یہ عمل سنگین و کب مستوجب عقاب و
 عتاب کا ہو گا یا نہ گاشت ثانی کی تقدیر پر تو کچھ برائی ہی دراصل اس عمل کی ثابت نہیں
 رہی شق اول یعنی مستوجب عقاب عتاب نا اس عمل کا اسع ترین ہم یہ پوچھتے ہیں کہ عمل
 فرج کو جو تم مستوجب عقاب عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً مستوجب عقاب عتاب سمجھتے ہو یا بعض صورتوں
 خاصہ کی تقدیر پر مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو اور بعض صورتوں خاصہ دیگر کی تقدیر پر غیر مستوجب
 عقاب و عتاب پس اگر کلیۃً اس عمل کو مستوجب عقاب عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً تو یہ عمل مستوجب
 عقاب عتاب ہو ہی نہیں سکتا ورنہ برابر باتین و تقاریر الزام تکلیف و اطلاق بلکہ ظلم صریح کا نسبت
 خدا و نزارحم الراحمین کے لازم آئے ہاں اگر بعض صورتوں خاصہ کی تقدیر پر مستوجب
 عقاب عتاب اور بعض صورتوں خاصہ دیگر کی تقدیر پر غیر مستوجب عقاب عتاب سمجھتے
 ہو تو یہ سمجھنا تمہارا درست لیکن عدم جواز فرج و اکل کھ کلیۃً اس تقدیر پر
 ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ بعض صورتوں و تقادیر میں جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض
 میں عدم جواز اور اس طرح ثبوت جواز و عدم جواز عین مدعا حضرات مجبور
 فرج کا ہو اسکا حاصل جائز ہونا اور غیر مذموم ہونا اس عمل کا گو بتقدیر بعض صورتوں
 و اشکال معینہ خاصہ ہی کے کیون نہ ہو بالیقین ثابت لیکن اس مقام پر
 بعض بعض اعتراضات اور توہمات بھی پیدا ہوتے ہیں بیان تو ہم اول
 کا یہ کہ غذا سے کھ کی جو غایت درجہ مرغوب طبع انسانی ہونے کا دعویٰ
 کیا گیا یہ دعویٰ کلیۃً صحیح و درست ہی نہیں ہو کسوا سٹے کہ ایسے اشخاص
 بھی دنیا میں موجود ہیں کہ جنگ و کھم سے نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی

ہوا کرتی ہر جواب اس توہم کا یہ کہ اگر نفرت کلی اور عدم رغبت جملی سے
 نفرت کلی اور عدم رغبت جملی اور ان افراد انسانی کی مراد لگی ہو کہ جنہوں نے
 بنا بر پابندی مذہب کبھی رحم کو ہاتھ سے جو اہی نہیں دیا جائے اکل تو
 ایسے اشخاص کی نفرت کلی اور عدم رغبت جملی تو اس جگہ پر یہ طرح متعبر ہی
 نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ متفرک کلی ان اشخاص خاص کا کچھ اصل اقتضائی طبیعت
 اور خلقت کے سبب ہرگز نہیں ہوتا بلکہ صرف غلبہ توہم کے سبب پیدا ہو گیا اگرچہ
 دائم تو خلاق مٹی ہر احکام مذہبی کی رو سے ایک چیز کی برائی سنتے سنتے ایک اہم
 سخت طبیعت پر جگہ ایسی نفرت کلی نہایت متفرک جملی اور جس طرح مروج نراج انسان
 پیدا کر دیا کرتا ہر جنس نفرت کلی کے سبب انسان اس غیر منسوخ مذہبی سے غایت
 درجہ ہٹکا اور متفرک جاتا ہر اور نہایت ہی اوس چیز کو مبرا جانتا ہر اور سبب
 کمال غلبہ توہم کے دل و سنا ایسی خلاف طبع اور معروض شکر کے استعمال سے
 واسطے کبھی کسی وقت اور کسی حالت میں بھی نہیں ہوتا ہر پس اس طرح
 کی نفرت کلی ان اشخاص خاص کی نفرت کلی سمجھنے کے ساتھ
 کب سزاوار اور کس طرح لائق عقل و عمت بار ہو سکتی ہر
 اس قسم نفرت عارضی محض کو نفرت طبعی سمجھنا ہرگز نہیں چاہیے
 باقی رہی نفرت کلی اور عدم رغبت جملی اور بعض اشخاص کی جن اشخاص
 کو سبب پر نہیں مذہبی اور عدم اعتقاد کے نفرت نہو بلکہ اصل خلقت ہی
 سے نفور واقع ہوئے ہوں ایسے اشخاص جہاں میں نہایت کم
 کا عدم ہیں لہذا ایسے اشخاص کے سبب سے جو کہ کلمہ انادار کا عدم

ہوا کرتے ہیں یہ دعویٰ ہمارا ہرگز باطل نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے کہ
 کوئی چیز بھی اس جہان میں مرغوب طبع انسانی نہ پائی جائے کیونکہ اس طرح
 شاذ و نادر تو ہر ایک مسئلہ سے نفرت کرنے والے اس جہان میں نکل سکتے
 ہیں علاوہ اسکے احکام الہی میں کچھ ایسے خصوصیات شخصیت کو دخل نہیں
 ہوتا بلکہ منہل اکثر طبائع یا بعض طبائع کے بھی اکثر احکام بطور عام جاری
 کیے گئے ہیں تاکہ اہل ضرورت تو اس کے سبب سے فائدہ ضروری اٹھا
 اور غیر ضرورت والے صرف قبول و تصدیق پر اکتفا کر کے ان کی حاجت
 میں کوئی قباحت نہ ٹھہرائیں تو ہم دوم یہ کہ اگر مرغوب طبع بعض افراد
 یا اکثر افراد ہونے کے سبب سے اجازت اکل کھم کو ضروری ٹھہرایا ہر
 تو چاہیے کہ شراب پینے کی اجازت بھی بسبب رغبت طبع بعض افراد
 یا اقوام یا اہل ملک کے ضروری ٹھہرے جواب اس تو ہم کا یہ کہ مبطوع ہو
 کسی ماکول و مشروب کا دو قسم یہ ہوا کرتا ہے ایک بنظر نفس تلذذ و ذائقہ دوسرے
 بسبب متاثر ہونے ساتھ اثر و کیفیت حاصل کسی شے کے قطع نظر لذت
 اور ذائقہ سے چونکہ مرغوبات قسم ثانی ذوقاً و اکلاً ہرگز مبطوع نہیں ہو سکتے
 بلکہ ذوقاً و اکلاً تو کمال ناگوار اور نامرغوب طبع ہونا اور نکام ہر ایک وقت اور
 حالت میں ثابت ہو اشد شراب وغیرہ جو اشیا اس جنس کی ہیں کہ اکلاً اور
 ذوقاً کسی وقت و حالت میں مبطوع طبع انسانی واقع نہیں ہوئی اور
 اشیا کا شمار شہائی مبطوع و مرغوب طبع انسانی میں کرنا ہی بیجا و نامنسل
 ہے اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ نکمیا وغیرہ سمیات قاتل جو کہ عادت

کرنے سے کمال محتاج الیہ اور پسند طبع اہل اعتیاد ہو جایا کرتے ہیں
 اور اون کے استعمال سے انسان کو کسید طبع پر مفری نہیں ہوتا چاہیے
 کہ وہ تمام سمیات قائمہ بھی داخل مرغوبات انسانی کیے جائیں علامہ
 اسکے شراب مضر عقل ہو اور انسان کو مرتبہ انسانیت سے نکال کر مرتبہ
 حیوانیت کے ساتھ متصف کرتی ہو پس چونکہ انسان مکلف ہو واسطے
 حفظ و تکمیل مراتب انسانیت کے لہذا استعمال شراب واسطے انسان
 کے کسید طبع مرض و مباح نہیں ہو سکتا تو ہم سوچ یہ کہ خواہش مجاہت
 کو جو تیس علیہ خواہش اکل لحم قرار دیا اور بذریعہ اس قیاس کے تنہ اکل
 لحم کو مثل تشنگی لذت مجاہت کے ضروری الرضت خیال کیا یہ قیاس
 اس جگہ محض قیاس مع الفارق ہو کس واسطے کہ خواہش مجاہت
 تو مثل خواہش جمیع کے اقسام خواہش ہا می مولہ جسمانی سے ثابت ہو چکا
 خواہش اکل لحم کہ یہ خواہش خواہش مولہ نہیں ہو پس قیاس اس خواہش
 غیر مولہ کا اور خواہش ہا می مولہ کے کر کے اجازت شرعی و عقلی کا اسکے
 واسطے ضروری سمجھنا محض خلاف عقل ہو علی الخصوص اوس وقت میں کہ لذت
 اکل لحم اون اقسام لذت سے واقع ہوئی ہو جنکے فرسے سے بدون
 چکھنے اور زبان پر رکھنے کے اصلا واقفیت و اطلاع ہی انسان کو
 نہیں ہوتی چہ جائے رغبت و خواہش بلکہ تا وقتیکہ خوب طبع یعنی کمال
 اہتمام و تکلفات تمام اسکو نہ پکائیں اور اجزاء و اشیای مصلحہ ملا کر قابل
 کھانے کے نہ بنائیں تب تک باوجود چکھنے کے بھی اصلا لذت اور کمال

انسان کو حاصل نہیں ہوتی کچھ خام کیطرت تو حیوانات درندہ ہی کی رغبت
 ہوتی ہوگی انسان لطیف المزاج تو کیسا ہی عاشق غذا ہی کچھ کیون نہوچے
 گوشت سے اوکو نفرت طبعی ہو اگر تھی ہر نہ رغبت اگر آدمی پر ایک دو
 روز کا فاقہ بھی گزر جائے تو بھی غائب کیا کچا گوشت نہ کھائے پس ان حالات
 کی نظر سے یہ بات پر ظاہر ہو کہ مزہ کچھ کا محض وابستہ صنع و ترکیب ہو کرتا
 ہر قطع نظر صنائع و تراکیب خاصہ کے فی حد ذاتہ کچھ میں کوئی تلمذ و مرغوب
 پایا ہی نہیں جاتا اور اس صورت میں نفس ذات کچھ کا خود لذائذ و مرغوبات
 بالذات نوع انسان ہی سے سمجھنا سراسر خلاف عقل و شعور ہر ایسی شے
 نامرغوب ذاتی کے طلب تلمذ کا واجب الرخت ہونا کب ضرور ہر جواب
 با صواب اس توہم کا باین طور سمجھنا چاہیے کہ کمال مرغوب ہونا کسی شے
 کا باین درجہ کہ با وجود منع و تحویف و تاکید و تہدید و فریب بھی اندیشہ اوسے
 طلب تلمذ میں مبتلا ہونیکا پیدا ہو کچھ فقط اوجین مستلذات خاصہ کے ساتھ
 جو کہ فقط وابستہ خواہش مولہ جسمانی کیسے گئے ہوں لازم نہیں ہوتا بلکہ
 اور بہت سے مستلذات اور مرغوبات نفس انسانی اس طرح پر واقع ہیں
 کہ با وجود وابستہ خواہش مولہ جسمانی نہونے کے کمال درجہ شوق دلی
 اور رغبت نفسانی اذہنی طرف جبلت انسان ضعیف البنیان میں پیدا
 ہوتے کہ پرہیز کرنا اوں سے بسبب غلبہ رغبت و شوق کے نہایت درجہ
 نفس انسانی پر شاق اور تکلیف مالا طاق ہوا کرتا ہو بلکہ مرتبہ غایہ خواہش
 اور رغبت نفسانی کا تو مرتبہ خواہش مولہ جسمانی سے بھی مجاہد باغاتر

گزرتا ہر چنانچہ خواہش اکل و خواہش سبب شرت ہی میں فرق و امتیاز
 ان دونوں مراتب کا بخوبی تمام موجود ہر یعنی مرتبہ خواہش مولہ جسمانی
 اور مرتبہ شوق دلی اور طلب نفسانی دونوں مراتب ہر ایک میں ان
 دونوں مستلزمات سے پائے جاتے ہیں اصل مقصود اور نفس مطلوب
 مرتبہ خواہش مولہ جسمانی کا نفس وجود ماکول اور نفس وجود کسی مدخولہ کا
 ہوا کرتا ہر طعام کیسا ہی بد مزہ اور مدخولہ کیسی ہی نامقبولہ کیون نہ خواہش
 مولہ جسمانی کا منہ ان دونوں مطلوب ضروری کے لمبا نے سے بخوبی
 تمام بھرتا ہر ہر مرتبہ شوق دلی اصل مقصود اور نفس مطلوب اس کا سوا طعام
 مرغوب اور میریت پاکیزہ و خوب کے اور کچھ نہیں ہوتا پس یہ دونوں
 مراتب تو ہر ایک میں ان دونوں لذات سے بالضرور پائے جاتے ہیں
 لیکن غلبہ تقاضا اس مرتبہ شوق و طلب کا ذات انسان میں اس قدر
 زائد تر خلق کیا گیا ہر کہ جس کے سامنے مرتبہ خواہش مولہ جسمانی کو بھی نہ
 مغلوب بلکہ مغلوب سمجھنا چاہیے الحق جو نفس کہ غلبہ شوق ماکول لذت
 یا کسی مدخولہ مقبولہ کے ساتھ یا بند و خوگر واقع ہوئے ہیں اگر طعام پسند
 مدخولہ نامقبولہ ہر وقت اس کے واسطے حاضر و موجود بھی رہے تب بھی عدم
 وجود ان دونوں کا اون کے نزدیک برابر ہوا کرتا ہر یہاں تک کہ باوجود
 موجود ہونے خواہش مولہ جوع و شہوت کے بھی اکل طعام بد مزہ اور بے
 مدخولہ نامقبولہ سے صرف باشتیاق طعام مرغوب و محبوب مطلوب دور
 و نشور ہی رہا کرتے ہیں اور بھی فطرت اشتیاق طعام مرغوب اور محبوب مطلوب

سے باوجود موجود ہونے غلبہ خواہش مولہ جسمانی کے بھی اکثر اوقات
 کیونکہ مرتبہ میں الغرض کمال مرغوب ہونا لہذا عمدہ نفسانی کا باین
 درجہ کہ صبر و تحمل کرنا اور فکری طلب سے کسی طرح متصور ہی نہ کچھ خواہش مولہ
 جسمانی ہی پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ باز رہنا اکثر لہذا مرغوب دلی اور مطلوب نفسانی
 سے باوجود الغدام خواہش مولہ جسمانی کے بھی نہایت مشکل و تنگدستی علی الخصوص
 اوس وقت میں کہ منع اور کئے استعمال اور تہلذوذ سے کیا جائے کہ سوا
 کہ منع کرنے سے تو حرص نفس اور بھی زیادہ تر ہو جائی کرتی جو باقی رہا یہ امر
 کہ رغبت لحم کی بدوین چکھنے اور زبان پر رکھنے کے تو اصلاً معلوم ہی نہیں
 ہوتی اور بتقدیر چکھنے اور زبان پر رکھنے کے بھی لذت اسکی موقوف ہوا کرتی
 جو اور عمدہ پکاشنے اور ترکیب ترتیب خاص کے ساتھ بنانے کے پس اس
 صورت میں غذا سے لحم کوئی شے فی نفسہ مرغوب و مطلوب بالذات
 نہیں جو جواب اسکا یہ کہ ایسے خیالات سے کمال مرغوب و مستلذ ہونا
 لحم کا اور بھی اس قبیل سے ہونا اسکا کہ انسان کمال خواہش اسکی ہے
 اور اس کے طلب کرنے میں منع و تنویہ سے بھی نہ ڈرے ہرگز باطل و
 ناسموع نہیں ہو سکتا کہ سوا سطلے کہ ہر گاہ بعد وقوع صنع و ترکیب و ترتیب
 خاصہ اور چکھنے اور زبان پر رکھنے کے کمال درجہ مرغوب و مطلوب طبعی
 ہونا غذا سے لحم کا بالیقین ثابت ہوا تو شرط وقوع صنع و ترکیب خاصہ اور شرط
 وقوع ذوق و استعمال تو کچھ ایسی شرائط نہیں ہیں جنکے اشتراط سے کمال
 رغبت و شوق انسانی کا ظہور و درجہ حاصل اور بسبب حاصل اور عائق ہونے

شرائط، کمزوری کے مرغوب و مطلوب بالذات ہونا حکم کا تینٹی خیال کیا گیا
 کیونکہ خداوند حکیم حتیٰ خلاق مطلق نے اسے قوت حسیہ قوت عقلیہ کے ساتھ
 بجلی انسان کو شرف کیا ہے اور مادہ فہم خالق اشیا اور صنائع و تراکیب عجب کا
 اس کو دیا ہے لہذا بہتر لہذا اس نوع اشرف کے قسم محسوسات یعنی مذاق
 و مرئیات و شمومات و سموعات و ملموسات سے واقع ہوئی ہیں صرف
 درک حسی ہی پر مثل مستلذات حیوانات کے مدار کا راہوں مستلذات حسیہ
 رکھا نہیں کیا بلکہ عمدہ ترین لذائذ و مرغوبات اس کے اندر مستلذات حسیہ
 وہ لذائذ و مرغوبات واقع ہوئے ہیں جن لذائذ و مرغوبات کو اس کے ایجا
 و اختراع عقلی نے پیرایہ منع و ترکیب عجیب پسنا کر بلبلز حدید آراہ کر دیا ہے
 اور از بسکہ مزاج انسانی کمال جامعیت کے ساتھ متعصق واقع ہوا ہے لہذا
 اکثر مرغوبات طبعی بھی اس کی ترکیب جامعیت ہی کے ساتھ مخصوص ہیں
 و تراکیب خاصہ کو تو کمال رغبت نفس انسانی میں استدر و دخل تمام ہے کہ
 جو مطلوبات اور مرغوبات کہ منع و ترکیب انسانی کا حقیقت اور میں
 کچھ دخل ہے واسطے مرغوب و مطلوب نفس انسانی ہونی کی نہیں ہے اور مرغوبات
 و مطلوبات کو بھی انسان نے دخل و ساس صنائع و تراکیب عجیب سے
 باز نہیں رکھا جس طرح مثلاً صورت محبوب و مرغوب باوجود یکلا و سہیں کچھ
 اصلاً دخل منع و ترکیب انسانی کو نہیں ہے لیکن اقسام زیورات اور لباس
 نوع نبوع رنگارنگ کی ایجاد سے اس کے تزیین و تشہین میں بھی کس درجہ
 دخل و مقولات حضرت انسان نے دیا ہے اور مرتبہ اس کے زیبائش

کس درجہ بلند کیا ہے معذرت گوشت گئی نمک مٹھالی وغیرہ اکثر مستلزمات
 نوع انسانی تو ایسی طبعی پیدا کی گئی ہیں کہ بدون مزج و ترکیب کے عالمی
 علیحدہ تو ان میں قدر قلیل ہی مزہ معلوم ہوا کرتا ہے بلکہ بعض کا مزہ تو قدر
 قلیل بھی بدون مزج و ترکیب کے محسوس نہیں ہوتا ہے کہ بعض تو بدون
 مزج و ترکیب کے محض بے لطف و بد مزہ ہی معلوم ہوتے ہیں نہ لذیذ و
 مرغوب لیکن بعد مزج و ترکیب کے وہی اشیاء جبکا مزہ قبل مزج و ترکیب
 نہایت کم بلکہ کالعدم معلوم ہوا کرتا ہے اس درجہ پسند و مرغوب و مطلوب
 طبع انسانی ہو جایا کرتے ہیں جسکا کچھ حد و حساب ہی نہیں کسی شے
 کے تلمذ کا درجہ صنائع و تراکیب خاصہ پر موقوف ہونے سے یہ لازم
 نہیں آتا کہ فی نفسہ وہ شے کمال مرغوب و مطلوب نفس انسانی قرار نہ لیا
 اور خواہش و طلب انسانی اوس شے کے واسطے اسبب عائق ہونے
 تکلفات صنائع اور تراکیب خاصہ کے خواہش و طلب معتبر خیال نہ کیا جائے
 کس واسطے کہ جو عقل و فہم اور مادہ صنعت کمال شوق صنائع کہ خداوند عالم
 نے انسان کو عنایت فرمایا ہے اور جس عقل و فہم اور مادہ صنعت اور کمال
 شوق صنائع سے جملہ تراکیب عجیب الطعمہ و اشربہ وغیرہ مستلزمات نفس
 انسانی کا ایجاد و اختراع خود ذات انسان سے بدون تعلیم و تفہیم کسی دوسرے
 معلم و استاد کے ظہور میں آیا ہے وہ عقل اور فہم اور مادہ اور شوق صنائع
 کسی حالت میں محض نہیں رہ سکتا اور کوئی شخص اوس عقل و فہم اور مادہ
 و شوق صنائع کو طلب و تحصیل و ایجاد و اختراع انواع لذائذ و مرغوبات میں

علی الخصوص ایسے مرغوبات و مطلوبات بدیسیہ اقرب الی الغنم میں عاجز
 و مجبور اور کسی دوسرے کی تعلیم و تنبیہ سے بے تعلقی و مقصود نہیں کہ سکتا بھلا یہ
 لذت ترکیبی تو بہت ہی اقرب الی الغنم واقع ہوئی ہے انسان نے تو
 ایسے ایسے لذائذ دقیقہ بعیدہ صنایعہ کوز و عقل سے تلاش کر کے نکالا
 ہے جنکا ایک عجیب میں خود عقل اکثر آدمیوں کی بھی حیران ہوتی ہے اگر
 الحاصل کمال درجہ مرغوب و مطلوب نفس انسانی ہونا غذا سے محرم کا بغور
 ثابت اور اس ضرورت کی نظر سے ضرورت رخصت اکل کھم یعنی اہانت
 ماکول اللحم کی اور اس کے فوج کی بنابر وجہ مفسر بالا با یقین متحقق کیے
 اس دلیل جلیل کے اگر کوئی شخص یہ دہمہ کرے کہ مردہ جانوروں کے
 گوشت کھانے سے بھی دفع تقاضا ہے خواہش نفس انسانی کا ہو سکتا
 تھا فوج کرنا جانوران زندہ کا اس ضرورت سے کس واسطے تجویز کیا گیا تو
 دفع اس توہم کا واسطہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جو جانور کہ با فوج امر
 کے سبب سے مرجایا کرتے ہیں گوشت اونکا واسطے انسان کے
 نہایت مضر اور باعث حدوث انواع امراض ہو ا کرتا ہے لہذا استعمال
 گوشت جانوران مردہ کا عقلاً اور نقلاً دونوں طرح اشد ممنوع ہے اور علاوہ
 ممنوع ہونے کے لذت بھی گوشت جانور مرلین میں باقی نہیں رہتی پس
 علاوہ خون مضر گوشت لذیذ دبیحہ کے سامنے گوشت بد مزہ مردار کو
 کون کھاتا یقین تو یہ تھا کہ گوشت جانور صحیح المزاج حیوان گوشت جانور
 مرلین کو کوئی شخص ہاتھ بھی نہ لگاتا مقصد سیر و ہم بعد دریافت

دلائل جواز و استحسان اور وجوب اکل لحم کے جو سرعظم اور مقصد اتم تجربہ پر
 حکم میں رکھا گیا ہے اور سرعظم اور مقصد اتم کو بھی معلوم کر لینا چاہیے مگر
 نہ ہے کہ تجربہ و استقصا سے سوانح و وقائع روزگار اور تبس و تفحصات
 کتب سیر و تواریخ ہر ملک و دیار سے یہ بات بخوبی ثابت و متحقق ہو چکی ہے
 کہ جملہ اصناف بنی آدم میں جو جو اصناف کہ غذا و انکی لحم ہے اور ان اصناف پر
 کہ خلیو اکل لحم سے احتراز و اجتناب ہوتا ہے ہمیشہ غالب و متحمل ہی رہا کرتے
 ہیں کبھی ایسا واقع نہیں ہوا کہ صرف اناج کھانے والے گوشت کھانے
 والوں پر غالب آئے ہوں پس اس تجربے اور استقصا سے بخوبی ثابت
 ہوا کہ تقویت مادہ شجاعت کے واسطے کوئی شے مفید زیادہ اکل لحم سے
 نہیں ہے اگرچہ شراب کے پینے والے شراب میں بھی یہ تاثیر بیان کرتے
 ہیں لیکن اول تو شراب مخرب جو اس اور مضرت عقلیہ واقع ہوئی ہے
 دوسرے شراب گوشت کے برابر تقویٰ مادہ شجاعت ہرگز نہیں کیونکہ جو
 اقوام کہ گوشت کھاتے ہوں اور شراب پیے ہوں اور اقوام کو گوشت
 کھانے والوں پر اگرچہ وہ گوشت کھانے والے شراب سے بالکل
 مجتنب ہوں کبھی غلبہ اور تسلط نہیں ہوتا پس یہ غلبہ اور نصرت خاصہ سی
 اکل لحم کا مقرر کیا گیا ہے ہر گاہ یہ خاصہ عظمیٰ اور فائدہ کبر سے اکل لحم کا معلوم
 کیا تو جاننا چاہیے کہ از بسکہ صفت شجاعت عقلاً مرغوب و محبوب واقع
 ہوئی ہے اور صفت جانت بخلاف اس کے مکروہ و مبغوض لہذا استعمال
 اس شے کا جو کہ صفت مرغوب محبوب عقلی کے واسطے مفید و موثر خلق کی گئی ہے

اور سنت مکررہ و مبنی علیٰ عقلی کے حق میں مغنی اور ضرر اس خامیہ غلطی اور
 غلطی کبر سے کے سبب سے حکم عقلی ممدوح و محبوب مقررہ ہے اور بہر اہم
 اور مقصد اہم اسکے ممدوح و محبوب ہوئے کا یہ ہے کہ ہر گاہ غلبہ و نصرت تو
 تاثیر غذای لحم ہی پر گویا خسر کر دیا گیا ہے تو اگر حضرت شایع سے اہل حق کو
 اجازت استعمال اس غذا کی حاصل نہوتی تو اور جہل منافقین و اکلین لحم
 کے مقابلے میں ہرگز اہل حق غالب اور فتحیاب نہ ہو سکتے کیا قوت جسمی
 کیا قوت شجاعت دونوں میں ہمیشہ مغلوب ہی رہتی کس واسطے کہ جہل کا جانا
 اس عالم کے حکم و حکمت الہی منہرہ بغین اسباب مقررہ پر رکھے گئے ہیں اور
 یہ اسباب مقررہ کسی سندیق خاص کے ساتھ مختص ہرگز نہیں کیے گئے
 بلکہ جہل فرق حق و باطل ان اسباب مقررہ کے نفع و ضرر میں برابر متصور ہیں
 اگر حکم اہل لحم کا واسطے اہل حق کے نہ دیا جاتا تو جو جو مناسد اور منطالم اور فتن
 و قباہات کہ مغلوبی اہل حق اور غلبہ اہل باطل سے مستور اور متعین پیش نظر
 تھے ان سب منطالم و آفات اور فتن و قباہات کو جائز و منظور تصور
 بالضرور لازم آتا تو بیجا ناخون ان جانوروں کا خود آدمیوں کے خون
 ناحق کو کمان کمان نہ بہاتا تو حق عطا اور اہل حق اگر اپنے شین اہل لحم
 بیچاتے تو جہل اور اہل باطل تو باقتضای طبع و خواہش نفسانی اس غذا
 عمدہ و لذت کو اس حالت میں بھی ضرور ہی کھاتے اور قوت تاثیر غذا
 مذکور کے سبب سے عقل اور اہل حق پر لا محالہ غالب ہے پس جس قدر
 منطالم و قباہات اور فتن و منادات کہ غلبہ و تسلط جہل اور اہل باطل سے

لازم آیا کرتی ہیں اول سب مظالم و قباحت اور فتن و فسادات کا
 ظہور و صدور بلکہ شائع و ذائع ہونا اس صورت میں ضروری لازم تھا
 لہذا انہیں سب مناسد و مظالم و قباحت کے رفع اور دفع کی ضرورت تھی
 عقلاً اور اہل حق کو کھانا کھ کا عقلاً اور شرعاً دونوں طرح سے ضرور ہوا
 اور بھی اکل کھم واسطے عقلاً اور اہل حق کے بامر اللہ التقدر نہایت ہی
 ایک عمدہ دستور ہوا و الحمد للہ علی احسانہ مقصد چہارم وہاں
 مقصد میں بیان ہو دلیل جواز و استحسان فوج انواع خاصہ و حوش و طیور
 کا اور وجہ علیحدہ ذکر کرنے دلیل جواز و استحسان فوج و حوش و طیور
 کی یہ ہو تاکہ کوئی مقترض اس طرح پر اعتراض نہ کرے کہ جس قدر جانور
 خاصہ خدنگاری اور کار براری نفع انسان ہی کے واسطے پیدا کیے
 گئے ہیں صرف انہیں سب کے جواز و استحسان فوج کے دلائل بیان
 مابقی سے واضح ہوئیں پس اول سب کے فوج میں تو نسبت کوئی
 محل بحث و کلام نہیں ہو لیکن اور بعض انواع و حوش و طیور جو کہ محض
 متوحش و فقور نوع انسان سے پیدا کیے گئے ہیں نہ نفع انسان کے
 واسطے وہ انواع و حوش و طیور اصل اقتضای وضع خلقی سے کچھ بیچارہ
 مطیع و رام ہیں نہ از حیلہ سبب احت و آرام ایسے جانوران آزاد خلقی
 کو گرفتار اور شکار کرنے کے واسطے کوئی توجیہ اور وجہ بھی اس لئے
 عبالہ سے پائی نہیں جاتی رہیں بعض اولہ ضرورت اکل نفس کھم کی عام
 اس سے کہ وہ کھم کھم جانوران الہی کا ہو خواہ جانوران صحرائی کا اول

اولہ سے بھی ضرورت فیج ان جانوران خاص کی بالاختصاص ہرگز
 ثابت نہیں ہو سکتی کس واسطے کہ در صورت کافی دوائی مل وافر ہو سکا
 ہونے محوم جانوران اپنی کے جانوران وحشی کو بلا ضرورت گرفتار
 اور تھکار کرنا سوا فضولی اور کثرت نفس پرستی کے نہ اس کے واسطے
 کوئی توجیہ پائی جاتی ہر نہ توجیہ وجیہ خیال میں آتی ہر پس کیا سبب ہے
 کہ جانوران آزاد کا شکار بلا حجت و تکرار اس دین متین میں مباح قرار
 دیا گیا ہر بلکہ عمدہ اطعمہ اور حسن ماکولات سے تجویز کیا گیا ہر کیا حاشہ
 ان جانوران وحوش و طیور کے جواز فیج کے واسطے بھی کوئی دلیل
 و توجیہ حضرات والا مقام اہل اسلام کے پاس ہر یا نہیں جواب اس
 سوال ظاہر الاشکال کا اس مقصد چار دہم سے دریافت کرنا چاہیے
 واضح ہو کہ مقصود وجود انسان سے علم و عقل و معرفت ہر یعنی
 انسان اشرف المخلوقات کھانے پینے کے ہوتے کے واسطے
 یا اور کار بارے خیس میں مشغول رہنے کے واسطے یا شغل جمادات
 معطل محض ہر رہنے کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ جو ہر شریف
 ادراک و عقل کہ صرف اویکے سبب سے انسان ضعیف البیان
 اشرف المخلوقات کہلایا اوس جو ہر شریف کا کجام ہر وہی کام انسان
 کے واسطے اصل مقصد و مرام ہر پس اصل کار مقصود انسان کا علم و
 عقل و معرفت خواہ وہ علم و عقل و معرفت ذات و صفات حضرت
 خالق کوئیات کے ہو خواہ اور باقی حقائق موجودات کے ہر خدا پرورد

باقی حقائق موجودات کا علم علم معرفت ذات وصفات حضرت خالق کائنات
 کے ساتھ برابر تو کبھی سرگز نہیں ہو سکتا لیکن بعد علم معرفت ذات
 صفات حضرت خالق کائنات کے اور اکثر حقائق موجودات کے
 علوم بھی انسان کے واسطے ایسے مقصود اور ضروری واقع ہو سکتے
 ہیں کہ جنکے اوپر تمام انتظام کارخانہ عالم کا گویا معلق و مقصور ہو اور
 جاننا اور کما ہر فرد بشر پر اگر فرض عین نہیں تو فرض کفایہ تو ضروری ہو سکتا ہے
 منجملہ اقسام علوم حقائق موجودات کے ایک فن طبابت و ڈاکٹری ہو
 کیسا فن ضروری ہو اگر تحقیق و تدوین اس فن کی نہ ہوئی ہوتی تو تمام فرد
 انسان وقت بحوث امرار و عوارض کیسی کیسی مہبتیں اٹھاتے اور
 کن کن صدمات کے ساتھ تکالیف جانگزا پاتے پس ایک ہی فن ہو
 کہ گویا ایک حصہ انتظام عالم کا دار و مدار صرف اسی پر قرار پا رہا ہو اور
 کمال ضرورت اس فن کی اس درجہ نوع انسان کے واسطے ثابت
 ہو کہ درحقیقت پوچھیے تو ہر ایک نفس انسانی اس فن کی طرف محتاج
 پیدا کیا گیا ہو لیکن چونکہ بعض افراد کے اوس سے واقف و ماہر ہو جائے
 میں کارروائی کل اشخاص عام و خاص کی ہو جایا کرتی ہو اسی سبب سے
 ہم ایسے فنون ضروریہ کو فرض کفایہ ہونے کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں
 اس حاصل ہر گاہ کمال ضرورت اس قسم علوم و فنون کی معلوم کی تو اب
 اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ان تمام علوم و فنون ضروریہ کی تحقیق
 اور تدوین اسکے محققوں اور موجدوں کو کچھ بیٹھے بیٹھائے حاصل

نہیں ہو گئی تھی بلکہ بہت کچھ سیر و سفر اور جہان نور دیون اور دشت و صحرا گریون
 سے ان علوم و فنون کو اول حضرات نے حاصل کیا پھر تحقیق و تدوین
 حقائق موجودات کے واسطے کن کن مصیبتوں کو اپنے سر پر لیا پھر تب بہت
 تحقیق و تدوین ان علوم و فنون کی آئی اور اہتمام جامعہ مذکورہ نے
 اس کے بعد گویا مفت ایک دولت غیر مترقبہ گھر بیٹھے بچائے اور ان علوم
 مذکورہ سے پائی انحصار حاصل دراصل تحقیق اور تدوین ان تمام فنون ضروریہ
 کی سیر و سفر اور جہان نور دیون اور کوہ و صحرا گریون ہی کے ذریعے
 سے حاصل ہوتی آئی پھر چنانچہ آج تک بھی سیر و سفر کرنا واسطے تحقیق حقائق
 موجودات کے حکماء سے فرنگ بافرنگ میں بابر بارہی ہر کمال ضرورت
 سیر و سفر سے اس وقت تک استغنا حاصل نہیں ہوا اور نہ آئندہ غالباً
 کبھی ہو گا ساتھ اسکے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اتنے بڑے زمانہ میں حال اس
 سیر و سفر کا کچھ اور تھا اور اب بعد پیدا ہونے ہزار ہا اسباب و سامان
 اور حکم علیہ کے کچھ اور ہے جو ساز و سامان زمان سابق میں ایک پادشاہ
 عظیم القدر کو میسر آنا ممکن نہ تھا اب اس زمانے میں اس نے اپنے اپنے مقاصد
 کے واسطے وہ ساز و سامان بلا تکلف ہر جگہ موجود ہو چکے ہیں جو سفر کے پہلے
 زمانے میں تحقیق و تدوین علوم و فنون کے واسطے حضرات حکماء
 وقوع میں نہ آئے کمال اشکال اور سیر و سامانی اول سفر و کی احتیاج
 شرح و بیان ہرگز نہیں رکھتی بعد اتمام اس تمام تہذیب و کلام کے اب اصل
 مطالب کو سمجھنا چاہیے یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت خداوند خلاق حقیقی نے

اصل مدار تحقیق اور تدوین ان علوم و فنون ضروریہ کا صرف اوپر سیر
 و سفر سحر دہرا اور کوہ و صحرا النوردی افراد بشر ہی کے مقرر فرمایا ہر سوا
 اس وسیلہ سیر و سفر اور کوہ و صحرا النوردی کے اور کوئی قدرتی وسیلہ
 اس علم و تحقیق و تدوین کے واسطے ابتداً ہرگز ظہور میں نہیں آیا ہر سیر
 ہر گاہ کمال ضرورت سیر و سفر اور دشت و صحرا النوردی کی انسان کے
 واسطے ابتداً سے عمد عالم سے ثابت ہوئی تو جہاں سیر و سفر کوئی ان
 علوم ضروریہ کی تحقیق اور تدوین کے واسطے انسان پر پُر ضرورت ٹھہرا دیا
 جو از شکار و حوش و طیور اور شکار یا میان دریا بھی بسبب موقوف علیہ
 سفر سحر و رہ ہونے کے از جگہ اہم امور ٹھہرا تھے اس اجمال کی اوقیل
 اس مقال کی یہ کہ اشد شرائط و ضروریات سفر سے کہ بدون او سکے
 سفر کی سطح پر مستور ہی نہ ہو سکے دستیاب ہونا طعام کا ہر ایک محل و
 مقام پر گو خواہش کھانہ کی مسافر کو ہر محل و مقام پر نہ ہو لیکن دستیابی
 آب و طعام کا ہر مقام پر اذعان و اطمینان ہونا ضرور چاہیے اور اگر
 حقیقت پوچھیے تو سفر میں تو بیوک انسان کی اور بھی زیادہ ہو جایا کرتی ہے
 پس حالت سفر میں تو حالت حضر سے بھی زیادہ تر آب و طعام ہر محل و مقام
 پر مطلوب ہوتا ہے اور چونکہ سفر ایک بہت بڑی ریاضت ہے سر انجام اس
 ریاضت کا بدون دستیابی غذا سے مرغوب اور قوی کے سخت عسر
 بلکہ غیر امکان پذیر سمجھنا چاہیے الغرض دستیاب ہونا طعام کا ہر مقام
 پر مسافر کے واسطے اشد ضروریات سفر سے ہے پس دستیاب ہونا طعام

کا ہر ایک کام پر ایسے تھان ہو ر و ن اور صحر اگر دون کے واسطے ہو کہ
 گروہ حکما سے فرض کیے گئے ہیں نہ ملائکہ سلاطین و امرا سے دین
 جائز رکھنے شکار و حوش و طیوہ اور شکار ماہیان و دریا کے کیسے طرح پرستو
 ہی نہیں ہو سکتا اتحق تحقیق اور تہ دین تو ان علوم و فنون ضروری کی
 خداوند قائلے نے اسے متعلق ساتھ گروہ حکما ہی کے قرار ہی جو نہ
 ساتھ ملائکہ سلاطین و امرا کے اور سابق زمانہ کی بے سرو سامانی تو اس
 تھی کہ لوگ و سلاطین بھی سفرون میں اکثر اوقات بالاضطرار محتاج اس
 شکار کے ہو جایا کرتے تھے بلکہ اگر حق پوچھیے تو بعض مواقع ضرورت میں
 تو خود اس وقت تک بھی سلاطین و امرا کو احتیاج بالاضطرار اس قسم شکار سے
 چارہ نہیں ہو سکتا پس ان حضرات حکما کے زمانے سے سرد سامانی کے
 سفر نظر کرنے سے تو اور بھی بالبداہہ ثابت ہو کہ اگر شکار و حوش و طیوہ
 اور شکار ماہیان و دیگر مقام پر میر نہوتا تو جو سیر و سفر ان سے ظہور میں
 آیا و وقوع اس سیر و سفر کا بھی ہرگز کسی طرح پرستو نہوتا نہ تو ان حضرات حکما
 کے پاس سامان سلطنت و امارت تھا کہ سلاطین و امرا کی طرح ہر حکم
 اپنے ساتھ ہر قسم کھانے پینے کا بار بلکہ بار ہمارہ رکھتے اور طرح طرح
 کے اخذیہ لطیفہ جہان جس وقت چاہتے چکھتے نہ یہ ممکن تھا کہ مثل
 بعض ریاضت کشوں کے صرف درخت کی پتوں پر یہ حضرات لمبہ اوقات
 کرتے اور باوجود آدمی ہونے کے جائز و ن کا کھانا کھا کر لگاتار
 رہتے ایسا کھانا تو ملک کی رو سے درست ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت

حکما اوسکو کھاتے اور اگر کھاتے تو بارشقت سفر کس بل بوتے سے
 اپنے سر پر اٹھاتے غذا تو سفر میں ایسی ملنا چاہیے جو کہ مقوی ہو اور
 حافظہ صحت ہو اور اوقاف اغذیہ سے ہو واسطے جسم انسان کے اس
 قسم کی غذا سوا شکار و جوش و طیور اور شکار یا میان دریا کے ہر جگہ میسر
 آنے والی کمان ہی جو ایسے جان گردوں اور دشت و صحرا فردوں کو
 ہر ایک جگہ پر میسر کر سکے پس ان تمام وجوہ و مقدمات سے یہ بات
 بالبداہت ثابت ہو کہ ہر قسم ترقی اور تحقیق علوم ضروری نوع انسان کی
 موقوف تھی سیر و سفر پر اور سیر و سفر اسکا موقوف تھا ایسی غذا کے
 کثیر الوجود ہر جا موجود غیر وابستہ وجود سیم و زر پر بغرض کمال ضرورت جو
 شکار و جوش و طیور کے اور شکار یا میان دریا کے سمحاط قدر ضرورت سیر
 سفر مذکور سے بخوبی واضح ہو چکی جس قدر ترقیات علوم و کمالات نوع
 انسان کے از عہد آدم تا ایندم صرف بذریعہ سیر و سفر ظہور میں آئیں لغو
 اونکو ملاحظہ کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ جن جن علوم و ادراکات
 عجیبہ اور فنون کمالات غریبہ کو افراد انسانی نے بذریعہ سیر و سفر
 جان گردی اور دشت و صحرا فردی کے حاصل کیا ہے آیا حاصل کرنا
 اونکا کیسا ضروری تھا اور بدون اختیار جان گردی اور دشت و صحرا فردی
 کے بھی حاصل کرنا اون علوم و کمالات عجیبہ کا کسی طرح ممکن ہو سکتا تھا
 یا نہیں اور جو کچھ سیر و سفر اور جان گردی اور دشت و صحرا فردی
 برسوں بلکہ قرون ان حضرات سے وقوع میں آئی بدون جابجا سیر

آئی غذا سے موافق اور مقوی اور مفید کے بھی یہ جہان گردی اور شہت
 و صحرانوردی انسان ضعیف البنیان سے ممکن ہو سکتی تھی یا نہیں
 اور اس قسم کی غذا سے مفید و مقوی جا بجا میسر آنے والی سوگوشت
 و وحش و طیور اور ماہیان دریا کے کوئی اور بھی خداوند خلاق نے
 پیدا فرمائی تھی یا نہیں ان تمام وجوہ و مقدمات کے بغور نظر کرنے
 سے کمال ضرورت جواز شکار و وحش و طیور اور شکار ماہیان دریا
 نوع انسان کے واسطے بیداشت تمام بلا گنجائش بحث و کلام ثابت
 و تحقیق ہے اور تتمہ کلام اور خلاصہ مرام اس مقام میں یہ ہے کہ شکار
 و وحش و طیور اور شکار ماہیان دریا دراصل واسطے نوع انسان کے
 اس نظر سے ضروری الرحمت تجویز کیا گیا کہ حاجت سفرون کی بھی انسان
 کے واسطے ضروری ہے اور سفرون کے واسطے مرض ہونا ایسے
 رزق وسیع کثیر الوجود کا ازجملہ اسم اسد ہے جو بحق بہت سفر انسان کے
 تمام نوع انسان کے واسطے کمال ضروری اور متضمن انواع فیوض
 و انتفاع مقدر کیے گئے ہیں اور اکثر اشخاص مفلس و بے زر ہی اور
 سفرون پر شیفہ اور فریفتہ مقرر کیے گئے ہیں امر اکو عیش امارت ایسے
 کاموں کے واسطے کمتر رحمت سفر دیتا ہے علاوہ اسکے سنت قدیم خداوند
 علیم حکیم اس طرح پر جاری ہے کہ ایسے مشکل اور بے طمع ارادوں کا
 کام خداوند ملک علام اکثر مفلسوں اور آزادوں ہی سے لیتا ہے جو
 علوم و فنون ضروری کہ تحقیق و تدوین اور ان کی ابتدا سے عہد عالم سے

آج تک وقوع میں آنی کچھ سلاطین و امرا سے اسکا وقوع نہیں ہوا
 بلکہ اکثر جامعین اور محققین ان علوم و فنون منغلس و غربا تھے پس اس
 صورت میں اگر شکار و حوش و طیور اور شکار ماہیان دریا کا واسطے ان
 کے جائز اور مرض قرار نہ دیا جاتا تو بارشقت ایسے سفرون کا کس بل
 ہوتے سے کوئی شخص اپنے سر پر اوٹھاتا اور سچ تو یہ ہے کہ ضرورت ہے
 شکار کی حالت سفر میں کچھ منغلسین و غربا ہی کے ساتھ بالاخص خاص
 خاص نہیں کی گئی بلکہ حقیقت پوچھیے تو خود سلاطین و امرا بھی ایسے
 سفرون میں بعض مواقع پر بالا اضطرار محتاج اس قسم شکار کے ہو جایا
 کرتے ہیں غرض امیر ہون یا فقیر ایسے آزادانہ سفرون میں بدون
 جائز رکھنے شکار و حوش و طیور اور شکار ماہیان دریا کے چارہ او گزاد
 دونوں کا سخت دشوار ہوتا ہے اگر غور کیجیے تو ایسے سفرون کا صرف
 اسی قسم اغذیہ پر اکثر دار و مدار ہوتا ہے فائدہ ہر گاہ اصل وجہ ضرورت
 شکار و حوش و طیور اور شکار ماہیان دریا کی معلوم ہوئی تو جانتا چاہیے
 کہ اصل علت اور کمال ضرورت تو جواز عام شکار و حوش و طیور اور
 شکار ماہیان دریا کی ہی تھی جو کہ بیان کی گئی لیکن بعض مواضع
 اور مقامات کی حالت خاصہ پر نظر کرنے سے ایک دوسری علت
 اور بھی ایسی ہی قوی جواز شکار و قسام جانوران مذکور کے واسطے
 ثابت و متحقق ہوتی ہے بیان اسکا یہ کہ جن جبال و صحاری غنیمت
 ذی نزع میں قدرت خدا سے افراد و نفع البشر آباد ہیں ان مواضع

غیر ذمی نر کے رسنے والوں کے واسطے بھی احتیاج باہر نسل اران دونوں
 قسم شکار کو جملہ سلمات سے سمجھنا چاہیے کہ اس واسطے کہ ایسے مواقع خاصہ
 میں بسر برد افراد نوع بشر کا دار و مدار تو بسبب قلت و نایابی اجناس خوب
 و غلبہ جات کے ابتدائے حالت خلقی سے صرف دو ہی قسم اغذیہ پر متر
 رکھا گیا ہے ایک گوشت یا شیر یا روغن یا بیڑون بکریوں و دنبوں وغیرہ
 کا دوسرے شکار و حوش و لیواور شکار ماہیان دریا یا حجت اس قسم
 شکار کی اولن مواضع خاصہ میں تا زمان عدم کثرت و عدم شیوع جانات
 وغیرہ اسباب و سامان جراحمال و انتقال تو بہت ہی کچھ تھے لیکن
 اب تک بھی اکثر اس قسم مواضع پر ضرورت شکار مذکور سے فراغ و مستقنا
 حاصل نہیں ہوا اگر بیڑون اور دنبے وغیرہ جانوران خاص تو اولن مقامات
 کے باشندوں کے واسطے خلق ہوئے ہیں فاما ان جانوران خاص
 کے گوشت اور شیر وغیرہ کا انتفاع عام تو گویا وہاں کے ذی مقدرتوں
 کے ساتھ اکثر مخصوص رہا کرتا ہے ہر مردمان مفلس و پان کے اونکا
 پیٹ تو بہ نسبت اوس گوشت اور شیر کے ان دونوں قسم شکار ہی سے
 زیادہ تر بھرتا ہے پس اولن بیچاروں کی زندگی کا زیادہ تر دار و مدار
 انھیں دونوں قسم شکار پر مقرر سمجھنا چاہیے اور کبھی معنی نہ ہے کہ واسطے
 جواز ان دونوں قسم شکار کے علاوہ ان علل و سبب کے چند علل و
 اسرار اور بھی پائے جاتے ہیں بعد فکر و تامل خیال میں آتے ہیں
 منجملہ اولن علل و سبب کے ایک یہ ہے کہ انسان بعض اوقات و حالات

میں نہایت نادار اور مصیبت فقر و فاقہ میں گرفتار اور کسی کار و خدمت
 کے پانے اور بچا لانے سے بھی سخت محروم و ناچار ہوا یا اگر ہاں بہاں تک
 کہ سوا بھیک مانگنے اور گدائی کرنے کے اور کوئی حیلہ اور وسیلہ ہی
 اوس وقت خیال انسان میں نہیں گذرتا ہو پس چونکہ بھیک مانگنا
 اقتضائے ہمت و قوت سے نہایت بعید ہے اور بسبب منافی شرم
 و حیا ہونے کے دولت انسانیت کے واسطے سترتا سر موجب عزت
 شدید ہے لہذا اوس مصرت اشد اور بلا سے بد سے محفوظ رہنے کے واسطے
 رخصت اس غذا سے بے منت خلق کی تمامی افراد نوع انسان ^{الانسان} ^{فمنہ} ^{الانسان}
 کو علی العموم دی گئی بلکہ یہ رخصت اون کے حق میں گویا اہم ضرورت
 سے تجویز کی گئی ہے ورم یہ کہ چونکہ نوکری اور حرفت اور تجارت لینے
 حلا وجہ معیشت میں احتیاج تعلق اور تعلق احتیاج ہونا انسان کو طرف
 اپنے انبا سے جنس کے ضرورت تھا اور یہ احتیاج و تعلق اسکا طرف انبا
 جنس کے ہر حالت کی نظر سے از حجلہ اہم امور تھا لہذا رحمت عامہ الہی متفقو
 اس بات کی ٹھہری کہ کچھ حصہ نرق بلا احتیاج و تعلق انبا سے جنس سے
 بھی انسان کو دیا جائے اور سائر حالات احتیاج او سکی سے کسی ایک
 حالت میں مرتبہ فراغ و استغنا بھی تمام ارباب دنیا سے اس کے واسطے
 عنایت و مرحمت کیا جائے تاکہ شان رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ
 الہی کو وہ اچھی طرح سے پہچانے اور قدر اس عنایت خاصہ کو درش
 عامہ کی خوبی تمام جانے علاوہ اسکے ایک سر اعظم اور حکمت اتم

اس رحمت سر پر استغاثت میں یہ بھی ہر گاہ کہ کوئی شخص باقتضا الہیت
محضہ اور غلبہ شان استغنا کے جملہ اپنا سے جنس اور ارباب دنیا سے
بے تعلق محض ہو کر بسر اوقات کرنا چاہے تو باہر بے تعلقی کو مستغنا
اس خوان نیما کے سبب سے بسر اوقات اور سکی دشوار نہیں ہو سکتی اگر
سعیت اہل و عیال ہر قوت بھی اس کے واسطے موجب تشقت و انتشار نہیں
ہو سکتی الحق نوع انسان کو تو خداوند خالق حقیقی نے صفت جاہلیت
کے ساتھ خلق کیا ہر اور جملہ شیون و صفات کی منظریت کے ساتھ شرف
اختصاص اس کو دیا ہر پیر الہی رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ کا ملکہ
بھی انسان کی نسبت ضرور درکار تھا اس واسطے انسان اشراف المخلوقات
اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ شرف کیا گیا

خاتمہ الکتاب

دلائل جواز و استحسان و وجوب اور فوائد و منافع و مصالح اکل لحم کے معنی
مذکورہ بالا سے بخوبی واضح ہوئے لیکن اتنا دوسوہ اس مقام پر البتہ باقی رہا
کہ فحج کرنے میں تکلیف تو جانور کو لا محالہ ہوتی ہر پیر اس تکلیف کو
خداوند ارحم الراحمین نے جاندار ضعیف و زار پر بلا جرم و خطا کس واسطے
جائز کیا اس و سوہ کے دفع ہونے کی واسطے جسے جوابات ہیں جواب اول
یہ کہ جملہ مصالح آئی پر رزاقیت انسان کی کچھ ضرور نہیں دیکھو و اطفال
خود رسال پر با وحت عاجز و معدوم و مرحوم محض ہونیکے جو چوتھا لیسٹ

امراض کی ہوا کرتی ہیں اور بھی جانور ان بے عقل و زبان پر جو شاید
 و تکالیف فوج سے بھی زیادہ تر لائق ہوتی ہیں یہ جملہ شاید و تکالیف
 بھی آخر بامر و قدرت خداوند ہی لائق ہوا کرتی ہیں بدون اس کے
 حکم اور مشیت کے تو کسی طرح لائق نہیں ہو سکتیں پس اون سب شاید
 و تکالیف کے جائز رکھنے کی توجیہ اور وجہ وجہ کب کسی عاقل کی عقل
 قیاس میں آسکتی ہو اور کونسا عاقل ان شاید و تکالیف کے مصالح
 اور اسرار کو بیان کر سکتا ہو اسی طرح تجویز تکالیف فوج کے مصالح و نکات
 ہونا بھی کچھ ضرور نہیں اور جائز ہونا اس تکالیف کا بقیاس خود شاید
 و تکالیف مذکورہ بالا عقل و قیاس سے ہرگز دور نہیں جو آب و ہوا سے یہ کہ
 اکثر تکالیف جو کہ انسانوں کو پہنچا کرتی ہیں بسبب شومی اعمال و فحشا
 کے پہنچا کرتی ہیں پس حیوانات میں بھی تو اعمال ظلم و تعدی با سبب
 اکثر واقع ہوا کرتی ہیں اور جو فرد حیوان ہو وہ اپنے سمجھنے کمزور کو ضرور
 مارتا اور ستاتا رہتا ہو لہذا اگر یہ تکالیف فوج حیوان کے حق میں سزا
 اعمال ظلم و تعدی ہی قرار دی جائے تو بھی ہو سکتا ہو جو آب و ہوا سے یہ کہ
 ہر گاہ خداوند عالم نے جانداروں کو علاوہ دولت و جود اور صدقہ مانہ
 نعمتوں کے ساتھ بھی مشرف فرمایا ہو حالانکہ کوئی استحقاق انکسار و
 عالم پر سہلا نتھاپس ایسے منعم بحق اور ربی مطلق سے اگر نبی بھی پہنچے
 تو اس سے رسانی سے قیاس سے رسانی مادر مہربان پر نظر کرنا چاہیے
 خیال کر کہ مادر مہربان کے مادر نے مین جو لذت بچے کو حاصل ہو کر

وہ لذت تو اسکو کسی دوسرے کے پیار میں بھی حاصل نہیں ہوتی
 دوسرا آدمی بچے کو پیار کرتا ہے اور بچہ اس سے بھاگتا ہے اور ڈرتا ہے
 اور مادر مہربان اگر کسی وقت اسکو مارتی بھی ہے تو بچی بچہ ہی مان
 بیکارتا ہے اور اسکی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے اور بے اختیار ہو کر جاتا ہے
 پس لذت ضرب و زنا و مہربان کو اس بچے بے زبان کے دل سے
 پوچھنا چاہیے اور بھلا وہ بچہ تو بچہ ہے آدمی ہے مری اور پرورش کر سوا
 کے احسانات جیہ و عہد کے کمال خیال میں تو جانور دن تک کا یہ حال
 ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے پالے اور ملائے ہوئے جانور پر خفا ہو کر اسکو
 مارتا ہے تو کیسا ہی وہ جانور مہرب و خشکین دوزخ اور کیوں نہ پرورش
 کرنے والے کی خشم و تعذیب کو دیکھ کر نہایت ہی دہ جاتا ہے اور کان
 بھی اس کے سامنے کبھی نہیں ہلاتا ہے اور اسکی بچہ رسانی سے اصلاح
 اس کے دل میں نہیں آتا کیلئے حکما خشم و مال طبعیت حیوانی میں ہرگز نا
 متین پائیں معلوم ہوا کہ پرورش کرنے والے کی تعذیب سے اصلا
 خیال ملال دل میں نہ لانا اور اس تعذیب کو تعذیب نہ سمجھنا بلکہ امر
 فطری ہے کہ اطفال خورد سال اور حیوانات لایققل محض بھی اس میں ناچار
 و بے اختیار ہوا کرتے ہیں لہذا ایسے منعم حقیقی کی تعذیب کو مستوجب
 شکوہ و شکایت جانتا خود اقتضا سے فطرت انسانی بلکہ فطرت حیوانی
 سے بھی بعید ہے ضرب و تعذیب و سبک اسی نظر سے قول اباب و دیگر
 جواب چارم یہ کہ ہر گاہ خداوند تعالیٰ تیار مطلق ہے اور اس قادر مطلق

کے حکم اور شیت سے حکم فیج کا تسلیم کیا گیا تو اس فیج میں جبکہ حکم خداوی
 سے واقع ہوا کرتا ہے تکلیف ہونا جانور مذبیح کو کیا ضرور ہے اور نہ یہو پنا تکلیف
 کا ایسی حالت میں اوس قادر مطلق اور کریم حق کی قدرت اور رحمت
 سے کیا دور ہو پس اگر ہم اپنے وہم و گمان میں فیج کو تکلیف سمجھتے ہیں
 تو واقع میں اوس کا تکلیف ہونا موافق ہمارے وہم و گمان کی کچھ ضروری
 نہیں دیکھو ایک کم سے کم مرتبہ کا ڈاکٹر جو کہ اضعف مخلوقات خداوند عالم
 سے ہر زخم چیرنے اور قطع برید اسے جسم کرنے میں ایسی ایک دوا لگھا
 دیا کرتا ہے کہ جس کے سبب سے اصلاً تکلیف قطع برید کی مریض کو معلوم نہیں
 ہوتی گو دیکھنے والے اوس قطع برید کو نہایت درجہ تکلیف اوس رنجور
 ضعیف پر گمان کرتے ہوں پس ہر گاہ خداوند حکیم حق قادر مطلق نے
 ایک اپنے اوس فی مخلوق کو عقل اور طاقت عطا فرمائی ہے تو کیا خود
 خداوند حکیم و کریم حق قادر مطلق ایسا نہیں کر سکتا کہ اصلاً تکلیف ان
 جانوروں کو قطع و برید فیج سے معلوم ہی نہ ہو کہ بظاہر ہم اپنے وہم و
 فہم سے اشد تکلیف گمان کریں اور اس قطع و برید سے ڈرین رہا تر پنا
 ان جانوروں کا ہنگام فیج جائز ہے کہ یہ تر پنا عین تلافی کے سبب واقع
 ہوا کرتا ہو نہ سبب تا لم کیونکہ وجد کرنا اور تر پنا بعض کیفیات تلافی
 میں بھی ہوا کرتا ہے علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہیں کہ جو جنبش روح حیوانی کے
 وقت بدن سے نکلنے کے باعث ہلانے اور تر پانے جسم ذی روح
 کے ہوا کرتی ہے وہ جنبش خواہ مخواہ دلیل اور پر سنج رسانی جانی ہے کہ

ہو یہ کچھ ضرور نہیں دیکھ چھپکلی کی دم جس وقت قطع ہو کر اچھوڑ دیا گیا کرتی
 ہر تو تحریک ہو اسے روح حیوانی کے سبب سے کس قدر جنبش و طیش پڑ
 او سیر طاری ہوتی ہے پس اس جنبش و طیش سے خود وہ دم بریدہ تو
 صلاحیت اور اک تکلیف کی رکھتی ہی نہیں رہی چھپکلی ظاہر ہے کہ چھپکلی کو
 اس وقت سوا کسی متدراذیت موضع قطع زنب کے جنبش و تحریک
 زنب سے ایک اور نئے تکلیف خفیف بھی نہیں ہوتی دم کا ٹھپنا
 اس چھپکلی کے رنج و تکلیف میں کچھ اصلاً متور نہیں ہوتا اور ساکن ہو جاتا
 بھی اس کا کچھ تکلیف جرح متقطع زنب کو نہیں کھوتا پس اس بات
 بخوبی واضح ہے کہ نکلنے کے واسطے جو تحریک ہو اسے روح حیوانی کی اگر تہی ہر
 اس تحریک کے واسطے کچھ خواہ مخواہ رنج و تکلیف ہی کا لازم ہونا ضرور
 نہیں ہے جو اب پیچ یہ کہ ساتھ تکلیف دینے کے خداوند خلاق حقیقی قادر
 ہے کہ اس تکلیف آنی کے عوض میں نعم الببل اور سکا ہمیشہ کے واسطے
 دار آخرت میں ان حیوانات مذبح کو سنایت فرمائے جیسا کہ بعض روایات
 کتب نبی اہل اسلام سے اسکا ثبوت بھی ہوتا ہے یعنی وارد ہوا ہے کہ جانور
 مذبح کو خاک جنت ہو جانے کا صلہ ملے گا لیکن اس مضمون روایت پر
 ایک شبہ عقلی بھی وارد ہو سکتا ہے بیان اس کا یہ کہ اگر یہ جانور ان بیچ
 خاک ہو گئے کہ خاک جنت ہی کیوں نہوں تو خاک ہونے پر قسم جادو جس
 دورک سے ٹھہرے لہذا جادو جس ہو کر داخل جنت ہونے سے فائدہ
 لے لے کو کیا ہوا اور صلہ کیا ملا جو اب اس شبہ کا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ قادر ہے

کہ اسی خاک میں تلافی کا اذراک پیدا کر دے اور نذرین خاک ہی کے
 لطف و مہربانی سے قربان ہوئے کا نفوس حیوانیہ کو پوچھا ہے
 جیسا کہ عذاب قبر میں نذرین عظام بالیہ خاک شدہ کے ایصال کیفیت
 تزیین و ایلام ہونا حضرات متیقن کے تسلیم کیا ہے اور یاد دلہ و حج اس
 تزیین و ایلام کا حکم و قدرت خداوندی سے ممکن الوقوع ہونا پایہ
 ثبوت کو پہنچا دیا ہے جو اب شتم یہ کہ ہر گاہ امراض وغیرہ کے سبب سے
 ملا فوج میں بھی اشد تکلیف کا ان حیوانات کو پہنچنا بالبدان ثابت
 تکلیف موت فوج بسبب زحمت و فنی آنی ہونے کے بقا تکلیف
 امتداد و می زبانی موت امراض کے اخف تکلیف ہے نہ اشد پس اس صحت
 میں اگر وسوسہ مذکورہ بالا پیدا ہو سکے یا ہو تو شائد تکلیف موت امراض
 ان خدائے باریہ ان فی پیدا ہونا اس وسوسہ کا چاہیے نہ یہ کہ تکلیف و فنی
 انی موت فوج میں قویہ وسوسہ پیدا ہو اور تکلیف امتداد و می زبانی موت
 امراض میں نہو حال آنکہ کمال خفت و آسانی تکلیف موت فوج کی تو بسبب
 و فنی شتم و فنی ہونے کے مقتضی اس بات کی ہے کہ اگر اسی کمال سہولت
 و آسانی کو ایک توجید و جیہ تجویز حکم فوج کی جانبین اور محل جوابات وسوسہ
 مذکورہ بالا میں جواب شتم اس توجید و جیہ کو گردانیں تو بھی سزاوار تسلیم
 ارباب عقل سلیم ہو سکتا ہے

فالحمد لله الحمد لشاکرین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

مد احمد هزان چیز که حسن طبع میخواند

آمد آخر پس پرده تقدیر پرید

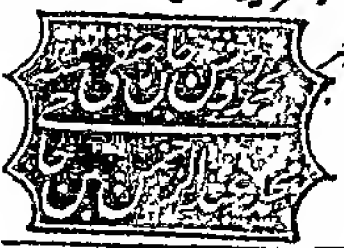
احمد و سلام علی عبادو الذین اسلموا اما بعد عاجز سرایچه ب محمد یعقوب منقسم طبع نظامی نامی
 بر نهان خود شنید نظر ارباب فهم و ذکا انصاف بر این برین بود و یار میسازد که درین مان سید و آوان جمیع نفع نواستین شعر
 مضامین بگین جواز و آسمان بیجی سیم بر برهان لایح فی تحقیق امر الذی بلایح که فی الواقع در تحقیق جواز و زیان
 وازالہ اولیام قیام حتی است قاطع و برانی است سماع تصنیف لطیف و کالیف شریف تحریر شیر کعبا و یب و یقت
 روز غنیه جلایه با هر علوم عقلیه و نقلیه محضر محمد و جمال مولانا سید محمد الدین احمد صاحب لالزال شمس افاداته
 عاقله ماطلع الکمال توجیه خاص حضرت مولانا المکرم و محمد منال اعظم المعنی لودعی منبع فیوضات اله مولانا
 مولوی محمد شهاب صاحب محنت افاضه هم باین عاجز بر سر رسیدن بقصدش نور محمدش ابابیت قیام و صفا و احسان
 انطباحتش در رویه سعادت و این خود و انکاشه دست استیلا و بدامن عالیشان حضرت آقای نادر و احمد و التوا
 منظر محمود و احسان نجای و ادای بیکیان جناب محمد عبد الرحمن خان صاحب ملک طبع و
 که عالمی از فیض عام آن منبع الفضل و الامنان کامیاب است و ذات بابر کاش در انجاء و رحمت حسته و
 مریدی است نایاب مردم آرا که توجیه خاص حضرت معنی باین عقیدت اختصاص بیرون از احسان
 مائش خادم دیرین بپایه اجابت رسید معنی بفضل ازید ملان آن نسخه غریبه و عجبا که عجیبه در اندک زمان بکسب ابراهام
 حضرت آقای محمد بن الانام تمهید تمام بعد نظر ثانی جناب مصنف علام بر بکا غده خوب و تقطیع خوش سلوب
 علیه انطباع در کتب سیده نصارت بخشیده لغار گریان انصاف آئین گردید

قطعه تاریخ طبع کتاب

این کتاب نوشته چو از نور قرم	صاحبان علم و دانش بدل طبع	محمد یعقوب منقسم طبع	زبد قرم بران لایح مستند
------------------------------	---------------------------	----------------------	-------------------------

شماره

چو که حق تصنیف است کتاب جوابی که حضرت مصنف صاحب اس عاجز کو عطا فرمایند از بدون اجازت اجترکونی بسیار
 قصد طبع نظر و این در حقیقت کتاب بدین مطلوبین طبع نامی نظامی است طلب فراوین و ما علینا الا النبلایح



محمد یعقوب منقسم طبع نظامی کاپیو تحریر

در حقیقت خرم خاتمه

برای سند معنی که این کتاب طبع طبع نظامی است مهر و دستخط نه شده